محسن نندہ

Rs= 4/=

پیاسا ساون

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

(۱)

رات اپنی بھیانک تاریکی آنکھوں میں جھونک رہی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ موسلا دھار مینہ پڑ رہا تھا۔ راکیش کی موٹر کار اندھیرے میں بل کھاتی ہوئی پہاڑی سڑک پر بڑھی جارہی تھی۔ طوفانی ہوا اور بوچھار کے تند تھپیڑے کار کے شیشے سے ٹکرا رہے تھے۔ چھاجوں برستا ہوا پانی کار کی بتیوں کی روشنی کو ناکارہ بنا رہا تھا۔ روشنی تھوڑی دور جاکر اندھیرے میں مدغم ہوجاتی تھی۔ وہ بڑی احتیاط سے کار چلا رہا تھا۔ کار کو تیز چلانا ناممکن تھا، اس لئے وہ جھنجھلا رہا تھا، کیونکہ اُسے پہلے ہی کافی دیر ہوچکی تھی۔

کار ہوٹل "سنولینڈ" کے برآمدے میں آکر رُکی۔ ہوٹل کی صرف چند ہی بتیاں روشن تھیں اور اس کا بیشتر حصّہ تاریکی میں ملفوف تھا۔ راکیش تیزی سے اگلا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ طوفانی ہوا کے تھپیڑوں سے اُس کے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی۔ اس نے اپنا اوورکوٹ سختی سے اپنے گرد سمیٹ لیا۔ پھر وہ پھرتی سے لوبی میں داخل ہوا اور سیدھا انکوائری کاؤنٹر تک جا پہنچا۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے کمرے کی بڑی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ جہاں پردہ تھوڑا سا ہٹا ہوا تھا۔ کھڑکی کے پر بوندوں کا ساز سا بج رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ بارش کا زور ابھی کم نہیں ہوا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اور کوٹ کے باوجود سردی اس کی رگوں میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔

راکیش نے کاؤنٹر پر اپنی انگلیاں بجاتے ہوئے کہا "کوئی ہے!"۔

دوسرے ہی لمحہ کاؤنٹر کے پیچھے سے ایک دوشیزہ کا سر اور پھر اس کے بدن کا بالائی حصہ نمودار ہوا۔ راکیش کی آنکھیں جھپکنے لگیں۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی جادوگر نے دھوئیں کا گولہ چھوڑ دیا ہو اور دھواں چھٹنے پر آسمان سے ایک پری زمین پر اتر آئی ہو ــــ گھنگھریالے بالوں میں سیدھی مانگ، بادامی آنکھیں، شرربار بھنویں، لمبی سیاہ پلکیں، آنکھوں میں سُرمہ کی ہلکی سی دھاری، ماتھے پر کاجل کا تکونا ٹیکہ، گلابی دہکتے ہوئے رخسار، ستواں ناک، رسیلے ہونٹ، نچلے ہونٹ کے کنارے پر سحر انگیز تل۔ ٹھوڑی میں ہلکا سا گڑھا، گردن صناعی کا شاہکار اور جوبن کے ابھار میں دل و نگاہ کے لئے ہزاروں دعوتیں ــــ راکیش کاؤنٹر کے پاس کھڑا جیسے حسن و جمال کی دنیا میں گم ہو گیا تھا۔ اسے اپنے گرد و پیش کا کچھ ہوش نہ تھا۔ دوشیزہ نے راکیش پر طاری کیفیت دیکھی تو وہ جھینپ سی گئی۔ وہ اس ہوٹل کی ریسپشنسٹ تھی جو اب تک کوئی فائل نکالنے کے لئے کاؤنٹر کے نیچے جھکی ہوئی تھی۔

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

نقرئی گھنٹیاں سی بج اٹھیں اور راکیش پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"میرا نام راکیش ہے۔ میں نے اس ہوٹل میں ایک کمرہ بک کرایا تھا
غرض سے آپ کو تار بھی دی گئی تھی۔"

"جی ہاں۔ لیکن مجھے افسوس ہے اس وقت ہوٹل میں کوئی کمرہ
خالی نہیں ہے۔" دوشیزہ نے راکیش کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے
کہا۔ "معاف کیجئے گا قطعی کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

"مگر میں نے تو کمرے کے ریزرویشن کے لئے آپ کو تار بھی دیا
تھا۔"

"لیکن ہم نے یہ تصدیق تو نہیں کی تھی کہ کمرہ آپ کے لئے ریزرو
کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے بات یہ ہے کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ہوائی
سروس تین دن سے بند ہے۔ بہت سے مسافر یہاں رُکے پڑے
ہیں۔"

"اوہ! لیکن بھگوان کے لئے کچھ کیجئے مجھے راستے میں بہت دیر
ہو گئی۔ ایسے موسم میں کار کا سفر ایک بھاری مصیبت مول لینا ہے۔"

"سوری۔ میں مجبور ہوں۔ شہر کے دوسرے ہوٹلوں میں بھی کوئی
کمرہ خالی نہیں، ورنہ میں آپ کا کہیں اور انتظام کرا دیتی۔"

راکیش نے مڑ کر کھڑکی کے شیشے میں سے باہر دیکھا۔ بارش تھمنے
کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر غم و یاس کے آثار گہرے
ہو گئے۔ راکیش مردانہ حسن کا دلفریب مجسمہ تھا۔ صنف نازک کے لئے
اس میں بے پناہ کشش تھی۔ اس کے لباس کی وضع و قطع میں سنجیدگی
کے ساتھ ساتھ جدید رنگ کا امتزاج بھی تھا۔ اس کی دل آویز شخصیت
دوشیزہ کے دل پر اثر کر رہی تھی۔

"بس ایک ہی طریقہ ہے" دوشیزہ نے پھر سکوت توڑتے کہا۔

"وہ کیا؟"

"ایک شام کو ایک ہوائی جہاز یہاں پہنچا ہے۔ صبح کچھ مسافر یہاں سے چلے جائیں گے۔ میں آپ کا نام ویٹنگ لسٹ میں شامل کر سکتی ہوں۔"

راکیش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بے بسی کے عالم میں دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔ دیوار کا کلاک ساڑھے بارہ کا وقت بتا رہا تھا۔ وہ اتنی رات گئے کہاں جا سکتا تھا۔ اس نے اس دوشیزہ کی طرف منہ پھیرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں وہاں صوفے پر بیٹھ کر انتظار کر لوں۔ ... صبح تو مجھے کمرہ مل جائے گا!"

"رات بھر..... اس سردی میں؟"

"دو چار گھنٹے کی ہی تو بات ہے جوں توں کر کے وقت کٹ جائے گا۔"

"As you please!"

دوشیزہ نے ہچکچاتے ہوئے اجازت دے دی۔ راکیش نے اس کا شکریہ ادا کیا اور مطلوبہ گوشے کی طرف بڑھا۔ لڑکی نے گھنٹی بجائی۔ ایک بیرا کہیں سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ہوٹل "سنو لینڈ" کی خاص وردی پہن رکھی تھی۔ کرکٹ کے کھلاڑیوں جیسی ٹوپی جس پر "سنو لینڈ" لکھا تھا۔ جودھپوری کوٹ جیسی قرمزی رنگ کی جیکٹ سفید پتلون جس میں قرمزی رنگ کی دو دھاریاں تھیں۔

"آپ کا سامان ؟" لڑکی نے راکیش کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"کار کے پیچھے ہے۔" راکیش نے کہا اور جیب سے چابیوں کا گچھا نکال کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اُس نے چابیاں بیرے کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔

"جاؤ۔ صاحب کا سامان اندر لے آؤ۔" لڑکی نے بیرے کو حکم دیا۔ بیرا باہر چلا گیا تو راکیش کچھ فاصلے پر پڑے ہوئے صوفے پر جا بیٹھا اور دوشیزہ رجسٹر پر جُھک کر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گئی۔

راکیش صوفے پر بیٹھا گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اُسے غمِ فراق میں مبتلا ایک عاشق کی طرح سحر ہونے کا انتظار کرنا تھا۔ تنہائی اور انتظار نے اس کے بدن میں جلد ہی سردی کو کچھ اور اُبھار دیا۔ اُس نے اپنے اوور کوٹ کے کالر کانوں تک اٹھا لئے اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر صوفے میں پہلے سے زیادہ سمٹ گیا۔ وہ اپنے آپ پر جھنجھلا رہا تھا اور اُن حالات کو کوس رہا تھا جن کے تحت وہ اپنی منزل کی طرف دیر سے روانہ ہوا اور راستے میں تاخیر کے لمحے اور بھی طویل ہو گئے۔ وہ خیالات میں کھویا ہوا کبھی کبھی کنکھیوں سے اُس دوشیزہ کی طرف بھی دیکھنے لگتا جس کا حُسن اس بے کیف انتظار کے کرب و اضطراب کو کچھ کم کر رہا تھا۔ اُس کے دھیان کی لہر ایک اور ہی راستے پر چل پڑی ..... انسان کا خالق کتنا بڑا فنکار ہے۔ ایک ہی مواد سے کیسی کیسی دلآویزیاں ڈھالتا ہے۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی لڑکی کسی محل کی رونق ہو سکتی تھی مگر وہ ہوٹل کی معمولی ملازمہ ہے۔ خالق شاید مسخرہ بھی ہے ..... انمول ہیرا تراش کر گھورے پر پھینک دیتا ہے۔

ریسپشنسٹ لڑکی بھی، جس کا نام ارچنا تھا کبھی کبھی کنکھیوں سے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش کو دیکھنے لگتی تھی۔ اُچٹتی نظروں کی یہ ملاقات دھیرے دھیرے ایک رابطے میں تبدیل ہونے لگی۔ اگر اُن کے دل کی خاموش دھڑکنوں کو کوئی چھیڑ رہا تھا تو بارش کا گنگناتا شور! اچانک راکیش اٹھا اور کاونٹر کے قریب آکر بولا۔

"Excuse me کیا مجھے کافی کا ایک پیالہ مل سکتا ہے؟"

"Sorry ہمارا کچن بارہ بجے بند ہو جاتا ہے۔"

راکیش منہ لٹکا کر مڑا اور دوبارہ صوفے پر آ بیٹھا۔ ارچنا رجسٹر پر جھک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ بیرا راکیش کا سوٹ کیس اور اٹیچی لے آیا اور کاونٹر کے پاس رکھ دیا۔ پھر وہ عقبی کمرے میں چلا گیا۔

راکیش اپنی انگلیاں چٹخانے لگا۔ آدمی کا سوچا سمجھا منصوبہ بعض اوقات اُسے کتنا بڑا دھوکا دے دیتا ہے۔ آدمی سوچ سمجھ کر ایک تجویز پر عمل کرتا ہے مگر کوئی اس پر پانی پھیر دیتا ہے۔

کچھ دیر بعد ہی بیرا کافی کا ایک پیالہ ارچنا کے لئے لایا جو ڈیوٹی کے دوران اُسے دو بار ملا کرتا تھا۔ ارچنا نے کافی کا پیالہ ہاتھ میں اٹھا لیا اور اُسے ہونٹوں تک لے جانے سے پہلے راکیش کی طرف دیکھا جو اُسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ انسان کے پہلو میں دل پھول کی طرح نرم بھی ہوتا ہے اور پتھر کی طرح سخت بھی۔۔۔۔۔ ایک انسان کے سامنے ایک انسان سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ وہ کافی کا پیالہ ہونٹوں سے نہ چھو سکی۔ اس کے دل نے اُس کی رہنمائی کی اور اس نے پیالہ پلیٹ پر رکھ دیا۔ اس نے ہمدردانہ نگاہوں سے راکیش کی طرف دیکھا اور کافی کا پیالہ تھامے اس تک جا پہنچی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ لیجیے کافی۔ سردی سے شاید آپ پریشان ہو گئے۔"

"نہیں تو...... لیکن آپ ...... یہ تو آپ کے لئے ہے!"

"لیجیے ففٹی ففٹی ......"

راکیش نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر رحم طلب نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ ارچنا نے نصف کافی پلیٹ میں ڈال دی اور کافی کا نصف پیالہ راکیش کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اُسے تھامتے ہوئے بولا۔ "تھینک یو!"

راکیش کافی کا پیالہ لیتے ہوئے پہلے تو ہچکچایا اور پھر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ارچنا اس کی تیکھی نظروں کو دیکھ کر فوراً بول اٹھی:-

"یہ آپ مجھے گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

"دیکھ رہا ہوں دو گھڑی پہلے جو اجنبی تھا، اپنا کیسے بن گیا۔"

"او ـــ اپنا کاروبار جو ٹھہرا customers کا خیال رکھنا تو ہمارا پہلا فرض ہے۔"

"لیکن میں تو ابھی آپ کا کسٹمر بھی نہیں۔"

"ویٹنگ لسٹ میں تو ہیں۔" یہ کہہ کر ارچنا زیر لب مسکرا دی اور اس بحث کو ختم کرنے کے لئے بات کا رُخ بدلتے ہوئے بولی:-

"آج کی بے پناہ سردی شاید آپ برداشت نہیں کر پائیں گے۔"

"مجبوری انسان کو دلیر بنا دیتی ہے۔ اُس کی برداشت کی طاقت بڑھا دیتی ہے۔"

ارچنا راکیش کے جواب سے بہت متاثر ہوئی۔ اُس نے شرماتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"وہ کیسے؟"

"اس ہوٹل کی مالکہ کا کمرہ آپ کو دے کر۔"

"او wonderful ڈارلنگ لیکن وہ کیا کریں گی؟"

"وہ پہلگام گئی تھیں۔ برسات کی وجہ سے وہیں رُک گئی ہیں۔ صبح سے پہلے نہیں لوٹ سکتیں۔"

"اور صبح ہوتے ہی آپ دوسرے کمرے کا انتظام کر دیں گی۔ آپ کے اس احسان کو میں زندگی بھر یاد رکھوں گا۔"

"لیکن ایک شرط ہوگی!" اُس نے لجاتے ہوئے کہا اور ذرا رُک کر بولی۔ "اس بات کو راز میں رکھنا ہوگا۔ ورنہ مالکن میری چھٹی کر دے گی۔"

راکیش مسرت سے گدگدا اُٹھا۔ اُس نے معنی خیز نظروں سے ارچنا کو دیکھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اپنے آپ کو بدنصیب سمجھ رہا تھا لیکن اب اُس کے سوچنے کا انداز بدل گیا۔ وہ ابھی اس کا شکریہ بھی ادا نہ کر سکا تھا کہ اس نے فوراً چلنے کو کہا اور بولی۔

"آپ میرے ساتھ آئیے۔" اس نے کاؤنٹر پہ جا کر اپنی مالکن کے کمرے کی چابی اُٹھائی اور دائیں طرف چل پڑی۔ راکیش اس کے پیچھے ہولیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اس گلی کو عبور کرنے لگی جس کے دونوں جانب کمرے تھے۔ راکیش چُپ چاپ بڑھتا چلا گیا۔ ارچنا ایک دروازے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور تالے میں چابی گھما کر اُسے کھول دیا۔ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں اندھیرا تھا۔ ارچنا نے ٹیبل لیمپ روشن کر دیا اور دُھندلی دُھندلی روشنی میں راکیش نے دیکھا کہ اس کمرے میں ہندوستانی اور مغربی طرزِ آرائش کے ملے جلے رنگ کی جھلک تھی۔ صاف ستھرا آرٹسٹک ڈھنگ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سجا ہوا کمرہ مالکہ کے ستھرے مذاق کا آئینہ دار تھا۔ایک طرف پیانو پڑا تھا۔دیوار پر گٹار اور مینڈولین ٹنگے ہوئے تھے۔جو اُس کے موسیقی کے ذوق کے مظہر تھے۔

"یہی ہے وہ کمرہ ..... ہماری مالکن مسز کملا کا اسپیشل روم ....."

"آپ کی مالکن ایک با ذوق خاتون معلوم ہوتی ہیں۔اُن کو شاید موسیقی سے بھی گہرا لگاؤ ہے ؟"

"جی۔آپ نے خوب جانا۔مینڈولین تو اتنا پُرسوز بجاتی ہیں کہ آپ کے دل کو چھو جائے۔"

"وہ یہاں اکیلی رہتی ہیں ؟..... میرا مطلب ہے اُن کے شوہر..؟"

"جی ـــ شوہر کے گزر جانے کے بعد یہی دنیا ہے اُن کی ...... تنہا اور پُرسکون..... !"

"اُن کا کوئی نہیں اپنا ؟..... میرا مطلب ہے بچے وغیرہ .... ؟"

"نہیں نہیں ..... انہیں پیار ہے تو بس دو چیزوں سے ..... ایک موسیقی اور دوسری میں ....."

'میں' کے لفظ پر وہ ذرا چونکا اور اُس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ راکیش کی حیران نظروں کو کاٹتے ہوئے وہ فوراً بولی۔

"میرا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں۔میں انہیں کے زیرِ سایہ پلی ہوں!!"

راکیش نگاہیں ہٹا کر اس کمرے کا معائنہ کرنے لگا۔سامنے پیانو کی سطح پر پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا تھا۔وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"سُرخ گلاب !" اس کے منہ سے نکلا۔

"ہماری مالکن کو سُرخ گلاب بہت پسند ہیں۔یہ ان کی کمزوری ہے۔

ہمیں ہر صبح انہیں یہ پھول مہیا کرنے پڑتے ہیں۔"

"ضرور اس سرخ گلاب کا اُن کی زندگی سے کوئی گہرا تعلق ہوگا۔"

"ممکن ہے۔"

"لیکن سرخ گلاب کی پسندیدگی کوئی اچھی علامت نہیں۔ شاید کوئی اپنے دل میں دبی چنگاریوں کو ان پھولوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔"

"آپ کو تو سفید گلاب پسند ہوگا؟"

"جی ....." وہ چونک گیا۔ اور اُسے دوبارہ اُٹھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا "آپ کا اندازہ غلط نہیں زندگی کی سادگی اس میں پنہاں ہے۔"

ارچنا اُس کا شاعرانہ انداز دیکھ کر شرما گئی۔ اُسے محسوس ہوا جیسے یہ جملہ اُس نے پھولوں کے بجائے اُس پر کسا ہو۔ وہ بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہنے لگی۔

"صبح ہونے سے پہلے ہی آپ کو یہ کمرہ چھوڑ دینا ہوگا۔"

"یاد ہے۔"

"اور یہ بات ہم دونوں تک ہی رہنی چاہئیے۔"

"وعدہ کرتا ہوں۔"

ارچنا نے ایک بار خاموش نگاہوں سے اُسے دیکھا اور پھر کمرے کے بارے میں مزید ہدایات دینے لگی۔ وہ اس کا شکر گزار تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے احسانوں کی تمہید باندھتا ارچنا کمرے سے باہر چلی گئی۔

ماکیش چند لمحوں تک وہیں ساکت کھڑا رہا۔ ارچنا نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی لیکن ابھی تک اُس کا تصور اس کے سامنے تھا۔ کمرے کی بند کھڑکیوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اندر گھٹے ہوئے ماحول میں باہر برسات کا شور سنائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے بچھے ہوئے آرام دہ بستر تک جا پہنچا۔ لاپرواہی سے اپنا کوٹ اُتار کر ایک طرف پھینکا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے اس کھڑکی تک جا پہنچا جہاں سے باہر کے طوفان کا اندازہ لگ رہا تھا۔ آسمان پر چھائی ہوئی گھٹاؤں میں جب بجلی چمکی تو اُسے وسعتوں میں دُور تک دھندھیلی نظر آئی۔ بند کھڑکی کے شیشوں پر بارش کی موٹی موٹی بوندیں یوں پڑ رہی تھیں جیسے کوئی اس کے دل میں تپتے ہوئے انگاروں پر پانی کے چھینٹے مار رہا ہو۔ اُسے محسوس ہوا جیسے میلوں سفر کی تکان ارچنا کی اس نوازش سے منٹوں میں دور ہو گئی ہو۔

(۲)

• برکھا کا شور ابھی تک وادی کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھا۔

• ارچنا کاؤنٹر کے پیچھے آئی تو بادل زور سے گرجنے لگے۔ بجلی خوفناک آواز میں کڑکی، جیسے وہ کسی درخت یا عمارت پر گری ہو۔ وہ ڈر گئی اور پھر رجسٹر پر جھک گئی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اُس نے رسیور اُٹھا کر کان سے لگا لیا۔ دلّی سے کوئی کمرہ بُک کرانے کے لئے ٹرنک کال کر رہا تھا۔ اچانک ارچنا کے ہاتھ میں رسیور کانپنے لگا۔ اُس کے بدن میں ایک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

برق سی کوند گئی۔ باہر برآمدے میں ایک موٹر کے رکنے کی آواز آئی۔ موٹر جانی پہچانی آواز نے اُس کے دماغ میں کھلبلی مچادی۔ اُس نے گھبراہٹ میں آ کے ٹرنک کال بند کردی اور پریشان نگاہوں سے صدر دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔ اُس کی مالکن مسز کملا اچانک اس طوفان میں لوٹ آئی تھی۔ اس کا سامنا کرتے ہی ارچنا کے حواس مختل ہوگئے۔ اُسے محسوس ہوا اُس کا سر منوں وزنی ہوگیا ہے۔

مسز کملا پینتیس برس کی ایک خوبرو عورت تھی۔ بھرا بھرا بدن، گورے چہرے پر خوشحالی اور امارت کے آثار، ترشے ہوئے تیل سے بے نیاز بال، موٹی موٹی خمار آلود آنکھیں جو ہر وقت مسکراتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ اُس نے کسی نایاب جانور کی کھال کا چھوٹا سا کوٹ پہن رکھا تھا جو اُس کے دل آویز کولہوں تک جاتا تھا۔ اُس کوٹ کے نیچے موٹی اُون کا کارڈیگن تھا اور کارڈیگن کے نیچے بھورے رنگ کی چُست پتلون تھی جو اس کی بھری بھری رانوں اور سڈول پنڈلیوں کو نمایاں کررہی تھی۔ پتلون کے پائینچے ربر کے کالے جوتوں میں اُڑسے ہوئے تھے۔ وہ ارچنا کی طرف دیکھ کر مُسکرائی اور ارچنا نے ہاتھ جوڑ کر اس کا خیر مقدم کیا۔

کملا بڑی تمکنت اور طمطراق کے ساتھ کاؤنٹر کے قریب آئی۔ ارچنا کا سانس پھول گیا تھا اور چہرہ سفید پڑگیا تھا۔ اُس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا جارہا تھا۔ اُسے قطعی توقع نہیں تھی کہ اس کی مالکن اتنی رات گئے اور اس موسم میں پہلگام سے لوٹ آئے گی۔ اُس نے راکیش پر جو مروّت اور مہربانی کی تھی وہ اب بہت مہنگی پڑتی نظر آرہی تھی۔

"کتنا بھیانک موسم ہے۔" کملا بولی۔ "اس موسم میں پہلگام ایک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ویرانہ معلوم ہو رہا تھا، کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔ میرا وہاں دم گھٹا جا رہا تھا اس لیے بارش اور طوفان کی پروا نہ کرتے ہوئے میں واپس چلی آئی۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا آنٹی..... مجھے تو بڑی فکر ہو رہی تھی" اور سردی سے بچانے کے لیے ارچنا نے مسز کملا کو برقی ہیٹر کے پاس کھینچ لیا۔

کملا ہیٹر کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ بیرے اس کے دو سوٹ کیس اندر لے آئے۔ ارچنا کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ اس بلا کو کسی طرح ٹالنے کی فکر میں تھی جو اس نے خود اپنے سر لی تھی۔ وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے باہر آئی۔

"کہاں جا رہی ہو ارچنا؟" کملا نے پوچھا۔

"آپ اپنا بدن گرم کیجئے۔ میں اتنے میں آپ کا کمرہ گرم کرائے دیتی ہوں۔ آج بڑی سخت سردی ہے۔" ارچنا یہ کہتی ہوئی تیزی سے اس زینے پر چڑھنے لگی جو مالکن کے کمرے کی طرف جاتا تھا۔

کملا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا — "بڑی پیاری لڑکی ہے۔ کتنا خیال رکھتی ہے میرا!" اس نے اپنے آپ سے کہا اور اس کی نظریں ارچنا کی پیٹھ پر تھپکیاں دینے لگیں۔

ارچنا تیز تیز قدم اٹھاتی اس کمرے کی طرف جانے لگی۔ گھبراہٹ سے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا۔ مالکن کی آمد سے پہلے ہی وہ راکیش کو وہاں سے ہٹا دینا چاہتی تھی۔

پھر وہ جلدی سے ہوٹل کے ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہوئی۔ اس نے اپنی مالکن کے کمرے کا نمبر ڈائل کیا۔ وہاں سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ لرز گئی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُس نے پھر نمبر ملایا۔ دراصل وہ چاہتی تھی کہ مالکن کے کمرے کا دروازہ نہ کھٹکھٹانا پڑے اور راکیش کو فون پر ہی اطلاع دیدے کہ اس کی مالکن واپس آگئی ہے اور وہ چپکے سے باہر نکل جائے۔ لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ راکیش شاید گہری نیند سو رہا تھا

راکیش بستر پر غافل پڑا سو رہا تھا۔ اس کے پلنگ کے قریب تپائی پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج رہی تھی اور بجتی چلی جا رہی تھی۔ اب اُس کی نیند میں خلل پڑا تو اس نے تکیہ اپنے کان پر رکھ لیا۔ ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور نہیں اٹھایا۔

ارچنا بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ٹیلیفون بوتھ سے نکلی اور صورتِ حال کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے کملا کے کمرے کی طرف لپکی۔ اس نے مالکن کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر دروازے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور دوسری چابی سے دروازہ کھول دیا۔ ارچنا دھڑکتے ہوتے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ راکیش بستر پر دراز خرّاٹے لے رہا تھا۔ اُسے خبر ہی نہ تھی کہ اُس نے اپنی محسنہ ارچنا کو کس مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا۔

ارچنا نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور لپک کر بستر کے قریب پہنچ کر راکیش کو جھنجھوڑنے لگی۔ راکیش نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور ارچنا نے سرگوشی کے لہجے میں کہا "اُٹھیئے جلدی کیجیئے۔ مالکن واپس آگئی ہیں۔ فوراً کمرے سے باہر نکل جائیے!!"

اس نے اکھڑے ہوئے سانس میں کہا اور راکیش کو جیسے بچھو نے کاٹ لیا۔ وہ تڑپ کر بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور جلدی سے کھونٹی پر سے اپنا سوٹ اور اوور کوٹ اُتار کر دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ جب وہ دونوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دروازے کے پاس پہنچے تو ٹھٹھک کر رُک گئے اور ایک دوسرے کو اُکھڑی اُکھڑی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

"ارچنا ..... ! کیا تم نے دروازہ اندر سے بند کر رکھا ہے ؟ "

باہر سے کملا کی آواز آئی۔

راکیش دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھا تو ارچنا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے کھینچ کر کپڑوں کی الماری کے پاس لے گئی۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور راکیش کو اس میں دھکیل کر چھپ جانے کا اشارہ کیا۔ راکیش الماری کے اندر جا کھڑا ہوا۔ اس نے الماری فوراً بند کر دی اور اس کی چابی اپنے پاس رکھ لی۔ الماری کو بند کرنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولتے ہوئے کہنے لگی۔

"آیئے آنٹی سب ٹھیک ہے"

کملا دروازے کے پاس کھڑی بیرے کو کچھ ہدایتیں دینے لگی اور ارچنا وہاں سے ہٹ کر مالکن کا بستر ٹھیک کرنے لگی۔ اسے چادر پر راکیش کا ٹائی پن پڑا نظر آیا۔ اُس نے تیزی سے وہ پن اُٹھایا اور گلدان میں پھینک دیا۔

کملا نے کمرے میں قدم رکھا۔ اس کے پیچھے دو بیرے اُس کے سوٹ کیس اُٹھائے ہوئے تھے۔

"اب آپ آرام کیجئے آنٹی۔ آپ بہت تھک گئی ہوں گی"

"تو کتنا خیال رکھتی ہے میرا، ارچنا !"

"وہ تو رکھنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کی بیٹی جو ہوں"

ارچنا کی بات سن کر کملا کی پلکوں میں نمی اُتر آئی۔ ارچنا اپنی کپکپاہٹ

دور کرنے کو اس کا سامان ایک طرف رکھنے لگی۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو کملا نے کہا۔

"میں اپنے کپڑے تبدیل کرتی ہوں تب تک تم میرے سوٹ کیس الماری میں رکھوا دو" یہ کہہ کر وہ غسل خانے کی طرف بڑھی۔ اور ارچنا کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"الماری کی چابی تو میں نیچے بھول آئی ہوں۔ ٹھہریئے ابھی لاتی ہوں"

الماری میں بند راکیش نے جب ارچنا کا جواب سنا تو گھبرا گیا۔ اس کا دم گھٹا جا رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کس مصیبت میں آ پھنسا۔

کملا غسل خانے سے باہر آئی۔ اب اس نے ہلکے نیلے رنگ کا شب خوابی کا لباس پہن رکھا تھا۔ ریشم کا لباس اس کے بدن کے نشاتوں کو اور بھی دلفریب بنائے ہوتے تھا۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا ہوا تھا۔ سونے سے پہلے کے میک اپ نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس نے دیوار پر ٹنگا ہوا مینڈولین اتارا اور گنگناتے ہوئے مینڈولین پر ایک مغربی نغمہ چھیڑ دیا۔ اس سُریلے نغمے نے راکیش کے دماغ کی نسوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ جی میں آیا وہ اس نغمے کے ساتھ ہی چیخنا چلانا شروع کر دے وہ کسمسانے لگا۔ سانس لینا بھی دشوار معلوم ہو رہا تھا۔

کملا نے باہر قدموں کی آہٹ پا کر اپنا نغمہ بند کر دیا۔ وہ دروازے کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی جس میں سے ایک بڑی الماری اندر آ رہی تھی۔ ہوٹل کے دو بیرے الماری تھامے ہوئے تھے اور ارچنا ان کے پیچھے تھی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ کیا؟" کملا نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"آپ کی الماری کا تالا خراب ہے۔ خود بخود کھل جاتا ہے۔ ڈر ہے کبھی کوئی چوہا وغیرہ آپ کی قیمتی پوشاکیں خراب نہ کر دے۔ اس لئے میں نے سوچا آج ہی آپ کی الماری تبدیل کر دینی چاہیئے۔"

"اتنی بھی کیا جلدی تھی۔ خیر اب آ ہی گئی ہے تو تبدیل کر دو!"

"کام وہ جو وقت پر ہو جائے۔ ورنہ آپ تو جانتی ہیں۔ کتنی بار سوچا، لیکن فرصت ہی نہیں ملتی۔"

بیرون نے نئی الماری رکھ دی اور پرانی الماری اٹھا کر نیچے لے گئے۔ راکیش کو ایسا محسوس ہوا جیسے الماری میں چھپے چوہے اس کے بدن کو کاٹ رہے ہوں۔ وہ بیرون کے کندھا بدلنے کے ساتھ ہی اتھل پتھل ہونے لگا۔ لیکن وہ اپنا سانس روکے خاموش رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بے وقت کی آہ وزاری اس کے اور ارچنا کے لئے مصیبت بن جائے گی۔

الماری کے باہر جاتے ہی ارچنا نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ تیزی سے الماری کھول کر اس میں کملا کے کپڑے سجانے لگی اور اس کے کانوں میں کیبر میلنڈولین کا نغمہ گونجنے لگا۔

کملا کمرے میں ٹہلتے ہوئے سرخ گلابوں کے پاس پہنچی۔ اس نے وہ پھول گلدان سے نکال کر اپنے سینے سے لگا لئے۔ اچانک اس کی نظر گلدان کے اندر پڑی۔ اس نے ہاتھ ڈال کر ٹائی پن باہر نکال لیا۔ پن دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔ اس کے کمرے میں ٹائی پن اور وہ بھی گلدان میں۔ اس کے کمرے میں کون آیا تھا؟ کیا اس کی عدم موجودگی میں اس کا کمرہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

استعمال کیا جاتا ہے ؟ .... کملا کی آنکھیں شعلہ بار ہوگئیں ۔ جوں ہی اس کی نگاہیں ارچنا سے ٹکرائیں وہ کہہ اٹھی ۔

"شاید کسی مسافر کا ہے ۔ گلی میں گر پڑا تھا میں نے اٹھا کر گلدان میں ڈال دیا تھا۔"

کملا مسکرا دی ۔ اس نے سونے کا وہ پن اپنے بالوں میں جڑ لیا ۔

ہوٹل کے بیروں نے اس الماری کو جس میں راکیش چھپا ہوا تھا، ہوٹل کے اسٹور میں جا کر رکھ دیا ۔ انہوں نے اسٹور کی بتی بجھائی اور باہر نکل گئے ۔ کچھ دیر بعد ارچنا دروازہ کھول کر اس کمرے میں داخل ہوئی اس نے بڑی آہستگی سے الماری کے پٹ کھولے ۔ پھر اس نے بتی جلا دی ۔ اور وہیں کھڑی ہو کر الماری کی طرف دیکھنے لگی ۔ راکیش الماری کے اندر ایک بت کی طرح کھڑا تھا ۔ بے حس و حرکت ۔ وہ دوڑتی ہوئی الماری کے پاس پہنچی اور گھبرا کر راکیش کو آہستہ سے پکارا ۔ جب راکیش نے کوئی جواب نہ دیا تو اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے ۔ لڑکھڑاہٹ میں اس نے راکیش کے کندھے پر ہاتھ رکھا ۔ راکیش آگے کی طرف جھکا اور ارچنا کے بازوؤں میں جھول گیا ۔ اس نے اپنا سارا بوجھ ارچنا پر ڈال دیا ۔ ارچنا کے منہ سے ایک دبی دبی سی چیخ نکل گئی ۔ راکیش سانس گھٹنے سے بے ہوش ہو چکا تھا ارچنا نے اپنی بانہوں کے سہارے آہستہ سے اسے فرش پر لٹا دیا اور غسل خانے کی طرف جھپٹی اور پھر وہ اس کے چہرے پر سرد پانی کے چھینٹے دینے لگی ۔ تھوڑی دیر میں راکیش کے جسم میں حرکت ہوئی اور وہ بڑبڑایا ۔

"میں کہاں ہوں ؟ "

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

" میرے پاس ۔ ہوٹل کے اسٹور روم میں ۔ آپ ایک محفوظ جگہ میں ہیں ۔ یہاں آپ کے آرام میں کوئی مخل نہیں ہوگا ۔ آپ رات یہاں بسر کر سکتے ہیں "

ارچنا کی آواز سن کر اسے ہوش آگیا اور اس نے کمرے میں نظر دوڑائی ۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ ہوٹل کے اسٹور روم میں پڑا ہے تو وہ بھنّا گیا ۔ وہ سمجھا کہ اس کی توہین کی جا رہی ہے ۔

" نہیں ۔ میں کوئی غلاف ، چادر ، پردہ یا نیپکن نہیں ہوں جو مجھے یہاں پھینک دیا گیا ہے ۔ مجھے باہر سردی میں ٹھٹھرنا منظور ہے مگر میں یہاں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رہ سکتا " یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا ۔

" سنیئے ۔ سنیئے تو ۔ آپ سمجھتے نہیں میں کس مشکل میں ہوں ، آپ نہیں جانتے کہ میں کس مشکل سے آپ کو مالکن کے کمرے سے نکال لانے میں کامیاب ہوئی ہوں " ارچنا نے ملتجیانہ لہجے میں کہا ۔

" آپ یہ کیوں نہیں کہتیں کہ مجھے جنّت سے نکال کر دوزخ میں لے آئی ہیں "

" لیکن اتنا تو سوچیئے کہ اس جنّت کا کیا فائدہ جہاں سانس لینے کی اجازت نہ ہو ۔ کم سے کم دوزخ میں رات تو آرام سے کٹ جائیگی "

راکیش جو غصّے میں تلملا رہا تھا ارچنا کا جواب سن کر اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھوں میں جھانکنے لگا ۔ اسے اس کی بے بسی پر ترس آنے لگا ۔ لیکن پھر بھی وہ اس دوزخ میں رہنے کو تیار نہ تھا ۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا اور پھر چپ چاپ اپنا اوورکوٹ کندھے پر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ڈال کر باہر نکل گیا۔ ارچنا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ اُسے دھندلی روشنی میں باہر جاتے دیکھتی رہی۔ شاید وہ اس کی حرکت سے ناراض ہو گیا تھا۔

ارچنا بھی چُپ چاپ اپنی ڈیوٹی پر واپس جانے لگی۔

راکیش پہلے ہی سے سوا گتی کمرے میں موجود تھا۔ ارچنا کی نگاہیں اُس کی طرف اُٹھیں اور جھک گئیں۔ وہ اُس کا سامنا نہ کر سکی اور خاموشی سے کاؤنٹر پر چلی آئی۔

باہر طوفان ابھی تک زوروں پر تھا۔ بادلوں کی گرج سے تمام وادی گونج رہی تھی۔ ارچنا گم سُم کاؤنٹر پر سر جُھکائے بیٹھی تھی۔ وہ نہ جانے کیوں ایک اجنبی سے ہمدردی جتانے چلی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اپنے کیے پر پچھتا رہی تھی اور کھسیائی ہوئی سی تھی۔

(۱۲)

صبح ہو گئی۔ سورج کی کرنیں کھڑکیوں میں سے چھن کر سوا گتی کمرے میں آنے لگیں۔ راکیش صوفے پر سویا پڑا تھا۔ اُس کے ٹھٹھرے جسم میں گرمی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ باہر درختوں پر چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اوور کوٹ اُتار کر ایک طرف پھینکا اور سوٹ کی سلوٹیں درست کرنے لگا۔ اُسے نیند تو آ گئی تھی لیکن اس کی رگوں میں بیٹھی ہوئی سردی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُسے بے حس سا کر رہا تھا۔ اُس نے دُھندلی آنکھوں سے کاؤنٹر کی طرف دیکھا۔ ارچنا ڈیوٹی پر موجود نہیں تھی۔ اُس کی جگہ کاؤنٹر پر ایک نوجوان کھڑا نظر آیا۔ چند مسافر ہوٹل سے جا رہے تھے۔ اس کے دل میں ہلکی سی اُمید پیدا ہوئی اور وہ صوفے سے اُٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

" وہ میڈم کہاں ہیں؟" راکیش نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے نوجوان سے پوچھا۔

" او۔ مس ارچنا! اِس وقت اُن کی ڈیوٹی نہیں ہے" نوجوان نے جواب دیا۔

" ذرا دیکھئے ویٹنگ لسٹ میں میرا نام ہو گا۔ مس ارچنا نے وعدہ کیا تھا کہ صبح ہوتے ہی مجھے کمرہ مل جائے گا"

" آپ کا نام؟"

" راکیش۔ راکیش کھنہ"

نوجوان نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فہرست پر نظر ڈالی اور راکیش سے مخاطب ہوا۔

" آپ کے لئے کمرہ نمبر ۳۰۳ ریزرو کر دیا گیا ہے..... کمرہ دوسری منزل پر ہے اور آپ کا سامان وہاں پہنچا دیا گیا ہے"

یہ کہہ کر اس نے کمرے کی چابی راکیش کے ہاتھ میں تھما دی اور ہوٹل کا رجسٹر اُس کے آگے کھسکا دیا۔ راکیش نے رجسٹر پر دستخط کئے اور نوجوان کا شکریہ ادا کرتا ہوا اوپر جانے والے زینے کی طرف بڑھا۔ کمرہ ملنے کی خوشی میں وہ کچھ گھبرایا ہوا سا تھا۔ اسی گھبراہٹ میں وہ سیڑھیوں پر ایک خاتون سے ٹکرا گیا۔ یہ کملا تھی۔ راکیش نے معذرت طلب کرنے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کے لئے اُس کی طرف دیکھا مگر اُس کی نظریں کملا کے سینے پر اٹک کر رہ گئیں اور وہ معذرت کرنا بھول گیا۔ کملا نے اپنی ساری میں راکیش کا ٹائی پن لگا رکھا تھا۔ کملا اُسے اپنے پُر شباب جسم کو اس بُری طرح گھُور تے دیکھ کر تلملا گئی۔ اُس کی تلملاہٹ دیکھ کر راکیش نے اپنی نظریں جھکا لیں اور تیزی سے زینہ چڑھتا چلا گیا۔

راکیش نے ۳۰۴ نمبر کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ کمرہ بڑی نفاست سے سجایا گیا تھا۔ بہت آرام دِہ اور گرم تھا۔ وہ کھڑکی کے قریب چلا گیا اور اس میں سے جھانک کر جھیل ڈل کا نیلگوں پانی دیکھنے لگا۔ اُس نے باتھ روم کا معائنہ کیا اور پھر پلنگ کے پاس دیوار سے لگی ہوئی میز پر سفید گلاب دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اُس کی نظر ان پھولوں پر نہیں پڑی تھی۔ گلدستے کے ساتھ ایک کارڈ لٹک رہا تھا۔ اس نے لپک کر وہ کارڈ اپنے ہاتھ میں لے لیا جس پر لکھا تھا:

"ہوٹل سنو لینڈ اور اُس کے کارکن آپ کا سواگت کرتے ہیں۔ اُمید کرتی ہوں اس کمرے کا دلکش ماحول رات کی تلخیوں کو کم کر دے گا۔"

راکیش نے کارڈ پر لکھی تحریر پڑھی اور مسکرا کر کارڈ کو چُوم لیا۔ اُس نے یہ خوش خط تحریر کئی بار پڑھی۔ اِس عبارت میں اُسے ان سفید پھُولوں کی مہک آنے لگی۔ ایسی مہک جس نے اس کی رگوں میں تھوڑی دیر کے لئے ہلچل مچا کر رکھ دی۔ وہ اپنے دل میں بار بار صرف ایک ہی بات سوچ رہا تھا کہ اب اُس نوخیز کلی سے ملاقات ہوگی۔ ارچنا کے اس رقعے نے رات کی تمام کلفت دور کر دی تھی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

صبح جوان ہو رہی تھی، جب اس نے اپنی کار ہوٹل سے باہر نکالی۔ باہر نکلنے سے پہلے اُس نے ایک دو بار سوا گتی کمرے میں جھانکا تھا مگر وہ معصوم صورت کہیں دکھائی نہ دی۔ وہ اس کے بارے میں زیادہ پوچھ تاچھ کر کے اپنے آپ کو لوگوں کی مشکوک نگاہوں کا شکار نہ بنانا چاہتا تھا۔

ابھی اس کی موٹر ہوٹل سنو لینڈ کی بیرونی سڑک کا پہلا موڑ ہی مڑی تھی کہ وہ چونک پڑا۔ اُس کے پیر ایکبارگی کار کے بریک پر جا لگے۔ اس کی آنکھیں جھپکنے لگیں اور آس پاس کے دُھندلے ماحول سے گزرتی ہوئی اس کی نگاہیں اس لڑکی پر جا رکیں جو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سڑک کے کنارے والی پٹڑی پر چلی جا رہی تھی۔ وہ ارچنا ہی تھی۔

بریک چرچرانے کی آواز سُن کر وہ چونک پڑی اور اُس نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ کار کے شیشے کے پیچھے راکیش کا مُسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ جھینپ گئی۔ دو چار لمحوں تک تو وہ ساکت کھڑی رہی جیسے اچانک کسی انہونی بات سے متعجب ہو گئی ہو اور پھر شرماتی لجاتی کار کی طرف آئی۔ حیا کی سُرخی سے اس کے گال تمتما رہے تھے۔

"ہیلو گڈ مارننگ" راکیش نے کہا۔

"گڈ مارننگ" ارچنا نے شرماتے ہوئے کہا۔

"یہ سویرے سویرے کہاں جا رہی ہیں آپ؟"

"مارکیٹ.... مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے.... آج کے دن میری ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے۔"

"او.... تو آیئے میں آپ کو لے چلوں!"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا ایک لمحے کے لئے ہچکچائی تو راکیش نے کہا۔

"کیا آپ مجھے اپنے احسان کا اتنا سا بدلہ بھی نہ چکانے دیں گی؟"

"ارے احسان کیسا ..... وہ تو میرا فرض تھا۔"

"تو اسے میرا فرض سمجھ لیجئے۔ آئیے نا۔"

یہ کہہ کر اس نے کار کا دروازہ کھول دیا۔ ارچنا انکار نہ کر سکی۔ وہ گھوم کر موٹر میں آ بیٹھی۔

"مجھے کل کی گستاخی کے لئے معاف کر دیجئے گا۔" راکیش نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"گستاخی کیسی ..... میں ہی کیا جانتی تھی کہ میری ہمدردی آپ کے لئے مصیبت بن جائے گی۔"

"اور مجھے ہی کیا معلوم تھا کہ میرا یہ تجربہ ایک خوبصورت حادثہ بن جائے گا۔"

وہ راکیش کی بات سن کر شرما گئی اور شرم کے بوجھ سے اس کی حسین پلکیں جھک گئیں۔ راکیش نے محسوس کیا کہ ارچنا بھی اچھی گفتگو کر سکتی ہے۔ وہ اس کی شرمیلی ادا سے محظوظ ہوتا ہوا بولا۔

"آپ کب سے اس ہوٹل میں ہیں؟"

"جب سے ہوش سنبھالا ہے۔"

"یعنی؟"

"میرا اس دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے سوائے ..... کملا جی کے، جنہوں نے مجھے بچپن سے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ انہیں مجھ سے بے پناہ ہمدردی ہے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"آپ بالکل اکیلی ہیں؟"

"جی..... نہ ماں باپ، نہ کوئی بھائی بہن.....بس ہر وقت کام میں اپنے آپ کو مصروف رکھتی ہوں۔ وہ بھی اس ماحول میں....بس یہی اپنی زندگی ہے....."

"یہ زندگی تو کافی دلچسپ ہے۔ ہر روز نئے نئے کردار ملتے ہوں گے"

"لیکن آپ جیسے کم......" یہ کہہ کر وہ ہنس دی اور وہ ارچنا کی بات سن کر جھینپ گیا۔ اس کے دل میں مسرت شہد کی طرح گھلی جا رہی تھی۔ وہ کار دھیمی رفتار سے چلا رہا تھا اور سوچ رہا تھا، کاش یہ شاہراہ بے حد طویل ہو جائے۔ وہ ارچنا کے ساتھ یونہی باتیں کرتا چلا جائے۔ چلتا جائے اور منزل کبھی نہ آئے۔

چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ راکیش سڑک کو اور ارچنا اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔

"آپ کا نام" وہ اچانک پوچھ بیٹھا۔

"ارچنا....."

"میرا نام راکیش ہے"

"میں جانتی ہوں"

"میں نے سوچا شاید آپ رجسٹر میں نام لکھ دینے کے بعد بھلا دیتی ہوں۔"

"جی نہیں.....صورت بھلے ہی ذہن سے اتر جائے۔ نام اتنی آسانی سے نہیں بھولتی"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"لیکن اپنے ساتھ بالکل اُلٹی بات ہے۔ نام اکثر بھول جاتا ہوں لیکن ایک بار دیکھی ہوئی صورت کبھی ذہن سے نہیں اُترتی۔"

"او..... اپنے اپنے کاروبار کی بات ہے۔ کہیئے، آپ کرتے کیا ہیں؟"

"عیش کرتا ہوں..... یعنی اب تک اسٹوڈنٹ رہا ہوں۔ امتحان ختم ہوا اور سیدھا کشمیر چلا آیا۔ تفریح کے لئے۔"

"ارادہ تو بُرا نہیں۔ کب تک رہیئے گا؟"

"جب تک یہاں کا موسم خوشگوار رہے۔"

"وہ تو قیامت تک یونہی رہے گا۔"

"تو ہم بھی قیامت تک یہیں رہیں گے۔"

"اکیلے؟"

"جی.....!" وہ چونکا۔

"میرا مطلب تھا یہ خوبصورت منظر، یہ حسین وادی اور دلکش ماحول کبھی کبھی بھیانک بھی لگنے لگتا ہے۔ جب آدمی تنہا ہو....." وہ مُسکراتے ہوئے بولی۔

"تنہائی ہی اپنی سب سے اچھی ساتھی ہے۔" وہ بولا۔

ارحینا رُخ بدل کر راکیش کے چہرے کو دیکھنے لگی جس پر ایک شوخ رنگ چھایا ہوا تھا۔ اُس نے بھی کنکھیوں سے اُن موٹی موٹی خوبصورت آنکھوں کا جائزہ لیا اور دبی آواز میں بولا۔

"شاید آپ بھی تو اس دلکش وادی میں تنہا ہی ہیں؟"

"نہیں تو..... اپنا کام تو ایسا ہے کہ کبھی تنہائی محسوس ہی نہیں ہوتی۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

طرح طرح کے لوگ ملتے ہیں۔ روز نئے نئے کیریکٹر سامنے آتے ہیں۔"
"لیکن کبھی کبھی سینکڑوں جان پہچان کے لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان کسی ایک کو بھی اپنا نہیں سمجھتا۔"
ارچنا نے اس موضوع پر بحث کرنے سے گریز کیا۔ راکیش کی کار ایک بارونق بازار میں پہنچ گئی تھی۔
"آپ مجھے یہیں اتار دیجئے۔" ارچنا نے درخواست کی۔
راکیش نے کار روک دی۔ ارچنا کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔
"کیا میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا؟"
"نہیں۔" ارچنا بولی اور پھر اس نے مڑتے ہوئے کہا۔
"میں بھول ہی گئی، آج ہمارے ہوٹل "ہیپو لینڈ" کی سالگرہ ہے۔ کملا جی اس روز اپنے گاہکوں کو پارٹی دیا کرتی ہیں۔ یہ ایک یادگار پارٹی ہوتی ہے۔ میں کچھ چیزیں خرید کر فوراً واپس پہنچنا چاہتی ہوں۔"
"میں آپ کا انتظار کر سکتا ہوں!"
"دو کام ایک ساتھ نہیں کئے جا سکتے۔ آپ تفریح کے لئے نکلے ہیں۔ اچھا تو شام کو ملاقات ہوگی۔" یہ کہہ کر ارچنا آگے بڑھ گئی۔
کار اسٹارٹ کرنے سے پہلے راکیش کی نظر اپنے پہلو والی سیٹ پر پڑی۔ ارچنا وہاں اپنا چشمہ بھول گئی تھی۔ راکیش نے وہ چشمہ اٹھایا اور نظر اٹھا کر دیکھا تو ارچنا ہجوم میں غائب ہو چکی تھی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلا۔ ارچنا کا چشمہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بھی ہجوم میں شامل ہو گیا اور ارچنا کو ڈھونڈنے لگا۔ اس نے دو چار بار اس کا نام لے کر پکارا بھی، لیکن ارچنا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور وہ اسی طرح اپنی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دھن میں آگے بڑھتا رہا۔ سڑک پر ایک جگہ کچھ پانی جمع تھا۔ اچانک اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ کیچڑ میں جا پڑا۔ وہ پانی میں شرابور اور کیچڑ میں لت پت ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی اس ہیئت پر ایک قہقہہ لگایا۔ قہقہے کی آواز سن کر ارچنا پلٹی۔ اُس نے جیسے ہی راکیش کو کیچڑ میں لت پت دیکھا اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھی اور گھبرا کر بول اٹھی "راکیش!"

ہنستے ہوئے ہجوم میں یکایک خاموشی چھا گئی۔ انہوں نے پہلے اُس حسین چہرے کو دیکھا اور پھر راکیش کی بے بس اور مجبور صورت کو۔ وہ ارچنا کی طرف بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا چشمہ تھا۔ دونوں چند لمحوں تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر ارچنا اُس کے قریب چلی آئی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر راکیش کو سہارا دیا اور پھر کار تک لے آئی۔ ہجوم سے ہٹ کر اور کار کے قریب آکر وہ بولا۔

"لو، تمہاری نظر لگ گئی ہمیں"

"وہ کیسے؟"

"ہماری تفریح تو یہیں ختم ہو گئی۔ اب تو ہمیں ہوٹل ہی لوٹنا ہے بہتر ہو گا۔ ہم تمہارا انتظار کریں ....."

"لیکن مجھے تو یہاں ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا!" ارچنا نے گھبرا کر کہا۔

"صرف ایک ڈیڑھ گھنٹہ" راکیش نے مسکرا کر کہا اور ارچنا شرما گئی۔ پھر راکیش نے اُس کی حسین آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اِس بہانے آنے جانے والوں کی رونق ہی دیکھ لوں گا۔"
ارپیتا شرماتی لجاتی سر جھکائے بازار کی طرف جانے لگی اور راکیش دُور تک اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بھیڑ میں غائب ہوگئی۔

(۴)

ہوٹل "سنو لینڈ" کا ہال مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ ہر کوئی اپنے بہترین لباس میں ملبوس تھا۔ خاص کر عورتوں کی پوشاکیں نہایت بھڑکیلی تھیں۔ ہال کو چینی طرز کی کاغذی قندیلوں، جھنڈیوں اور جھالروں سے سجایا گیا تھا چھت سے لٹکے ہوئے فانوس اور رنگ برنگے قمقمے عجب سماں باندھ رہے تھے۔ مہمانوں میں دنیا بھر کے علاقوں کے لوگ موجود تھے۔ عورتوں نے اپنے اپنے علاقوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ چند عورتیں اپنے علاقے کے حسن و جمال کی بہترین نمائندہ تھیں۔

شریمتی کملا ہال کے ایک سرے پر ایک اونچی طلائی کرسی پر جم کر بیٹھی ہوئی تھی اور ہوٹل کا فاؤنڈرس ڈے (Founder's day) منانے میں فخر محسوس کر رہی تھی۔ جیسے وہ ایک ملکہ ہو اور اس کی تاجپوشی کی رسم ادا ہونے والی ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں جاپانی پنکھا تھا اور وہ ہر آنے والے مہمان کا سواگت اس طرح کرتی تھی کہ پنکھا اپنی آنکھوں تک لے جاتی تھی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور اس سے مہمانوں کو بیٹھنے کا اشارہ کرتی تھی

جب تمام مہمان اور ہوٹل میں مقیم مسافر آ گئے تو کملا نے اُٹھ کر ایک مختصر تقریر کی۔ اس کی استقبالیہ تقریر کا ایک ایک لفظ جچا تلا اور بہت اثر انگیز تھا۔ اُس نے مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد تالیوں کی گونج میں دوبارہ کرسی پر بیٹھی ہی تھی کہ راکیش ہال میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ گلابوں کا گچھا تھا۔ جسے بڑی نفاست کے ساتھ ریشم کی ڈوری میں باندھا گیا تھا۔ راکیش بڑی متانت کے ساتھ کملا کی کرسی کی جانب بڑھا اور اُس نے کملا کو وہ سُرخ گلاب پیش کیے۔ کملا نے راکیش کو عجیب نظروں سے دیکھا اور پھر اُس کے ہونٹوں پر تبسم فروزاں ہو گیا اور ساتھ ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ اُس نے سُرخ گلابوں کا گچھا اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے ہونٹ ایک گلاب پر رکھ دیئے۔ وہ اپنے خیالات میں کھو گئی تھی جیسے دفعتاً اُس نے چونک کر اپنے سر کی ہلکی سی جنبش سے راکیش کا شکریہ ادا کیا۔ راکیش مُڑا اور ایک خالی کرسی پر جا بیٹھا۔ اُس کی نظریں ارچنا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ ارچنا نے اُسے کملا کو سُرخ گلاب پیش کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اب وہ راکیش کی طرف دیکھ کر مُسکرا رہی تھی۔ اُس کی مسکراہٹ معنی خیز تھی۔ وہ راکیش کی موقع شناسی کی داد دے رہی تھی۔

ارچنا نے راجستھانی لباس پہن رکھا تھا۔ اُس کی چولی سیاہ مخمل کی تھی۔ اُس کے سر پر لمبا سا گھونگٹ تھا جس کی نوک سے لپٹا ہوا اس کا ریشمی اور شفاف دوپٹہ اس کی کمر کے پیچھے لہرا رہا تھا۔ اُس کی سیاہ چولی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

برگوٹے کے دو ستارے ٹنکے تھے جو بجلی کی روشنی میں دمک رہے تھے۔ اُس کی گردن میں بڑے بڑے موتیوں کی ہنسلی تھی۔ اس کا دودھیا بیٹ ننگا تھا جو اس کے زیورات کی چمک میں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ اُس کی کمر میں گہرے سُرخ رنگ کا طلائی لہنگا تھا۔ یہ گھیرے دار لہنگا اُس کے ٹخنوں تک گرا ہوا تھا۔ اُس کے پاؤں ننگے تھے اور لہنگے کے نیچے سے جھانکتے ہوئے ایسے لگتے تھے جیسے کسی نے فرش پر دو فاختائیں چھوڑ دی ہوں۔ اُس کی گوری باہوں پر بازو بند جھلملا رہے تھے۔

راکیش اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اُسے معلوم نہ تھا، لباس عورت کے حسن میں کس قدر جادو بھر دیتا ہے۔ ارچنا کی ناک میں موتیے کی کلی جیسی لونگ دیکھنے والوں کو مسحور کر رہی تھی۔ وہ کونے میں بیٹھی دُزدیدہ نظروں سے راکیش کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہال کے ایک کونے میں موسیقار بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے رقص کے نغمے کی دُھن چھیڑ دی۔ ارچنا چھلانگ لگا کر قالین پر آ گئی۔ اُس کے پیروں میں بندھے گھنگرو پہلے آہستہ آہستہ اور پھر تیزی کے ساتھ چھنکنے لگے۔ ہر تال کے ساتھ، آہنگ کے ساتھ، وہ چند ہی منٹ میں اپنے ایک ایک انگ کی سینکڑوں مُدراؤں کا اظہار کر گئی۔ وہ رقص کی ہر حرکت پہ ہر جنبش پر کامل عبور رکھتی تھی۔ حاضرین کو یوں محسوس ہوا جیسے ارچنا کا سارا جسم بول رہا تھا، گُنگنا رہا تھا، گا رہا تھا۔ اس کے بدن میں جب بل پڑتے اور وہ تھرکنے لگتا تو تماشائیوں کے دلوں میں جذبات کی آندھی چلنے لگتی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش بُت بنا رقص دیکھنے میں محو تھا۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ ارچنا
ایک باکمال رقاصہ بھی تھی۔ اس کے بدن میں کتنی لچک تھی۔ اُس کے انگ
انگ میں کتنے خم تھے۔ کتنی قوسیں تھیں۔ ایک بدن میں ہزاروں بدن سمٹے
ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ جیسے رات کی سیاہی میں آتش بازیاں چل رہی
ہوں۔ وہ ارچنا کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے سوا اُس کے تمام وجود کا نام
و نشان تک باقی نہ تھا۔ اس کا سارا وجود اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا تھا
اور وہ اپنے تمام وجود سے ارچنا کو دیکھ رہا تھا۔ چھم چھما چھم کی آواز بلند
ہو کر اچانک رُک گئی۔ رقص ختم ہو گیا۔ اب ارچنا سر جھکائے کھڑی تھی
اور تماشائی مجنونانہ انداز میں تالیاں بجا رہے تھے۔ راکیش پر اس رقص
کا جادو دیر تک طاری رہا۔ وہ کافی دیر کے بعد تالیاں بجا کر تماشائیوں
کی مسرت میں شامل ہوا۔

کملا نے اپنے جاپانی پنکھے کے اشارے سے ارچنا کو اپنے قریب
بلایا اور اپنے گلے میں پڑا ہوا موتیوں کا ہار اُتار کر ارچنا کے گلے میں ڈال دیا۔
ارچنا جھک کر کورنش بجا لائی اور دلفریب ادا کے ساتھ اُلٹے پاؤں پیچھے
ہٹتی ہوئی اپنی جگہ پر جا کھڑی ہوئی۔ اب اُس نے محسوس کیا کہ راکیش
مسلسل اُسی کو تک رہا تھا۔ وہ شرما بھی گئی اور گھبرا بھی۔

تھوڑی دیر بعد مہمانوں کو کھانے والے کمرے میں بُلوا لیا گیا۔
آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ جب ہجوم کم ہوا تو وہ بھی مہمانوں
کے ساتھ میز تک جا پہنچی۔ راکیش نے بھیڑ کا سہارا لیا اور کملا کی نگاہوں
سے بچتا ہوا ارچنا کی جانب سرک گیا۔

"ہیلو!" راکیش ہجوم کے شور کو چیرتا ہوا ارچنا سے مخاطب

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ اس آواز پر چونک گئی اور اپنی نگاہوں کو چور انداز سے اس کی طرف گھماتے ہوئے اس نے بھی آہستہ سے کہا۔

"ہیلو!"

"تم اتنا خوبصورت رقص کر سکتی ہو، مجھے اُمید نہیں تھی"

"آپ وقت پر پارٹی میں شریک ہو جائیں گے، مجھے بھی اس کی امید نہیں تھی"

"تم دعوت دو اور میں نہ پہنچوں۔ جانتی ہو پہلگام سے سو میل کی رفتار سے گاڑی بھگا کر لایا ہوں"

ارچنا کھسکتی کھسکتی ایک کونے میں جا پہنچی اور میز سے کھانے کی طشتری اُٹھا کر راکیش کو پیش کرتے ہوئے بولی۔

"تب تو آپ کو بھوک لگی ہو گی"

"صرف لگی ہی نہیں بلکہ برداشت سے باہر ہو رہی ہے"

راکیش نے طشتری بڑھا کر اس میں اپنی پسند کی چند چیزیں رکھوائیں۔ ارچنا نے اپنی طشتری میں بھی کچھ تندوری بھنے ہوئے سوکھے کھانے رکھ لئے اور دونوں کھانے لگے۔

"کہئے آج کی تفریح کیسی رہی..... میرا مطلب ہے پہلگام کی سیر..... وہ دلکش مناظر؟"

"تم نے ٹھیک ہی کہا تھا ارچنا"

"کیا؟"

"یہ دلکش مناظر، یہ خوبصورت آبشار اور حسین وادیاں اکیلے میں کاٹنے لگتی ہیں"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا یہ سن کر شرما گئی۔ اس نے جب راکیش کی نظروں کو اپنی آنکھوں کی گہرائیوں میں جھانکتے دیکھا تو پلکیں جھکا لیں۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ اِن آنکھوں میں اپنی تنہا زندگی کے لیے کوئی ساتھی تلاش کر رہا ہو۔ وہ فوراً نظر چرا کر سامنے بیٹھی ایک امیرانہ ٹھاٹ والی عورت سے مخاطب ہو گئی۔ جیسے شاید وہ جانتی تھی۔ راکیش چپ چاپ اس کے اس اکھڑے ہوئے انداز کو دیکھتا رہا۔

راکیش اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑا سامنے چاندنی میں نہائی ہوئی جھیل کے نظارے سے محظوظ ہو رہا تھا۔ جھیل قدرت کی خوبصورتی کا لافانی شاہکار تھی۔ وادیٔ کشمیر میں بچھا ہوا ایک آئینہ تھی۔ فضا گٹار کے نغمے سے لبریز تھی جس کی دُھن اُس کے دل کی گہرائیوں کو چھو رہی تھی دُور جھیل میں ایک کشتی افق کی سمت جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی کشتی میں کوئی تھی۔ وہ گٹار پر کوئی سحر آفریں نغمہ چھیڑے ہوئے تھی۔ جھیل کے سینے پر رواں کشتی، دلربا نغمہ، ہوش رُبا عورت۔ کتنا خوبصورت ماحول تھا۔ ایک عجیب سی اضطرابی کیفیت راکیش کے رگ و پے میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔

اس نے سگریٹ سلگایا اور ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ اچانک کمرے کی بتی بجھ گئی۔ اس نے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر دیا سلائی جلا کر فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ملایا اور بولا۔

"ہیلو۔ ہیلو ریسیپشنسٹ میرے کمرے کی بتی بجھ گئی ہے۔"

دوسری طرف سے ارچنا نے جواب دیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"گھبرایئے نہیں۔ یہاں بتّی یونہی آنکھ مچولی کھیلتی رہتی ہے۔ ابھی جل جائے گی"

"لیکن کب تک؟"

"ایک آدھ گھنٹے میں۔ یہ تو یہاں کا روز مرّہ کا دستور ہے"

"مجھے تاریکی پسند نہیں۔ میرا دم گھٹتا جا رہا ہے"

"کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں تاریکی زیادہ اور روشنی کم ہے۔ ذرا اُن کا خیال کیجئے جو اپنی تمام عمر اندھیرے میں گزار دیتے ہیں"

"آپ فلسفہ بگھار رہی ہیں اور یہاں جان پر بنی ہوئی ہے"

"چند لمحوں کی تاریکی سے گھبرا گئے۔ ایسے موقعے پر کبھی کبھی دل کے چراغ روشن کر لینے چاہئیں"

"اب آپ شاعری فرمانے لگیں۔ شاعری اور حقیقت کا کوئی میل نہیں۔ شعر پڑھ لینے سے رات دن میں تبدیل نہیں ہوا کرتی"

"اگر آپ اتنے ہی پریشان ہیں تو سنگار میز کی تیسری دراز کھول لیجئے اس میں آپ کو بہت سی موم بتّیاں مل جائیں گی۔ آپ چاہیں تو سبھی بتّیاں ایک ساتھ جلا سکتے ہیں" ارچنا نے ہنستے ہوئے کہا۔

راکیش نے ریسیور ہاتھ میں تھامے رکھا اور سنگار میز کی تیسری دراز کھول کر اسے ٹٹولنے لگا۔ پھر اس نے ریسیور اپنے منہ کے پاس لے جا کر تُرش لہجے میں کہا۔

"یہاں کوئی موم بتّی نہیں ہے۔ چند موم بتّیاں بھجوا دیجئے"

"ارے۔ آپ یہ تو سوچئے کہ میں بھی اندھیرے میں ہوں"

"آپ کو تو روز مرّہ کی عادت ہے۔ لیکن میں۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ٹھہریئے میں کچھ موم بتیاں جلاتی ہوں" ارچنا نے بات کاٹ کر ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی سی ہی دیر بعد ارچنا نے تاریک کمرے میں قدم رکھا۔ اُس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ٹارچ تھی۔ راکیش نے اُسے دیکھا تو ایک طرف ہٹ گیا اور ہڑبڑا کر بولا۔

"آپ دیکھ لیجئے۔ یہاں کوئی موم بتی نہیں ہے۔" اُس نے میز کی تیسری دراز کھول دی۔ دُھندلے اندھیرے میں ارچنا نے اس کی طرف دیکھا اور مُسکرا کر بولی۔

"جواب نہیں آپ کا....."

"کیوں؟"

"آپ موم بتیاں کہاں ڈھونڈتے رہے ہیں؟"

"اس سنگار میز کی تیسری دراز میں" راکیش نے میز کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آپ ہی کہئے کہ کیا یہ سنگار میز ہے؟" ارچنا نے اُس میز پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ تو لکھنے کی میز ہے۔"

"اوہ معاف کیجئے گا۔ میں کہہ تو رہا ہوں کہ اندھیرے میں مجھے بڑی وحشت ہوتی ہے۔"

دونوں نے ایک کر سنگار میز کی دراز میں ہاتھ ڈال دئیے۔ دونوں کے ہاتھ آپس میں ٹکرا گئے۔ مرد اور عورت کے ہاتھوں کا لمس۔ آگ اور پانی کا میل، شہد اور شراب کا امتزاج۔ برق و شرر کا تصادم..... راکیش نے جب یہ دیکھا کہ اس نے اتفاقیہ طور پر ارچنا کا ہاتھ اپنی مٹھی میں لے لیا تھا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس نے خفیف سا ہو کر ارچنا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ لیکن اس کا سانس پھول چکا تھا اور اس کے اندر ایک طوفان اُمڈ آیا تھا۔ نشے اور سرور کا طوفان ارچنا نے دراز میں سے دو موم بتیاں اُٹھائیں تو اس کا ہاتھ بھی کانپ رہا تھا۔ اُس کے دل میں بھی ایک انوکھی اور نرالی کیفیت کا تلاطم پیدا ہو گیا تھا۔ اندھیرے میں دونوں کی نظریں ملیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی دل کی کیفیت کو نہ بھانپ سکے لیکن دونوں کو یہ احساس ضرور تھا کہ اُن کا سانس اُکھڑا جا رہا تھا۔ راکیش نے اپنی باہیں ارچنا کی کمر میں حمائل کر دیں۔ اور وہ اپنے ہونٹ ارچنا کے کان کے پاس لے جا کر آہستہ سے بولا۔

"ارچنا!"

اور ارچنا نے بھی سرگوشی کے انداز میں جواب دیا۔

"راکیش"

"یہ اندھیرا کتنا خوبصورت ہے۔ ہم دونوں کے فاصلے مٹ گئے ہیں.... پارٹی میں تو تم مجھ سے جُدا ہو گئی تھیں۔"

"تم مجھے اِس طرح گھور رہے تھے کہ میں پریشان ہو گئی تھی۔"

دونوں کے درمیان تکلف کی حدیں ٹوٹ چکی تھیں۔ اب وہ ایک دوسرے کو اس طرح مخاطب کر رہے تھے جیسے ایک دوسرے کے بہت قریب چلے آئے ہوں۔ دونوں کی گرم سانسیں آپس میں ٹکرا کر ایک انوکھا نغمہ فضا میں بکھیر رہی تھیں۔ راکیش نے موم بتیاں جلا دیں۔ ارچنا ابھی تک سنگار میز کے قریب کھڑی تھی۔ راکیش کے ہاتھ کے لمس نے جو کیفیت پیدا کی تھی وہ اس کے دل میں ابھی تک برقرار تھی۔ کھڑکی میں سے گٹار کے نغمے کی دھن کیف و سرور بن کر کمرے میں آ رہی تھی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ارچنا۔ کتنا دلکش ہے یہ نغمہ!"

"ہاں۔ یہ ہماری مالکن ہیں۔ پرانی یادوں میں کھوئی ہوئی ہیں سُنا ہے اُن کا پتی سنگیت کا بہت دلدادہ تھا۔ جب اُن کو اپنے پتی کی یاد ستاتی ہے تو وہ جھیل میں دُور تک نکل جاتی ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں گٹار ہوتا ہے۔ بیخودی میں اُن کی اُنگلیاں گٹار کے تاروں پر رقص کرتی ہیں۔ اور پھر ایک ایسا نغمہ اُبھرتا ہے جس میں ایک عورت کے دل کا پورا درد بھرا ہوتا ہے۔ اس نغمے میں پیاسی محبت چیختی ہے۔ ادھوری آرزو آہ و زاری کرتی ہے۔ ناکام تمنا بلبلاتی ہے۔ یہ نغمہ نہیں۔۔۔۔"

"محبت ہے سچی محبت" راکیش نے ارچنا کا جملہ پورا کر دیا۔

ارچنا کسمسانے لگی اور راکیش نے آگے بڑھ کر اُسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"ارچنا۔ وہ میرے دل کی آواز تھی"

"کیا؟"

"میں نے بہت کوشش کی کہ تنہا کشمیر کے حسن سے سرشار ہو سکوں مگر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ حسن کی تازگی اور شگفتگی محسوس کرنے کے لئے کسی ہمدم اور دوست کا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔"

"تو تلاش کر لیجئے کوئی ساتھی۔"

"میں نے کر لیا ہے۔"

"کون ہے وہ؟" ارچنا نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تم۔۔۔۔۔!"

"نہیں راکیش!" وہ چیخ جیسی آواز میں کہہ اٹھی اور بہکی بہکی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

"میں کشمیر کی تازگی اور شگفتگی کو اپنے دل کے دامن میں سمیٹ لینا چاہتا ہوں۔ کیا اس میں تم میرا ساتھ نہ دو گی؟"

"نہیں راکیش۔ میری مجبوریوں کو سمجھنے کی کوشش کرو" ارچنا اسی طرح ہچکچاتے ہوئے بولی "میں ایک ہوٹل کی ملازمہ ہوں اور تم ایک شہزادے ہو اور پھر میری مالکن یہ کبھی برداشت نہ کر سکے گی"

"کیا؟"

"ہم دونوں کا زیادہ میل جول ..... میں اُس کے یقین کو دھوکا کبھی نہیں دینا چاہتی"

"تو تمہارے یقین کا کیا ہوگا ..... اُس دل کا یقین جو تمہیں ہمیشہ میرے قریب رہنے کو مجبور کرے گا....."

اتنے میں بجلی آ گئی۔ کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اِس روشنی نے جیسے اُن کو ڈرا دیا۔ وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور اجنبی نگاہوں سے ایک دوسرے کو یوں دیکھنے لگے جیسے دونوں کے دلوں میں چور چھپا بیٹھا تھا، جو اُجالا ہوتے ہی سامنے آ گیا۔ ارچنا کے چہرے پر حجاب اور راکیش کے چہرے پر خفت کی سُرخی تھی۔

"تو تم میرے ساتھ چلو گی نا ارچنا؟" راکیش نے ملتجیانہ انداز میں پوچھا۔

ارچنا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی اور اُسے کھول کر برآمدے میں نکل گئی۔ راکیش اُسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جیسے وہ اس کی تمنا کا خون کر کے جا رہی ہو۔ وہ کھڑکی کے پاس چلا آیا۔ اس

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نے ایک اور سگریٹ سلگایا۔ گٹار کے نغمے کی دھن بہت دھیمی ہو چکی تھی۔
کملا اپنی کشتی میں دُور نکل گئی تھی۔
خاموش جھیل کے پانی میں محبت کے کتنے نغمے دفن ہو کر رہ گئے ہونگے
مگر اُس کے تیور ذرا بھی نہ بدلے تھے۔

(۵۱)

قدرت نے وادیٔ کشمیر کو ایک اپسرا کا رُوپ دے رکھا ہے۔ بہار سو بھینی بھینی خوشبو۔ ہر طرف ہلکے اور شوخ رنگ۔ دور و نزدیک شگفتگی اور تازگی۔ دھوپ میں پہاڑوں پر چمکتی ہوئی برف۔ چناروں کے سائے نظر جس منظر کی طرف اُٹھتی ہے اسی میں کھو کر رہ جاتی ہے۔ کھلی دھوپ بھی ہر جگہ نکھری ہوئی ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں پہلگام چھوٹی چھوٹی ندیوں کی آماجگاہ ہے۔

نئی نویلی دلہن کی طرح کسمسا کر گزرنے والی ایک جوئبار کے کنارے ایک نفیس سفری خیمہ نصب ہے۔ اُس خیمے کے آگے سُرخ اور نیلی دھاریوں والی ایک بہت بڑی چھتری ہے جس کے نیچے ایک پھول دار چادر پر ارجنا لیٹی ہوئی ہے۔ اُس نے تیراکی کا سیاہ ریشمی سوٹ پہن رکھا ہے۔ اُس کے سوٹ کی سیاہی اس کے مرمریں جسم کی سپیدی کو اور بھی نمایاں کر رہی ہے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا کا سر ربڑ کے تکیے پر ہے اور اس کے لمبے گھنگریالے بال کھلے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اپنے بالوں کی سیج پر لیٹی ہے۔ اس کی پیٹھ راکیش کی طرف ہے جو اس کے قریب ہی ایک چھوٹے قالین پر لیٹا ہوا کتاب پڑھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن رہ رہ کر اس کی نظریں ارچنا کی پیٹھ پر پڑتی ہیں اور پھر اس کے سر سے ایڑیوں تک پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ ایک حسین عورت کی ننگی پیٹھ۔ نشیب و فراز کا مجموعہ پنڈلیاں اور رانوں کا پچھلا حصہ۔ گولائیاں ہی گولائیاں۔ نظر جیسے پھسلتی جا رہی ہو، گھبراتی جا رہی ہو ـــ راکیش نے بھی تیراکی کا سوٹ پہن رکھا ہے۔ جو اس کی مردانہ وجاہت اور کسرتی جسم کو نمایاں کر رہا ہے۔ دونوں ندی میں دیر تک نہانے کے بعد سستا رہے ہیں۔ راکیش کتاب پڑھ رہا ہے۔ اور ارچنا اپنے کان کے پاس ایک خوبصورت ٹرانسسٹر رکھے دھیمی آواز میں ایک فلمی گیت سن رہی ہے اور خود بھی گنگنا رہی ہے۔ گیت ختم ہو جاتا ہے اور ارچنا ٹرانسسٹر بند کر دیتی ہے اور مڑ کر راکیش سے کہتی ہے۔

"شاید تمہیں سنگیت سے کوئی لگاؤ نہیں؟"

"کیوں نہیں؟"

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم پر ان سریلے نغموں کا کوئی اثر نہیں ہوتا!"

"ہونہہ" راکیش نے کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے پھیکا سا جواب دیا۔ دراصل اب وہ ارچنا کے گداز بدن کی گہرائیوں، پستیوں اور بلندیوں میں گم ہو کر رہ گیا تھا۔

"ہونہہ" ارچنا نے راکیش کی نقل اتارتے ہوئے ایک ادا کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ساتھ کہا "تم سے سنگیت کی بات کرنا بھینس کے آگے بین بجانا ہے....
سنگیت تو پتھر میں بھی ارتعاش پیدا کر دیتا ہے اور تم ایک حساس پتھر بھی
نہیں ہو۔ اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر"

یہ کہہ کر ارچنا ہنسنے لگی اب ان میں کافی بے تکلفی پیدا ہو چکی تھی۔
راکیش نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔
"فراق کا ایک شعر سنو ؎

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو — تم کو دیکھیں کہ تم سے بات کریں

میں اس وقت اس شعر کو تھوڑا سا بدل کر اس طرح پڑھ رہا ہوں ؎

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو — تم کو دیکھیں کہ فلمی گیت سنیں

"فلمی گیت سنو" ارچنا نے ہنستے ہوئے کہا۔
راکیش لپک کر اٹھا۔ اس نے ارچنا کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا لیا
اور ندی کی طرف دوڑا۔ ارچنا کے بال اس کے شانوں پر بکھر گئے اور راکیش
کی آنکھوں پر پڑنے لگے مگر راکیش نے کوئی پروا نہ کی۔ وہ ندی کے پانی
میں اتر گیا اور جہاں ذرا گہرائی تھی وہاں اس نے ارچنا کو بازوؤں میں
اچھال کر پھینک دیا۔ ارچنا ایک لمحے کے لئے پانی میں غائب ہو گئی اور
دوسرے ہی لمحے وہ پانی کی سطح پر ابھر کر بڑی نفاست سے تیرنے لگی۔ وہ
اپنے سینے کے بل تیر رہی تھی۔ شفاف پانی میں اس کا گورا سڈول جسم
سیاہ سوٹ میں غضب ڈھا رہا تھا۔ وہ ایک جل پری معلوم ہو رہی تھی۔
راکیش نے تیرتے ہوئے تیزی سے اسے جا لیا۔ اس نے ارچنا کے سر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پر ہاتھ رکھ کر اُسے غوطہ دینے کی کوشش کی۔ ارچنا پانی میں غائب ہوگئی۔ اور جب وہ دوبارہ اُبھری تو راکیش اُس کے ساتھ ساتھ تیر رہا تھا۔ ارچنا اُسے اپنی بیٹھ پر لئے ہوئے دُور تک تیرتی چلی گئی۔ راکیش آج صبح ہی اُس کی تیراکی کا قائل ہو چکا تھا۔

راکیش کے سامنے ہر روز ارچنا کا ایک نیا وصف، ایک نیا کمال ظاہر ہو رہا تھا۔ اور وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ اتنے اوصاف ایک جگہ کیسے جمع ہو گئے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ قدرت ساری خوبصورتی کبھی کسی ایک کو عطا نہیں کرتی۔ لیکن ارچنا اس مثل کو ہر قدم پر جھٹلاتی چلی آرہی تھی۔

ارچنا نے راکیش کو اپنی پیٹھ پر سے جھٹک دیا اور تیزی سے ندی کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھی۔ وہ راکیش سے پہلے وہاں پہنچ گئی اور چنار کے ایک پیڑ کی طرف دوڑنے لگی۔ اس سے پہلے کہ راکیش اُسے پکڑ پاتا وہ چنار کے پیڑ کے پیچھے لپک اور پیڑ پر گلہری کی طرح چڑھ گئی۔ اس پیڑ کی شاخ پر بیٹھ کر وہ اپنی ٹانگیں لہرانے لگی۔ راکیش کو پیڑ پر چڑھنے کی اتنی مشق نہیں تھی۔ وہ بڑی مشکل سے اور بڑے بے ڈھنگے انداز میں اُس شاخ تک پہنچا۔

"تم نے ڈارون کی اس دلیل کو بالکل غلط کر دکھایا ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔" ارچنا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پیڑ پر چڑھنے میں اتنی دیر ..... تم نے تو اپنے بزرگوں کے نام پر بٹہ لگا دیا۔"

"اور تم نے ....؟" راکیش نے پوچھا۔

"میں تو ان کا نام روشن کر رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر ارچنا شاخ پر سے نیچے کود گئی اور دوڑتی ہوئی ندی کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کنارے پہنچ گئی۔ اُس نے اپنے دونوں بازو آگے کی طرف پھیلائے اور ندی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ ہاتھ پاؤں ہلاتی اور چھینٹے اڑاتی اُس کنارے کی طرف بڑھی جہاں ان دونوں نے سفری خیمہ نصب کر رکھا تھا۔ راکیش کی جوانمردی کو یہ ایک چیلنج تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ارچنا کے پیچھے آ رہا تھا۔

دونوں اچھے تیراک تھے۔ ارچنا ابھی کنارے پر قدم نہ رکھنے پائی تھی کہ راکیش نے اُسے جا لیا۔ اُس کی کمر میں بازو ڈال کر اس نے ارچنا کو دونوں ہاتھوں پر اوپر اٹھایا اور اسی طرح خیمے کی طرف لے گیا۔ دونوں کے بھیگے جسم جب ایک دوسرے سے ملے تو ان میں تپش پیدا ہو گئی۔ چند منٹ میں ہی اس آگ نے بھیگے جسموں کو خشک کر دیا۔ اُن کے جذبات میں ہلچل مچ گئی۔ ارچنا فوراً اس سے الگ ہو گئی اور اپنے بدن کو پھولدار گاؤن میں چھپاتے ہوئے بولی۔

"مجھے تو بھوک لگی ہے..... آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"ٹھیک....."

"تو میں ابھی انتظام کرتی ہوں" یہ کہہ کر وہ خیمے کے اندرونی حصے میں چلی گئی اور پھر جلدی ہی اندر سے اسٹوو، ٹین کے ڈبوں میں بند مچھلیاں، مکھن کا ڈبہ اور ساس پین اٹھا لائی۔ اُس نے اسٹوو جلا کر فرائینگ پین اس پر رکھ دیا۔ ٹن کٹر سے مکھن کا ڈبہ کھولا اور فرائینگ پین میں مکھن تیرنے لگا۔ پھر اُس نے مچھلیوں کا ڈبہ کھول کر کچھ مچھلیاں اس میں ڈال دیں اور اُس میں سے سوندھی سوندھی خوشبو اٹھنے لگی۔

راکیش اٹھ کر خیمے میں گیا اور ایک لمبوترا سا کالا کیس نکال لایا۔ اس کیس میں اس کا وائلن تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کیس کو یوں کھولنے لگا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جیسے کسی عورت کے لبادے۔ کے بٹن کھول رہا ہو۔

"یہ کیا۔ ہے ؟" ارچنانے فوراً سوال کر دیا اور راکیش نے وائیلن نکالتے ہوئے ارچنا سے کہا۔

"ابھی ابھی تم نے مجھے یہ طعنہ دیا تھا کہ میں ایک بے حس انسان ہوں پتھر سے بھی گیا گزرا۔ مجھ پر سنگیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا"

"اوہ..... تو اب آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ سنگیت کے پریمی ہیں"

"صرف پریمی ہی نہیں بلکہ دیوانہ ...."

"اچھا جی..... ؟"

"جانتی ہو۔ اگر پیار زندگی ہے تو سنگیت اس کا رس ہے"

"لیکن کبھی کبھی یہ رس جیون میں آگ بھی لگا دیتا ہے"

"اس جیون میں جس میں پیار نہ رہے...."

"پیار رہنا نہ رہنا اپنے بس کی بات تھوڑا ہی ہے"

"وہ پیار ہی کیا جو پرائے بس میں ہو"

راکیش کی اس بات پر وہ چونک پڑی اور نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ارچنا۔ ایک بات کہوں ؟"

"ہوں"

"ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے، جیسے ہماری بہت پرانی پہچان ہو ؟"

"لیکن میں تو ایسا محسوس نہیں کرتی"

ارچنا نے مسکرا کر کہا اور راکیش جھینپ گیا۔ وہ اس کی آنکھوں میں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جھانکنے لگا۔ جو ایک جھیل کی طرح گہری اور پُرسکون تھیں۔ اِس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتا، وہ اپنے ادھورے جملے کو پورا کرتی ہوئی بولی۔

"مجھے تو لگ رہا ہے، جیسے اتنی پہچان ہوتے ہوئے بھی ہم اجنبی ہوں۔"

"ہاں ارچنا۔ تبھی تو کسی نے کہا ہے کہ مرد بڑے بیوقوف ہوتے ہیں وہ عورت کی کسی معمولی سی ادا پر ہی کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم نے اُسے پالیا ہے دراصل وہ کتنا دور ہوتے ہیں حقیقت سے...."

راکیش نے وائلن پر ایک پُرسوز نغمہ چھیڑ دیا۔ اُس کی دُھن پہلے بہت دھیمی رہی اور پھر آہستہ آہستہ بلند ہوتی چلی گئی۔ اُس کی گونج بہتی ہوئی ندی میں، لہلہاتے ہوئے پیڑوں میں، فضاؤں، دھرتی میں اور پربتوں میں سما گئی۔ ارچنا نے محسوس کیا جیسے اس کے دل کا درد گونج بن کر اس تنہا فضا میں تھرتھرا اُٹھا ہو۔ اُس کا دل سینے میں ایک ننھے بچے کی طرح ہمک اُٹھا اس کی رگ رگ میں ایک بجلی سی کوندنے لگی۔ تھوڑی دیر میں ہی راکیش نے اس کے دل کے تاروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

راکیش نے اپنا نغمہ اچانک بند کر دیا۔ ارچنا اس خواب سے بیدار ہوئی تو اُس نے دیکھا کہ فرائی پین میں سب مچھلیاں جل کر سیاہ ہو چکی تھیں اور جلنے کی چراندھ فضا میں پھیل گئی تھی۔ وہ چلا اُٹھی۔

"سب جل گیا راکیش!"

"کیا....؟ میرا پیار یا تمہارا دل؟"

"دونوں ہی.... پیٹ کی آگ نہ بجھی تو یہ دل اور پیار دونوں ہی بجھ جائیں گے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اچھا ہے..... کم از کم یہ دو اجنبی بھوک میں تو ساتھی کہلائیں گے۔"

وہ کالے اور لمبوترے کیس میں وائیلن اس طرح بند کرنے لگا جیسے کوئی ماں اپنی بچی کو فراک پہنا رہی ہو۔ ارچنا چپ چاپ اس کے سنجیدہ چہرے کو پڑھنے لگی۔ وہ بچوں کی طرح اداس ہو گیا تھا۔ ارچنا بات کا رخ بدلتے ہوئے بولی۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنا اچھا وائیلن بجاتے ہو۔"

"لیکن اس ساز کا کیا جو کسی کے دل کو نہ چھو سکے۔"

"یہ تم نے کیسے سوچا؟"

"جب سننے والا ساز کی دھن سے زیادہ مچھلیوں کی خوشبو میں کھو جائے تو...."

ارچنا اس کی بات سن کر پہلے تو سن رہ گئی۔ پھر بے ساختہ ہنسنے لگی۔ اور وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"یہ سوچ کر کہ مرد کتنے چھوٹے دل کے ہوتے ہیں۔"

"اور عورتیں....؟" وہ سامنے پتھر پہ بیٹھ گیا۔

"بڑے دل کی.... ذرا دماغ سے مار کھاتی ہیں۔ جانتے ہو تمہارے ساز کا اثر اس دل پر کیا ہوا ہے؟"

وہ ناسمجھ سا بنا اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ارچنا اس کے قریب چلی آئی۔ اور اچانک اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگا کر بولی۔

"سن لو اس دل کی دھڑکنیں کیا کہہ رہی ہیں.....؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا اس کے بالوں سے کھیلنے لگی اور وہ اس کی بے تکلفی دیکھ کر کسمسا گیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموش رہا تو ارچنا بولی۔

"تمہارے ساز نے دل کی گہرائیوں میں چھپے پیار کو زندہ کر دیا ہے۔ دیکھو تو وہ کس بے تابی سے کسی اجنبی کے گلے کا ہار بننے کو تڑپ رہا ہے۔"

راکیش کے پورے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی۔ آج سے پہلے اُسے کبھی کسی لڑکی سے اس طرح کی قربت حاصل نہ ہوئی تھی۔ وہ ذرا سرک گیا اور نگاہیں بچا کر اس کے گداز بدن کی تپش سے دُور ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ اُسے لگ رہا تھا جیسے وہ اُن مچھلیوں کی طرح فرائی پین میں بُھنا جا رہا ہو۔ اور ارچنا قریب کھڑی اس دھوئیں کی مہک اپنے دماغ میں بسا رہی ہو۔

تبھی اس نے دیکھا ارچنا کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے اور اُن میں شربتی پانی اُتر آیا تھا۔ اُس کے ہونٹوں سے رس ٹپکنے لگا تھا۔ اُس کے چہرے کی لالی شفق کا رنگ پکڑ رہی تھی۔

اور پھر اسی وقت دور پہاڑیاں گرج اٹھیں۔ دونوں جسم کانپ کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ رُخ بدل کر جب ان کی نگاہوں نے ان بلند چوٹیوں کو چُھوا تو سیاہ بدلیاں ان چوٹیوں کو اپنے آنچل میں چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

تھوڑی دیر میں ہی ہوا کے تیور بدل گئے۔ خاموش ماحول میں ہلچل مچ گئی۔ سامنے ندی کا خاموش پانی ہوا کے تھپیڑوں سے ناچنے لگا۔ وہ جلدی جلدی خیمے کی اشیا سمیٹنے لگے۔ کبھی کبھی وہ ایک دوسرے کو چور نظروں سے دیکھ کر اس طرح مسکرا دیتے جیسے اب ان دونوں کی ساری اجنبیت ختم ہو چکی ہو۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ دونوں جب واپس ہوٹل پہنچے تو اُن کی مسرت اپنے عروج پر تھی۔ ہوٹل کے احاطے میں کار روک کر راکیش نے ارچنا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی مگر ارچنا پھُرتی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ کیونکہ اس نے سوا گتی کمرے کی کھڑکی میں سے اپنی مالکن کو کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا دیکھ لیا تھا۔ وہ ارچنا کی جگہ گاہکوں کے مطالبات پورے کرنے میں مصروف تھی۔ ارچنا تیز تیز قدم اُٹھاتی سوا گتی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے چہرے پہ ندامت کی سرخی دوڑ گئی تھی۔ وہ نادم تھی کہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اور کافی دیر سے پہنچی تھی۔ وہ کملا کی سنجیدہ صورت دیکھ کر ہی ڈر گئی اس نے کاؤنٹر کے قریب جا کر پشیمان لہجے میں اپنی مالکن سے کہا۔

"مجھے دیر ہو گئی آنٹی!"

مالکن کی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر وہ اپنی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے کاؤنٹر کے پیچھے جا کر شام کی ڈاک سے آئے ہوئے خطوط کھول کر دیکھنے لگی۔ کملا ابھی تک اُسے کڑی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں راکیش بھی کاؤنٹر کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے ہوٹل کی مالکن سے کہا۔

"Good evening."

ہوٹل کی مالکن نے اُسے تیکھی نظروں سے دیکھا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک خانے سے ایک ٹیلیگرام نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ راکیش نے تیزی سے ٹیلیگرام کا لفافہ چاک کیا اور ٹیلیگرام کا مضمون پڑھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

"ایک اچھی خبر ہے..... میں بی۔ اے میں فرسٹ کلاس میں پاس ہو گیا ہوں!"

"Congratulation" ہوٹل کی مالکن نے کہا لیکن اس کے تیور

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نہیں بدلے تھے۔ راکیش نے محسوس کیا کہ وہ اس کی حرکت پر سخت ناراض تھی
وہ پھر سے ٹیلیگرام پڑھنے لگا۔ اور پورا مضمون پڑھ کر اداس ہو گیا۔ ہوٹل کی مالکن
نے بھی یہ اداسی محسوس کی اور اسے تعجب ہوا کہ راکیش اپنے پاس ہونے کی
خبر پڑھ کر اداس کیوں ہو گیا ہے۔ اس نے معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے
پوچھا۔

"تم تو اداس ہو گئے۔ تمہیں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں جشن منانا
چاہیے۔"

"اوہ۔ دراصل بات یہ ہے کہ گھر والوں نے فوراً واپس لوٹ آنے کو
لکھا ہے۔"

"تو کیا ہوا۔ وہ لوگ تمہاری خوشی میں شریک ہونا چاہتے ہوں گے"

"لیکن میرا یہ جنت چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہتا۔"

ارچنا نے راکیش کی بات سُنی تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ ایک
لفافہ چاک کرتے ہوئے اس کی انگلیاں کانپ گئیں۔ کملا اور راکیش دونوں
کی نظر ایک ساتھ ارچنا کی کانپتی ہوئی انگلیوں پر پڑی۔ ارچنا نے اپنی انگلیوں
کی کپکپاہٹ روکنے کے لیے خط کاؤنٹر پر رکھ کر اُسے ہاتھ سے دبا لیا تھا
مگر اُس کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت اس کی دلی کیفیت کی چغلی کھا رہی
تھی۔

" ایک نہ ایک روز تو تمہیں جانا ہی ہو گا۔ پھر دل کو کیوں باندھتے
ہو ایسی جگہ سے ؟"

"کشمیر کی خوبصورت وادی نے میرا دل موہ لیا ہے۔ یہ خوبصورت
وادی میرے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی ہے۔ اِس وقت اسے چھوڑ کر چلا جانا ایسا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہی ہے جیسے کوئی سپاہی اپنی روتی ہوئی محبوبہ کو چھوڑ کر جنگ میں شامل ہونے کے لئے چلا جائے ۔"

کملا نے دلفریب انداز میں مُسکراتے ہوئے اور چور نظروں سے ارچنا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر اس وقت تو کوئی جنگ نہیں چھڑی ہوئی ۔ اور آپ سپاہی بھی نہیں ہیں ۔"

"آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ جنگ نہیں چھڑی ہوئی ۔ کاش میں اپنا دل چیر کر آپ کو دکھا سکتا ، پھر آپ دیکھتیں کہ وہاں کشمکش و ہیجان تذبذب اور اضطراب کے درمیان کتنی بھیانک جنگ ہو رہی ہے اور میں کس دلیری سے اس کشمکش کے خلاف جی توڑ کر لڑ رہا ہوں ۔"

"کس کشمکش کے خلاف ؟ "

"وادیٔ کشمیر کی آغوش کو چھوڑ کر جانے کے خلاف ۔"

"اس آغوش نے شاید آپ کو بڑی مضبوطی سے جکڑ لیا ہے ۔" کملا نے لطیف طنز کیا۔

"آپ کو پھر دھوکا ہو رہا ہے ۔" راکیش نے ارچنا پر اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہا ۔ "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میں ہی اس سے لپٹ گیا ہوں ۔ اور میں نے ہی اُسے اپنی گرفت میں لے لیا ہو ۔"

یہ کہہ کر راکیش اپنے کمرے کی طرف بڑھا ۔ کملا اس وجیہہ نوجوان کو آخری موڑ تک دیکھتی رہی ۔ وہ کچھ دیر کے لئے اس کی شاعرانہ گفتگو کی رَو میں بہہ گئی تھی ۔ یہ بات بھول کر کہ اس نوجوان نے اُس کی ملازمہ ارچنا کی نوجوان اُمنگوں کو اُکسانے کی جرأت کی تھی ۔ وہ پھر سنجیدہ ہو گئی اور ارچنا کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چہرے کی طرف دیکھنے لگی، جو چپ چاپ کام میں مصروف تھی۔ گھبراہٹ کی وجہ سے اس سردی میں بھی اس کی پیشانی عرق آلود تھی۔ کملا نے اچانک سامنے سے سوال کر دیا۔

"آج دن بھر تم کہاں رہیں؟"

"وہ پہلگام ....."

"اکیلی ..... ؟"

"نہیں ۔۔ راکیش کے ساتھ!"

"شاید تمہیں یاد نہیں رہا کہ ہم اپنے گاہکوں کا سواگت مزدور مسکراہٹ سے کرتے ہیں، لیکن ان کی زندگیوں میں مسکراہٹیں بھرنا ہمارا کام نہیں ہے"

"میں جانتی ہوں ...."

"پھر ایسا کیوں ہوا؟"

"یہ میری بھول تھی، جس کے لئے میں شرمندہ ہوں"

"لیکن ایسی معمولی بھول کبھی کبھی زندگی بھر کے لئے شرمندگی بن جایا کرتی ہے"

"میں ایسا موقع نہیں آنے دوں گی"

ارچنا نے کہا اور راکیش کو ملول نہ دیکھتے ہوئے وہ نیچے فائلیں ٹٹولنے لگی۔ کملا کے چہرے پر ابھی تک دھواں بکھرا ہوا تھا۔ جیسے اس واقعے نے اسے آنے والے کسی طوفان سے آگاہ کر دیا ہو۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

(۶)

راکیش کے پتا رگھوناتھ ایک آرام کرسی پر پھیل کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ایک چھوٹی سی تپائی پڑی تھی جس پر اُن کی بہو اُوما چائے کا سامان سجا رہی تھی۔

"بہو، راکیش کی کوئی اطلاع آئی؟"

"آجائے گی بابوجی۔ ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں اُسے گئے ہوئے" بہو نے جواب دیا اور ان کے لئے چائے تیار کرنے لگی۔

رگھوناتھ جی کی شکل و صورت سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بیمار ہیں۔ اُن کا سارا بدن مُرجھایا ہوا تھا۔ اُجلے کپڑوں میں بھی اُن کی نقاہت نہیں چھپ رہی تھی۔ اُن کی عمر ساٹھ برس سے کم نہ تھی۔ کسی وقت وہ ایک خوبرو مرد رہے ہوں گے۔ اُن کی بڑی بڑی آنکھوں میں غم کی پرچھائیاں تھیں۔ آنکھوں کے نیچے اور ہونٹوں کے قریب جھریاں نمودار ہو گئی تھیں۔ سر کے تمام بال سفید ہو چکے تھے۔

اُوما پینتیس چھتیس برس کی ایک تندرست جوان عورت تھی۔ گول چہرہ، گورا چٹا رنگ، ناک ذرا موٹی، بھرے بھرے گلابی گال، پتلے ہونٹ، ٹھوڑی اور گالوں میں خفیف سے گڑھے، بادام جیسی آنکھوں میں جوانی کی چمک، قد موزوں، کمر نہ پتلی نہ موٹی، کولھے ذرا پھیلے ہوئے۔ اُس نے کھلے گلے کا بلاؤز پہن رکھا تھا۔ وہ اپنے سسر کے لئے جھک کر چائے بنا رہی تھی اور بار بار اپنی ساڑی کا پلو اپنے شانوں پر لپیٹنے کی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کوشش کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے تم آج اسے تار دلوا دو۔ وہ جلدی چلا آئے۔"

"پڑھ لکھ کر ابھی تو فرصت پائی ہے۔ دو روز آرام سہی۔"

"نہیں بہو۔ آرام انسان کو کاہل اور نکما بنا دیتا ہے اور پھر اس پر تو تمام کاروبار کا دارومدار ہے۔ تم تو جانتی ہو۔"

"جی اچھا۔" اوما نے چائے کا پیالہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آج ہی تار دلوائے دیتی ہوں۔"

"اور لکھ دو کہ فوراً چلا آئے۔"

"لیکن اس کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے، ورنہ وہ گھبرا جائے گا۔"

"میری بیماری..... نہیں نہیں کاروبار..... نہیں..... صرف ایک ضروری کام..... بس۔"

اوما بابو جی کی ہڑبڑاہٹ دیکھ کر مسکرا اٹھی۔ بیماری نے انہیں چڑچڑا کر دیا تھا اسی لئے ان سے زیادہ بحث کرنا اس نے مناسب نہ سمجھا۔ بہو کی خاموشی کو توڑتے ہوئے وہ پھر بولے۔

"اُمیش ابھی تیار نہیں ہوا کیا؟"

"کچھ دفتر کا حساب کتاب کر رہے تھے۔"

"اب اُمیش اکیلا نہیں رہے گا راکیش اس کا ہاتھ بٹائے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ دونوں بھائی مل کر کاروبار کو پھیلا سکیں گے اور اسے کامیاب بنا سکیں گے۔"

"جی بابو جی۔ آپ نے ٹھیک سوچا ہے۔ وہ سمجھدار لڑکا ہے۔ زمانے کی اونچ نیچ کو سمجھتا ہے۔ ذرا بھی دل لگا کر کام کرے گا تو بھائی کا بازو بن جائیگا۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

رگھوناتھ جی اپنی بہو کی بات پر بہت خوش ہوئے۔ اُنھوں نے شفقت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

تھوڑی دیر میں اُمیش یعنی اُوما کا پتی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اُس نے آتے ہی باپ کے پاؤں چھوئے اور پوچھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی ؟"

"کل سے بہتر ہے۔ رات تو نیند بھی آگئی تھی۔"

"ڈاکٹر نے کہا تھا دوا بدلتے ہی یہ اثر ہوگا۔"

"یہ دوا کا اثر نہیں۔" اُوما نے شوہر کی بات کاٹتے ہوئے، اور شوہر کو چائے کا پیالہ دیتے ہوئے کہا۔" یہ اثر ہے اُس خوش خبری کا یعنی راکیش کی کامیابی کا ...."

"بہو ٹھیک کہتی ہے اُمیش، آج راکیش کی کامیابی نے میری ڈوبتی ہوئی سانسوں کو سہارا دے دیا ہے۔ سوچتا ہوں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کاروبار میں کتنا مددگار بن سکتا ہے۔"

اُمیش کو باپو جی کی یہ خوشی پسند نہ آئی۔ اُس نے شکر کے لئے پیالہ میز پر رکھ دیا۔ اُسے باپ کا یہ زاویہ نگاہ پسند نہ آیا۔ وہ آج اپنے چھوٹے بیٹے کو اس پر صرف اس لئے ترجیح دے رہے تھے کہ وہ تعلیم یافتہ ہے۔ وہ دل ہی دل میں خفیف ہوا اور اُوما کی طرف خشمگیں نگاہوں سے دیکھ کر پیالے میں شکر گھولتے ہوئے بولا۔

"کاروبار میں تعلیم سے زیادہ تجربہ کام آتا ہے!"

"تجربہ کوئی ماں کے پیٹ سے نہیں لاتا ہے" رگھوناتھ جی نے اپنے چھوٹے بیٹے راکیش کی ہیٹی گوارا نہ کرتے ہوئے کہا۔" تجربہ کام کرنے سے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہوتا ہے۔ راکیش کام کرے گا تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ دو تین مہینے میں ہی سارے اونچ نیچ کو سمجھ جائے گا۔ تمہاری طرح ایک بات کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے برسوں نہیں لگائے گا۔"

امیش کھسیانا سا ہو کر رہ گیا اور سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ رگھوناتھ جی کی نظر پھاٹک پر پڑی جس میں سے گزر کر سیٹھ منگل چند ان کی طرف آرہے تھے۔ سیٹھ منگل چند ایک بھاری بھرکم شخص تھے۔ ان کی توند آگے کی طرف نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے ٹسر کا کرتہ اور اس کے نیچے سفید ململ کی دھوتی پہن رکھی تھی۔ پیروں میں چمکدار پمپ شو، سر پہ کالی ٹوپی گلے میں سونے کی پتلی زنجیر، اور دھوپ میں ان کی انگلیوں میں موٹے موٹے نگوں والی انگوٹھیاں چمک رہی تھیں۔ سیٹھ جی قریب پہنچے تو سب نے اٹھ کر ان کا خیر مقدم کیا۔ ہر کوئی ان کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کرنے لگا۔ لیکن ان کی مسرت کے پیچھے ایک خفیف سا بے چینی کا پردہ ضرور تھا جو صاف بتا رہا تھا کہ ان کی اچانک آمد نے انہیں شبہ میں ڈال دیا تھا۔

انہوں نے آتے ہی رگھوناتھ جی کو گلے لگایا اور راکیش کی شاندار کامیابی پہ دلی مبارکباد پیش کی۔ یہ جان کر کہ منگل چند جی نے مبارکباد دینے کی خاطر ان لوگوں تک آنے کی تکلیف کی ہے گھر والوں کے چہروں کی رنگت پھر سے لوٹ آئی۔ رگھوناتھ جی نے بہو کو اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے اندر گئی اور مٹھائی کی ایک طشتری لے آئی۔

منگل چند ذیابیطس کے مریض تھے۔ انہوں نے میٹھا کھانے سے انکار کرنا چاہا لیکن رگھوناتھ جی نے پلیٹ ان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آج تو منہ میٹھا کرنا ہی ہوگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مبارکباد دیں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور وہ پھیکی رہ جائے "

رگھوناتھ جی کی بات پر اوما اور آمیش ہنس پڑے اور منگل چند اُن کے اصرار کو انکار میں نہ بدل سکے۔ اور طشتری میں سے ایک برفی کا ٹکڑا اُٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔

منگل چند، رگھوناتھ جی کے کاروبار میں سب سے بڑے شریک کار تھے۔ زیادہ تر سرمایہ اُنہیں کا لگا ہوا تھا۔ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بولے

"راکیش نے بڑی اچھی ڈویژن سے کامیابی حاصل کی ہے بھگوان اس کی مدد کریں۔ بڑا ذہین لڑکا ہے "

رگھوناتھ جی سیٹھ صاحب کے منہ سے اپنے بیٹے کی تعریف سُن کر پھولے نہ سمائے۔ اُن کے زرد چہرے پر ایک لمحے کے لئے سرخی دوڑ گئی فخر سے اُن کا سر بلند ہو گیا۔ وہ اپنا سینہ پھُلا کر بولے۔

"سیٹھ صاحب۔ آدمی کی ایک خوش نصیبی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کی اولاد قابل اور ذہین ہو مجھے اپنے دونوں بیٹوں پر فخر ہے۔ دراصل یہ دونوں ہی میری زندگی کا راز ہیں۔ ورنہ آپ تو جانتے ہی ہیں یہ خطرناک بیماری مجھے اب تک ختم کر دیتی "

"آپ نے دُرست فرمایا۔ نیک اولاد ہی انسان کی سب سے بڑی پونجی ہے "

اوما سیٹھ جی کے لئے تازہ چائے بنانے کے لئے اندر چلی گئی۔ آمیش اُن سے نظر ملاتا ہوا قریب آ بیٹھا۔ منگل چند نے امیش کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے رگھوناتھ جی کی طرف رُخ بدلا اور بولے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"راکیش کے بارے میں اب کیا سوچا ہے آپ نے ؟"

"ایک ہی بات کہ وہ اب بھائی کا مددگار بنے گا۔ کاروبار کا حصہ دار اور اُس کی پوری دیکھ بھال "

"لیکن میں آپ کی اس رائے سے متفق نہیں !"

"وہ کیوں ؟"

"وہ ایک قابل لڑکا ہے۔ اُس کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ اُسے تو غیر ممالک میں جا کر کسی لائن میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے "

"آپ بجا فرماتے ہیں سیٹھ جی۔ لیکن دائی سے پیٹ کیا چھپا ہے آپ تو جانتے ہیں اس بیماری نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا آپ جیسے دوستوں کا ساتھ نہ ہوتا تو شاید میں زندہ درگور ہو جاتا "

"شبھ شبھ کہیئے ...." منگل چند نے رگھوناتھ جی کی آنکھوں میں اُبھرے ہوئے آنسوؤں کا جائزہ لیا اور پھر بولے

"اِس کی آپ فکر نہ کریں۔ آپ بیٹے کو جرمنی یا امریکہ انجینئرنگ کے لئے بھجوا دیجیئے۔ چار پانچ برس بعد انجنیر بن کر یہی آپ کے کاروبار کو چار چاند لگا دے گا۔ آپ دوسرے انجنیروں کے محتاج نہ رہیں گے "

"لیکن ان سُنہرے سپنوں کی بڑی قیمت ہے دوست۔ جو یہ بوڑھی ہڈیاں اب چُکا نہیں سکتیں "

"تو کیا میں مر گیا ہوں۔ اُس پر جو بھی خرچ ہو گا میں کروں گا۔ اُس کی بھلائی کے لئے کچھ کر کے مجھے خوشی ہو گی "

"نہیں منگل چند میں پہلے ہی تمہارے احسانوں تلے دبا ہوا ہوں "

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تو ایک بات کہوں دوست ؟"

رگھوناتھ جی نے سوالیہ نظروں سے دوست کی طرف دیکھا۔ اُن کی آنکھوں میں حسرت تھی منگل چند نے بات پوری کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہو تو اِس احسان کو چُکا سکتے ہو!"

"کیسے ؟"

"مجھ پر احسان کر کے"

"میں سمجھا نہیں منگل چند!"

"میری بیٹی ریتا کو اپنی بہو بنا کر...."

"یعنی راکیش اور اُس کا.... ؟"

"ہاں رگھوناتھ۔ دونوں کا رشتہ ہی ہماری دوستی کو ہمیشہ زندہ رکھ سکتا ہے"

رگھوناتھ جی ان کی اس پیش کش پر بھونچکا سے رہ گئے۔ انہیں محسوس ہوا کہ منگل چند کی یہ تجویز ان کی دوستی کو ایک انوکھا روپ دے دیگی۔ وہ فوراً کوئی جواب نہ دے سکے اور سوچ میں پڑ گئے مگر امیش فوراً بول اُٹھا۔

"یہ تو ہماری خوش نصیبی ہوگی سیٹھ جی۔ بابوجی کو اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو گی"

اتنے میں ارما تازہ چائے بنا کر لے آئی۔ اس نے سیٹھ صاحب کی تجویز سُن لی تھی۔ وہ بھی یہ پیش کش سُن کر شش و پنج میں پڑ گئی مگر امیش کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ اُسے اپنا مستقبل شاندار نظر آنے لگا۔ لیکن رگھوناتھ جی کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ منگل چند کی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس پیشکش پر گہری سوچ میں پڑ گئے تھے۔ اورمانے مٹھائی کی پلیٹ بارہ منگل چند کے سامنے رکھی اور ان کے لئے چائے بنانے لگی۔ رگھوناتھ جی کی خاموشی دیکھ کر منگل چند بولے۔

"میرا تو یہ ایک مشورہ تھا رگھوناتھ۔ اس کی اونچ نیچ پر کھنا تمہارا کام ہے۔"

انہوں نے چائے کا پیالہ ہونٹوں سے لگا لیا۔

رگھوناتھ جی جھجکتے ہوئے بولے۔ "تمہارا سمجھاؤ برا نہیں ہے لیکن آج کل کے لڑکوں کو تو تم جانتے ہی ہو وہ اس معاملے میں اپنی من مانی کرتے ہیں۔ ماں باپ کے چناؤ کو ناپسند بھی کر سکتے ہیں۔ بہر حال مجھے اپنے بیٹے سے پوچھنا ہوگا۔ راکیش کا مزاج ذرا مختلف ہے۔"

"اسی لئے تو میں اسے پسند کرتا ہوں سبھی وہ نوجوان اچھے لگتے ہیں جن کی اپنی کوئی رائے ہوتی ہے۔ ایسے نوجوان زندگی میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔ جو نوجوان دوسروں کی رائے کے آگے اپنا سر جھکا دیتے ہیں، وہ قدم قدم پر ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔ خیر میں نے اپنی تجویز آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ آپ سوچ سمجھ کر مجھے جواب دے سکتے ہیں۔"

ایک ہی گھونٹ میں چائے حلق میں انڈیلتے ہوئے سیٹھ منگل چند اٹھ کھڑے ہوئے۔ آشیش انہیں صدر دروازے تک چھوڑنے چلا گیا۔

اورمانے چائے کے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔ وہ ترچھی نظروں سے سیٹھ جی کے چہرے کے مدوجزر دیکھ چکی تھی۔ جوں ہی اس نے ٹرے میں برتن جمائے رگھوناتھ جی بول اٹھے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تمہارا کیا خیال ہے بہو ؟"

"کس بارے میں ؟"

"منگل چند کی پیش کش کے بارے میں وہ ہمارا سمبندھی بننا چاہتا ہے۔"

"یہ تو ہمارا سوبھاگیہ ہے بابوجی۔ لیکن ریتا جیسی لڑکی کو راکیش پسند کرے گا یا نہیں یہ کہنا مشکل ہے۔"

تبھی اُمیش لوٹ آیا۔ اُس نے بیوی کا آخری جملہ سُن لیا اور چمک کر بولا۔

"یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے بابوجی، جو سیٹھ جی نے منہ پھاڑ کر ہمارا لڑکا مانگا ہے۔ شاید اِس رشتے سے ہی ہماری برسوں کی مشکلیں حل ہو جائیں۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہمارا سب کچھ سیٹھ جی کے پاس گروی رکھا ہوا ہے۔ ہمارا انکار کبھی کبھی ان کے مزاج اور ہمدردی کو بدل سکتا ہے۔"

"یعنی آپ اپنے بھائی کا سودا کرنا چاہتے ہیں !" اُوما جھٹ کہہ اٹھی۔

"نہیں، بلکہ اُس کے اور اِس گھرانے کے مستقبل کو سنوارنے کا موقع ہاتھ سے نہیں کھونا چاہتا اور پھر ریتا میں ایسی کونسی کمی ہے جو ہمارا راکیش انکار کر دے گا۔"

"اس میں دولت کے سوا کوئی ایسا گُن بھی تو نہیں، جو وہ اُسے دیکھتے ہی پسند کر لے۔"

"دولت سے بڑا کیا گُن ہے۔۔۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ بچوں کی زندگی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کا فیصلہ انہیں ہی سونپ دیا جائے۔ راکیش کا بھلا بُرا ہمیں ہی سوچنا چاہیے۔
رگھوناتھ جی ان دونوں کی بحث سنتے رہے اور پھر بات کو زیادہ
طول پکڑتے دیکھ کر بہو کی موافقت میں بولے۔
"راکیش کی پسند کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔"
اوما نے مسکراتے ہوئے شوہر کی طرف دیکھا اور برتن اُٹھا کر اندر
چلی گئی۔ اُمیش جھنجھلا کر بولا۔
"لیکن بابو جی۔ آپ لوگ اندھیرے میں دوڑ رہے ہیں اور یہ نہیں
سوچ رہے کہ دیوار سے ٹکرا کر سر پھٹ سکتا ہے۔ میری تو یہ رائے ہے کہ ہمیں
اس معاملہ میں راکیش کے انکار کی پروا نہیں کرنی چاہیئے اور اُسے مجبور کرنا
چاہیئے کہ وہ اس رشتے کو قبول کرلے۔ اسی میں ہمارے خاندان کی بہتری ہے
ہم تباہی اور بربادی سے بچ جائیں گے۔"
"ایک تباہی سے بچ جائیں گے مگر دوسری تباہی سے دوچار
ہو جائیں گے۔ راکیش ہم سے بچھڑ جائے گا۔" رگھوناتھ جی نے آہستہ سے
کہا۔
"آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ ناخن سے گوشت الگ نہیں
ہو سکتا۔ ہم سے الگ ہو کر بھی راکیش ہمارا ہی رہے گا۔ وہ ضرور خاندان کی
بھلائی کو مدنظر رکھے گا۔" اُمیش نے پُرزور لہجہ میں کہا۔
"لیکن اپنی زندگی کو دیمک لگا کر.... اُمیش تمہیں یہ نہ بھولنا چاہیئے
کہ سیٹھ منگل چند نہایت مطلب پرست آدمی ہے۔ کہیں اس رشتے کا سہارا
لے کر وہ ہم سے ہمارا بیٹا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ چھین لے۔"
"یہ آپ کا وہم ہے پتا جی۔ کوئی بھی بیٹی دے کر دشمنی مول نہیں لیتا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مجھے پورا وشواس ہے کہ اس رشتے کے بعد وہ ہماری ترقی کو اپنی ترقی سمجھے گا۔

رگھوناتھ جی خاموش رہے۔ انہوں نے بیٹے کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کی بے چینی اور جلد بازی کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگے۔ انہوں نے رُخ بدل کر آج کا اخبار اُٹھا لیا اور پڑھنے لگے۔

اَنیش باپ کی بے رُخی اور خاموشی دیکھ کر جھنجھلا اُٹھا اور پیٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ رگھوناتھ جی نے اُکھڑی ہوئی نگاہوں سے اس مکان کے در و دیوار کو دیکھا۔ اُن کے چہرے کی جھرّیاں کچھ اور گہری ہو گئیں۔ اور پھر اُن کی پلکوں سے دو قطرے ٹپک کر اُن جھرّیوں میں جذب ہو گئے۔

(۷)

راکیش ہوٹل میں اپنے کمرے سے تیار ہو کر باہر نکلا تو سیدھا سوا گتی کرنے کے کاؤنٹر پر پہنچا اور دوسرے ہی لمحے ٹھٹھک کر رہ گیا۔ ارچنا وہاں نہیں تھی۔ اس کی جگہ ایک نوجوان کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے ورد ی کا سوٹ پہن رکھا تھا اور ٹائی بڑی نفاست سے باندھ رکھی تھی جس پر ہوٹل منو لینڈ کا مارک تھا۔ راکیش کا سامنا کرتے ہی اس نوجوان نے اس کا سواگت کیا۔ راکیش فوراً سوال کر بیٹھا۔

"وہ لڑکی کہاں ہے؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُس نوجوان نے بڑے ہی پُراسرار انداز میں راکیش کی طرف دیکھا۔ اُس کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسّم نمودار ہو کر فوراً غائب ہو گیا۔ راکیش اُس کے جواب کا بیتابی سے انتظار کرتا رہا۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا نوجوان راکیش کے اضطراب کا جائزہ لیتے ہوئے ذرا رُک کر بولا۔

"وہ لڑکی... یعنی مس ارچنا؟"

"جی ہاں۔ دیکھ رہا ہوں کچھ روز سے وہ اِس کاؤنٹر پر دکھائی نہیں دے رہی ہیں۔"

"ان کا تبادلہ ہو گیا ہے۔ میرا مطلب ہے اُن کی ڈیوٹی بدل گئی ہے۔"

"ڈیوٹی بدل گئی ہے..." بڑبڑاتے ہوئے راکیش کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے تڑپ کر بولا۔

"کہاں؟"

"اب وہ اُس کمرے کی انچارج ہیں جس میں ہوٹل کے کپڑے رکھے جاتے ہیں۔"

"اوہ!" راکیش کے منہ سے نکلا۔ وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ مگر بے بسی کے عالم میں کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ دراصل وہ اس راستے کی جانکاری حاصل کرنا چاہتا تھا جو ہوٹل کے اس اسٹور رُوم تک جاتا تھا۔

ارچنا اس کمرے میں نیپ کن، تولئے، چادریں، غلاف اور پردے گن رہی تھی جو ابھی دُھل کر آئے تھے۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھی لیکن چہرے کی اُداسی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ اس میں کوئی اہم تبدیلی آ گئی تھی۔ ایک دبے پاؤں اُس کمرے میں داخل ہوا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔ ارچنا نے اُسے وہاں دیکھ تو گھبرا گئی۔ راکیش اُس کی گھبراہٹ کا مطلب نہ سمجھ پایا۔ ارچنا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نے اُس سے نظریں ملانے سے بھی گریز کیا۔ جونہی اس نے پلٹ کر اُس کا سامنا کیا وہ بولی۔

"تم نے یہاں آ کر اچھا نہیں کیا راکیش!"

"اور کیا کرتا۔ تین روز اور تین راتیں تمہاری جدائی میں کیونکر کٹی ہیں یہ کیسے بتاؤں؟"

لیکن میں مجبور ہوں۔ میں اس ہوٹل کی ملازمہ ہوں۔ یہاں کے کچھ قاعدے اور قانون بھی ہیں مجھے اُن کا پاس رکھنا ہے۔"

"میں مانتا ہوں۔ لیکن اس دل کو کون سمجھائے جو کسی قاعدے قانون کو اہمیت نہیں دیتا۔"

"اُسے سمجھانا تو آپ کا کام ہے۔"

"ہے۔ تب تک جب تک وہ اپنا رہے۔ مگر اب تو وہ پرائے بس میں ہے۔"

ارچنا اس کے شاعرانہ جواب پر لاجواب سی ہو گئی۔ اُس نے اپنی جھکی ہوئی نظروں کو اوپر اٹھایا اور راکیش کی آنکھوں کی گہرائیوں میں جھانکنے لگی۔ اُس کی سرگوشیانہ آواز نے پکارا "راکیش"، مگر وہ آواز اس کے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئی۔ ہونٹوں کی تھرتھراہٹ جیسے اس سے کہہ رہی تھی۔ ۔۔۔ راکیش میں آزاد نہیں میرے قدموں میں بیڑیاں ہیں۔ میرے ہونٹوں پر تالے ہیں جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے میں اپنی مالکن کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔۔۔۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" ارچنا کی لگاتار خاموشی کو بڑھتے ہوئے اُس نے پوچھا اور ارچنا کے بدن میں ایک جھرجھری سی پیدا ہوئی جیسے کسی نے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُسے اچانک نیند سے جگا دیا ہو۔ وہ ہڑبڑا کر بولی۔

"کچھ بھی نہیں!"

"میں تمہارے دل کی بات سمجھ گیا"

"کیا؟"

"یہی نا کہ مسز کملا کو ہمارا میل جول پسند نہیں"

"یہ تم سے کس نے کہا؟"

"تمہاری ان خاموش اور سہمی ہوئی نگاہوں نے۔ چہرے کی بدلی ہوئی رنگت نے۔ یکایک کاؤنٹر سے اس بند کمرے میں تبادلے نے ...."

"ہاں راکیش۔ انہیں اُس روز یہ بات بے حد بُری لگی کہ میں تمہارے ساتھ پکنک پر چلی گئی"

"یہ تو اکثر بڑوں کو بُری لگتی ہے۔ وہ دو جوان دلوں کو پیار کرتے دیکھ کر جل اُٹھتے ہیں۔ اور خاص طور سے وہ لوگ جنہیں اپنی زندگی میں پیار نہ میسّر ہُوا ہو"

"راکیش یہ کسی آواز نے۔ دونوں کو لرزا دیا۔ آہٹ سُن کر دونوں چونک پڑے۔ دونوں نے پلٹ کر اُس سامنے کو دیکھا جو کمرے میں آتی ہوئی روشنی کو روک پڑا تھا۔ ارچنا کی تو جیسے چیخ نکل گئی۔ دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اُن کے سامنے قدِ آدم آئینے کی طرح کملا کھڑی تھی جو غصہ بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ چہرے کے آثار چڑھاؤ سے عیاں تھا کہ اس نے ان دونوں کی باتوں کو سُن لیا تھا۔ ارچنا اور راکیش ایک برقی جھٹکے سے ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

"ایک نوجوان اور معصوم لڑکی کو بہکانا آپ کو زیب نہیں دیتا مسٹر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش ۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔"

"لیکن بلا وجہ کسی کے سچے پیار کو بری نظر سے دیکھنا بھی تو گناہ ہے۔ بہت بڑا گناہ۔"

"پیار فریب کا دوسرا نام ہے۔ دھوکا ہے۔ اس کی آڑ لے کر اپنی نوجوان حسرتوں کو واسنا کی بھینٹ مت چڑھاؤ۔ یہ ایک بھوک ہے جو گھنٹوں دہکتی ہے اور مٹ جانے پہ اپنی ہی آگ میں دوسروں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔"

"تو وہ پیار نہیں۔ واسنا کی آگ میں جلتے ہوئے دو انگاروں کا میل ہے جو ختم ہوتے ہی مٹ جاتا ہے۔ میں تو پیار کی اس کسوٹی کا ذکر کر رہا ہوں۔ جس کے چھو لینے سے مرجھائے ہوئے دلوں میں بہار آجاتی ہے جس کی جیوتی سے زندگی کے اندھیروں میں اجالا ہوتا ہے۔"

کملا نے خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھا جو جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک نے جنم لیا تھا۔ وہ ایک نظر ارچنا کی سہمی ہوئی صورت پر ڈال کر بولی۔

"جانتے ہو۔ اس پیار کا کیا نتیجہ ہوگا؟"

"دو دلوں کا ملاپ۔ یعنی شادی۔"

"شادی بیاہ کیا گڑیا گڈے کا کھیل ہے؟ یہ تمام زندگی کا سودا ہوتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"اور تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اس ملاپ کے پیچھے کئی لوگوں کی حسرتیں بندھی ہوتی ہیں۔ زندگی کے یہ فیصلے جلد بازی میں نہیں کئے جاتے۔"

"لیکن پیار کا فیصلہ عقل سے نہیں جذبات سے کیا جاتا ہے۔ یہ تو ایک کشش ہے۔ ایک لگاؤ ہے، جس کا احساس ہی نئی زندگی کی بنیاد ہے۔"

"ارچنا ایک اناتھ ہے۔ اُس کا اِس دنیا میں کوئی نہیں۔"

"میرا گھرانہ ایک ہرا بھرا چمن ہے۔ وہاں وہ اپنے آپ کو کبھی تنہا محسوس نہیں کرے گی۔"

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ تمہاری پسند تمہارے خاندان کی بھی پسند ہو۔"

"مجھے یقین ہے میری خوشی میں ہی اُن کی خوشی ہے۔"

"اور اگر اُنھوں نے انکار کر دیا تو..... ؟"

"آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں۔ میں اپنے گھر والوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ شاید آپ نہیں جانتیں کہ میرے باپو جی دل کے مریض ہیں۔ وہ کب سے اس انتظار میں ہیں کہ اپنی بہو کا مُنھ دیکھیں۔"

کملا اس کا جواب سُن کر اپنے ارادے بدل بیٹھی۔ اُس نے آج سے پہلے کبھی کسی نوجوان کو اتنا ذہین اور سلیقہ مند نہ پایا تھا۔ اُسے ایک لمحہ کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی ارچنا کے لئے اس سے بہتر لڑکا ملنا ناممکن ہے۔ وہ اُسے خاموشی سے ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ کھلنے کے لئے تڑپ رہی تھی اور کملا بُت بنی اُس کی نگاہوں کا امتحان لے رہی تھی۔

"پوچھیے، پوچھیے ... اور کیا جاننا چاہتی ہیں آپ میرے بارے میں؟"

وہ چند لمحے کی مسلسل خاموشی توڑتے ہوئے بولا۔

"مجھے منظور ہے ..." کملا بنا کچھ سوچے سمجھے کہہ اُٹھی۔ اور وہ ایک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

انار کی طرح پھوٹ پڑا۔ ارچنا نے شرم سے گردن جھکا لی اور ناخن چبا کر اپنی بیکلی دُور کرنے لگی۔ اس سے پہلے کہ کملا کچھ اور کہتی۔ راکیش نے جھک کر اُس کے پیر چھو لئے۔ کملا فوراً اپنی جگہ سے کھسک گئی۔ جیسے اُسے راکیش کی یہ ادا پسند نہ آئی ہو۔ راکیش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"لیکن ایک شرط ہے۔"

"فرمایئے۔"

"تمہیں یہ شادی فوراً کرنی ہوگی۔ مجھے کورٹ شپ پسند نہیں۔"

"لیکن آپ اتنا موقع تو دیں گی نا کہ میں اپنے گھر والوں کو راضی کر لوں؟"

"ضرور، ضرور۔"

راکیش یہ سنتے ہی مسرت سے جھوم اٹھا۔ اُس نے پلٹ کر ارچنا کو دیکھا جو اب وہاں سے کھسک کر دُور کونے میں جا کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جلدی جلدی الماری میں بستر کی چادریں جمانے لگی تاکہ اُس کے بدن کی لرزش کا احساس کملا کو نہ ہو جائے۔ راکیش نے الوداعی مسکراہٹ سے ایک نظر کملا کو دیکھا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔ کملا کھڑی اُسے دیکھتی رہ گئی۔

جونہی وہ آنکھوں سے اوجھل ہوا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُس کونے تک چلی آئی جہاں ارچنا کھڑی تھی۔ ارچنا کام کرتے کرتے ساکت ہو گئی۔ اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ آنٹی سے نظر ملا سکے۔ کملا نے جونہی اُس کے کندھے پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اُس کی لڑکھڑاتی زبان نے کہا۔

"آنٹی!"

کملا نے اُسے کندھے کا سہارا دیا اور بولی۔

"میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی ارچنا؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"لیکن اتنی جلدی..... !"

"اس لئے کہ لڑکی کی زندگی صرف پیار سے نہیں، اُس کے سنسار سے وابستہ ہوتی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تو جھوٹے وعدوں اور سنہرے سپنوں میں جکڑ کر رہ جائے۔"

ارچنا خاموش رہی اور کملا اپنا فرض نبھا کر اسٹور روم سے باہر چلی گئی۔
ارچنا کافی دیر تک گم سُم اپنی زندگی کی اس اہم تبدیلی پر غور کرتی رہی۔

دو دن اور گزر گئے۔ راکیش نے بڑی کوشش کی لیکن ارچنا کا دیدار نہ ہو سکا۔ کملا کی ہتکوری کے بعد اس میں یہ ہمت بھی نہ رہی تھی کہ وہ بے دھڑک ہو کر ارچنا سے ملنے چلا جائے۔ اُس کی بیتابی اب ایک تڑپ بن چکی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگلے روز اُسے دلی لوٹ جانا ہے۔

اُسی شام خرید و فروخت کے سلسلے میں جب وہ سرینگر کی ایک مشہور دوکان 'کشمیر ایمپوریم' میں داخل ہوا تو اس کی حیرت کی حد نہ رہی جس دوشیزہ کے دیدار کے لئے وہ دو دن سے تڑپ رہا تھا، وہ وہاں موجود تھی اور ایک کاؤنٹر پر کھڑی ریشمی مفلر کا معائنہ کر رہی تھی۔ راکیش نے ارچنا کو دیکھا اور اُسے پکارنے کے لئے بڑھا لیکن پھر کچھ سوچ کر چپ رہ گیا۔ وہ دبے پاؤں اُس کاؤنٹر تک چلا آیا اور خاموشی سے اُس مُسرتی آواز کو سننے لگا جس سے وہ سیلز مین سے مخاطب تھی۔

مردانہ مفلر دیکھ کر پہلے تو وہ مُسکرایا۔ پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ شاید ارچنا یہ مفلر اپنے لئے خرید رہی ہے۔ وہ جانتا تھا آجکل لڑکوں اور لڑکیوں کے فیشن میں زیادہ امتیاز نہیں رہ گیا تھا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گہرے سنگتری رنگ کے مفلر کو چُن کر جُونہی اُس نے اُس کے دام پوچھے اُس کے ہاتھ وہیں کے وہیں رُک گئے۔ اُس کی نگاہوں نے اُس شخص کو دیکھ لیا تھا جو نہ جانے کب سے کھڑا اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس کے چہرے کی چمک یک لخت مدھم پڑ گئی اور وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔

راکیش اس کے بالکل قریب چلا آیا۔ اُس نے ارچنا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اپنی انگلیوں سے اِس ملائم مفلر کو ٹٹولا۔

"کتنا خوبصورت ڈیزائن ہے۔ داد دیتا ہوں تمہاری پسند کی۔"

"سچ۔ تمہیں پسند ہے؟"

"جی۔ کس خوش قسمت کے گلے کا ہار بنے گا یہ؟"

"ہے کوئی۔ میں تو... Puzzle ہو گئی تھی اتنی Varieties دیکھ کر۔ اچھا ہوا کہ تم نے میرے چناؤ کی تصدیق کر دی۔"

"لگتا ہے کسی قریبی دوست کے لئے چنا ہے یہ۔"

"جی۔ ایک نئی جان پہچان ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"ایک مسافر۔"

تبھی سیلز مین نے وہ پیکٹ باندھ کر ارچنا کو پیش کیا۔ راکیش اُس سے الگ ہو کر دوسری چیزوں کا معائنہ کرنے لگا۔ ارچنا جب دوبارہ قریب آئی تو وہ ایک خوبصورت ساڑی کو چھانٹ رہا تھا۔ اُس نے کئی ساڑھیوں میں سے ایک نہایت دلکش ڈیزائن ساڑی کو چنا اور ارچنا کو دیکھتے ہی بولا۔

"کیسی ہے یہ ساڑی؟"

"بہت خوبصورت۔ آپ کی پسند کا جواب نہیں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے فوراً وہ ساڑھی اٹھا کر سیلزمین کی جانب بڑھائی اور پیک کرنے کو کہا۔

"کس کے لئے لی ہے؟"

"ہے کوئی، نئی پہچان"

"کون؟"

"ایک لڑکی"

وہ یہ سن کر جھینپ گئی۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنا پیکیٹ تھام کر جانے کی تیاری کرنے لگی۔

"کہاں کا ارادہ ہے؟"

"ہوٹل واپس جانے کا"

"اجازت ہو تو میں بھی ساتھ چلوں"

"تمہارا اور میرا کیا ساتھ۔ آپ موٹر کار والے اور میں پیدل سوار"

"میں اپنی کار نہیں لایا آج"

"کیوں؟"

"کہیں اس کی تیز رفتار میں کسی پیدل سوار کو آنکھوں سے اوجھل نہ کر بیٹھوں"

تبھی سیلزمین نے ساڑھی کا پیکیٹ لاکر تھما دیا اور ساتھ ہی دونوں کے سامنے بل رکھ دیئے گئے۔ ساڑھی کا بل تین سو روپے کا تھا اور مفلر کا پچاس روپے۔ دونوں کا بل راکیش نے دے دیا۔ ارچنا نے اپنے بٹوے میں سے دس دس کے پانچ نوٹ نکال کر رکھ دیئے۔ جب اس نے انکار کیا تو وہ بولی۔

"نہیں راکیش اس کے دام میں ہی دوں گی"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے پھر انکار کیا۔ لیکن ارچنا ضد پکڑ گئی اور روپے کاؤنٹر
ہی پر چھوڑ کر دوکان سے باہر چلی آئی۔ راکیش نے وہ پچاس روپے کاؤنٹر سے
اُٹھائے اور تیزی سے ارچنا کے پیچھے باہر آگیا
راکیش جب ایمپوریم سے باہر نکلا تو ارچنا سڑک کے کنارے کھڑی
کسی سواری کا انتظار کر رہی تھی راکیش بھی قریب آکر رُک گیا اور اس کے کان
میں آہستہ سے بولا۔
"اب کہو کیا ارادہ ہے؟"
"ریک نہیں....."
"کیوں؟"
"جی چاہتا ہے ہوٹل نہ جاؤں"
"تو پھر کہاں جانے کو جی چاہتا ہے؟"
"اُس مسافر کے یہاں جس کے لیے یہ تحفہ لائی ہوں"
"اس قدر بے قراری ہے اس سے ملنے کی؟"
"کیوں نہ ہو....."
"کہاں رہتا ہے وہ؟"
"رڈل لیک میں جو شکاروں کا جھنڈ نظر آتا ہے نا۔ بس اسی کے پیچھے"
"اوہ کتنی انوکھی بات ہے!"
"کیا؟"
"جس لڑکی کے لیے میں یہ ساڑی لایا ہوں وہ بھی اُسی طرف رہتی ہے"
"تب تو بات آسان ہو گئی"
"کیسے؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"سوچتی تھی، اس سنسان راہ سے اکیلی کیسے جاؤں گی۔ اب تو آپ کا ساتھ مل گیا۔"

"چلئے۔ کیسے چلنا ہوگا؟"

"جہلم کے راستے۔ شکارے سے۔"

دونوں نے ایک دوسرے سے نگاہ ملائی۔ اور قریب ہی جہلم ندی کی نہر کی طرف ہو لئے۔ چار چھ قدم چلنے کے بعد راکیش اچانک رک گیا ارچنا بھی رک گئی۔ راکیش بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ارچنا کہ تمہارا وہ مسافر مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر حسد کی آگ میں جل بھن جائے!"

"نہیں وہ تو دریا دل انسان ہے۔ آپ کی اس لڑکی کی طرح نہیں جو اپنے راکیش کے ساتھ کسی اور کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔"

"لیکن تم نے اسے کب دیکھا؟"

"جی۔ میں نے۔ نہیں تو۔ یوں ہی میرا اندازہ تھا۔" ارچنا نے ہڑبڑاہٹ میں کہا اور شکارے کی طرف بڑھ گئی۔ راکیش اس کی اس ادا پر مسکرا دیا۔ اور اس کے پیچھے ہو لیا۔

دونوں چپ چاپ شکارے میں بیٹھے جہلم ندی کی نہر کو پار کرنے لگے۔ اس خاموش ماحول اور ان کے دلوں کی بے چین دھڑکنوں پر اگر کوئی غالب تھا تو وہ گیت جو شکارے کا ملاح اپنی کشمیری زبان میں گا رہا تھا۔ اس سریلے نغمے نے ماحول میں ایک جھنکار سی پیدا کر دی تھی۔

شکارا بڑھتا چلا گیا۔ پانی کی خاموش سطح کو چیر کر جب وہ آگے بڑھ رہا تو ارچنا کے دل میں ایک کسک سی ہونے لگی۔ جیسے کوئی اس کے دل کی گہرائیوں میں

اُترتا چلا جا رہا ہو۔

نہر سے نکل کر شکارا ڈل جھیل میں آ گیا۔ ہاؤس بوٹ کے گروہ سے نکل کر اب وہ اُس طرف بڑھ رہا تھا جہاں آبادی کم تھی۔ ہر قدم پر سناٹا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جھیل میں چھوٹی چھوٹی نالیاں سی بنی ہوئی تھیں جن کے دونوں جانب پیڑوں کے جھنڈ اور لمبی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ شکارا اُن کی بیچوں بیچ چلا جا رہا تھا اور ان کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دنیا والوں کی نگاہوں سے چھُپ کر کسی ایسے گوشے میں آ گئے تھے جہاں انھیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اچانک شکارا رُک گیا۔ دونوں جو بڑی دیر سے چپ چاپ اس فضا کی مہک سے رہے تھے، چونک اٹھے۔ راکیش نے کشتی روکنے کے سلسلے میں بے ساختہ ملاح سے سوال کر دیا۔ ملاح نے دونوں کو خاموش رہنے کا اشارا کیا اور پھر انہیں اس طرف متوجّہ کیا جہاں ہنسوں کا ایک جوڑا جھیل کے پانی پر جمی کائی کی سطح پر بیٹھا سو رہا تھا۔ دونوں کی گردنیں ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔ جیسے وہ دو جسم ایک جان ہوں۔ دنیا کے شور و غل سے دور اس پُر سکون اور فرحت بخش چھاؤں میں وہ ایک دوسرے میں سما گئے تھے۔

اچانک گھاس کے جھنڈ میں کسی جانور کے بھاگنے سے شور ہوا۔ ہنسوں کا جوڑا پھڑک اٹھا اور تیزی سے پانی میں ڈبکی لگا کر اس نالی کا کنارا چھوڑ کر دوسری طرف نکل گیا۔ ملاح کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اُس نے پھر سے چپّو پانی میں لہرا دیا۔ شکارا ذرا آگے بڑھا تو اس بار ارچنا نے ملاح سے پوچھا۔

"تم یہاں کیوں رُک گئے تھے؟"

"اُس جوڑے کے لئے۔ کہتے ہیں اگر پیار کرنے والوں کو جدا کر دیا جائے تو خدا کا قہر ٹوٹ پڑتا ہے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اد۔ تم بھی پیار محبت کی باتوں کو مانتے ہو؟" ابکے راکیش نے کہا۔
"زندگی میں یہ نہ ہو صاحب تو جینا حرام ہو جائے۔ یہ دلکش منظر۔۔
یہ برفیلی چوٹیاں، یہ جھیل کا خاموش پانی اور یہ فضا میں بسی ہوئی مہک۔۔۔۔
یہ جنت تو خدا نے صرف پیار کرنے والوں کے لئے بنائی ہے"

"اور اگر کسی کو پیار میسر نہ ہو تو؟" ارچنا نے کہا۔
"تو وہ چند روز کے لئے وادئ کشمیر میں رہ لے، خود بخود پیار کرنا سیکھ جائے گا" ملاح نے نہایت آسانی سے جواب دے دیا اور شکارے کو آہستہ آہستہ بڑھاتا چلا گیا۔ اُس نے پھر وہی پیار کا نغمہ اپنی زبان میں گانا شروع کر دیا۔
ارچنا اور راکیش پھر سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اُن کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرا گئی۔ جھیل کی نیلاہٹ اپنا عکس ارچنا کے چہرے پر ڈال رہی تھی۔ سرد ہوا سے اُن کے ہونٹوں کی نمی خشک ہو رہی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے عجیب سی کشش محسوس کر رہے تھے
پھر راکیش اپنی جگہ چھوڑ کر ارچنا کے قریب آ بیٹھا اور سرگوشیانہ انداز میں بولا۔
"کیا سوچ رہی ہو؟"
"اس جنت کے بارے میں جو خدا نے صرف پیار کرنے والوں کے لئے بنائی ہے"
"تمہیں اس بات کا رنج ہے کیا؟"
"رنج نہیں شکوہ ہے۔ جنت بنانے والے سے"
"وہ کیوں؟"
"کاش وہ یہ جنت صرف ہم دونوں کے لئے ہی بناتا۔ یہ کائنات

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

صرف ہماری ہوتی ۔ یہ دلکش اور دلفریب منظر ہماری جاگیر ہوتے ۔"

"تب تو دنیا کے کتنے ہی پیار کرنے والوں کی نظر ہمارے پیار کو لگ جاتی ۔ نہیں ارچنا ، ہم اُن کے یہ حقوق کبھی نہیں چھین سکتے ۔"

"تو رُک جاؤ ۔ آج کا سارا دن ہم پیڑوں کے سائے تلے گزار دیں ۔ اس فضا کی مہک میں کھو جائیں ۔ ڈوب جائیں ۔"

"لیکن اُس مسافر کا کیا ہو گا ؟ "

"کس مسافر کا ! "

"جس کے لئے یہ خوبصورت منظر خریدا گیا ہے ۔"

"وہ بے وفا نکلا ۔"

"کیسے ؟ "

"وہ اس خوبصورت لڑکی کو لے کر بھاگ گیا جس کے لئے تم نے یہ قیمتی ساڑھی خریدی ہے ۔"

راکیش اُس کی یہ بات سُن کر ایک لمحہ کے لئے سکتے میں آگیا اور پھر بے ساختہ ہنسنے لگا ۔ ارچنا کی بھی ہنسی چھوٹ گئی ۔ دونوں دیوانگی کے سے عالم میں ہنستے رہے ۔ ہنستے چلے گئے ۔ ملّاح انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

(۸)

راکیش نے جوں ہی اپنا سوٹ کیس گھر کے بیرونی حصے میں لاکر رکھا اس کی نگاہ نے اچھی طرح اس مکان کا جائزہ لے لیا جہاں وہ لگ بھگ ایک مہینے کے بعد آیا تھا۔ سامنے کوئی بھی نہ تھا جو اس کا خیر مقدم کرتا وہ چپ چاپ آگے بڑھ گیا۔ اور بابو جی کے کمرے کی طرف ہو لیا۔ وہ اپنے بیمار پتا کے کمرے میں داخل ہوا۔ رگھوناتھ جی کی نگاہیں جونہی بیٹے پر پڑیں ان کی غمزدہ آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اُن کے ہاتھوں سے اخبار کھسک کر فرش پر جا گرا۔ راکیش نے دوڑ کر اپنے پتا کے پاؤں چھوئے اور انہوں نے اسے گلے سے لگا لیا۔ اور کہا کالج میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے پر اسے مبارکباد دی۔

"تم تو جا کر ہمیں بھول گئے بیٹا!"

"نہیں بابو جی۔ بلکہ دن رات یہی سوچتا تھا کہ آپ کو کیوں نہ ہمراہ لے آیا۔ کہئے کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟"

"وہ تو دھوپ چھاؤں کی طرح بدلتی رہتی ہے بیٹا۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ بڑھاپا بجائے خود ایک بیماری ہے!"

اسی وقت آشا تیزی سے اپنے سسر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ راکیش نے اپنی بھابی کے پاؤں چھوئے اور آشا نے جھک کر اسے پیار سے گلے لگا لیا۔ اُمیش بھی اپنے بھائی کا خیر مقدم کرنے کے لئے آپہنچا۔ دونوں بھائی آپس میں بغل گیر ہو گئے۔ راکیش نے دیکھا بھیا دفتر جانے کو تیار ہیں۔ اُمیش کا بیٹا راجو اپنے چاچا کی ٹانگوں سے آکر لپٹ گیا۔ راکیش نے اسے گود میں اٹھایا اور پیار سے چومنے لگا۔ جب اُس نے چاچا سے سوال کیا کہ وہ اس کے لئے کیا لایا ہے تو راکیش فوراً بولا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ایک بندر۔"

"اس کی کیا ضرورت تھی انکل۔ وہ تو اپنے گھر میں پہلے سے ہے۔"

"کہاں؟"

راجو نے راکیش کی طرف اشارا کیا تو وہ جھٹ سے اٹھا اور اس نے راجو کو فوراً نیچے اتار دیا۔ اُما نے اس کی بدتمیزی پر اسے ڈانٹا لیکن وہ راکیش کو کشمیری بندر کہتے ہوئے بھاگ گیا۔

"دن بدن بڑا بدتمیز ہوتا جا رہا ہے۔" امیش نے غصہ سے کہا۔

"تو کیا ہوا بھیا۔ یہ شرارتیں بچپن میں نہیں تو ہماری تمہاری عمر میں کرے گا۔"

اُما بھیا کی ہنسی ہنس رہی تھی۔ راکیش نے نوکر سے سامان لانے کو کہا اور خود اپنے کمرے کی طرف ہو لیا۔ امیش اور اُما خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

راکیش جب اپنے کمرے میں چلا گیا تو رگھوناتھ جی نے ایک ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا راکیش آ گیا۔ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ تم دونوں بھائی مل کر بیوپار کی کمی کو پورا کر لو گے۔"

"لیکن سیٹھ منگل چند کا قرضہ کم ہونے کی پھر بھی کوئی صورت نہیں۔"

رگھوناتھ جی نے جیسے ہی منگل چند کا نام سنا ان کی خوشی کی پھلجھڑیاں ایکدم بجھ گئیں۔ انہوں نے مایوسانہ نظروں سے بیٹے کی طرف دیکھا۔

"ہاں بابو جی۔ کل پھر اُن کا ڈیمانڈ نوٹ آیا ہے۔" امیش نے جیب سے منگل چند کا بھیجا ہوا نوٹس نکال کر اُن کے سامنے رکھ دیا۔ پورے بارہ لاکھ کا مطالبہ تھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا ہر مہینے قسط ادا کرنے کے بعد بھی یہ اتنی رقم کیوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کھڑی رہتی ہے۔"

"سود اصل کو اُبھرنے بھی تو دے۔ پچھلے مہینے بھی قسط نہیں جا سکی ہے۔"

"تم نے کیا سوچا ہے اس بارے میں؟"

"اب تو اُجالے کی ایک ہی کرن باقی ہے۔"

"کیا؟"

"راکیش۔"

"لیکن وہ مانے گا کیا؟"

"کیوں نہیں۔ لڑکی اچھے خاندان کی ہے۔ امیر زادی ہے۔ پڑھی لکھی اور خوبصورت ہے۔ کوئی بات بھی تو ایسی نہیں جس سے وہ انکار کر سکے۔"

رگھوناتھ جی بیٹے کی بات پر سر ہلا کر رہ گئے۔ مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے اُن کا دل اور ضمیر اس بات کی گواہی نہیں دے رہا تھا۔

اُمیش جب وہاں سے دفتر کے لئے روانہ ہو گیا تو رگھوناتھ جی نے اُما کو مخاطب کیا۔

"بہو!"

"ہاں بابو جی۔"

"کسی نہ کسی طرح راکیش کو مناؤ اور اُسے ریتا سے شادی کرنے پر آمادہ کر لو۔ اسی میں ہمارا بھلا ہے ورنہ سیٹھ منگل چند۔۔۔۔"

"آپ فکر نہ کریں بابو جی۔ آج میں اس کا دل ٹٹولوں گی۔" اُما نے کہا اور راکیش کے کمرے کی طرف چل دی۔

راکیش اپنے کمرے میں راجو کو کھلونے دے رہا تھا، جو وہ اس کے لئے سرینگر سے لایا تھا۔ وہ اس وقت راجو کو ہاؤس بوٹ کے کھلونے کے بارے میں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سمجھا رہا تھا۔ راجو نے جھٹ سے راکیش کا گال چوم لیا۔ تبھی اُما اس کے کمرے میں داخل ہوئی اُس کی آہٹ سے دونوں چونک پڑے۔ راجو نے ماں کی طرف دیکھ کر نگاہیں پھیر لیں۔

"ارے ابھی تو چاچا کو بندر کہہ رہا تھا اب اُسی کو پھسلا رہا ہے پیار سے"

"ہاں ماں، تمہیں بھی تو جب ڈیڈی سے کوئی کام لینا ہوتا ہے تو پیار سے بولنے لگتی ہو۔"

"چل ہٹ شریر کہیں کا۔" اُما نے جیسے ہی اُسے پکڑنا چاہا وہ کمرے سے باہر بھاگ گیا۔ اُما اپنے بیٹے کو باہر جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ اس کے بعد جب اُس نے اپنے دیور سے نظر ملائی تو شرما کر پلکیں جھکا لیں۔ راکیش راجو کی بات پر کھلکھلا رہا تھا۔

راکیش نے اپنے سوٹ کیس سے ایک ساڑھی نکالی اور بھابی کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ یہ ساڑھی اُما کے لئے لایا تھا۔ اُما نے بڑے پیار سے وہ ساڑھی اپنے ہاتھ میں لے لی اور بولی۔

"بڑی خوبصورت ہے۔ میں اِسے تمہاری شادی کے لئے سنبھال کر رکھوں گی۔"

"اس وقت تو میں اپنی بھابی کو اتنی خوبصورت ساڑھی لاکر دوں گا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں۔"

"تو پھر تمہیں بہت جلد شادی کر لینی چاہیئے۔" اُما نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خیال بُرا نہیں بھابی۔"

"تو دیر کیا ہے۔ تم ہاں کہو، ابھی سے تیاری شروع کر دیتی ہوں۔"

"کوئی لڑکی دیکھ رکھی ہے کیا؟"

"تم ایک بار ہاں کر دو میں سینکڑوں لڑکیاں تمہارے سامنے لاکر کھڑی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کر دوں گی۔"

"سینکڑوں کا میں کیا کروں گا بھابی۔ میرے لئے تو ایک ہی کافی ہوگی۔"

"میری نظر میں ایک ایسی لڑکی بھی ہے۔ بڑی خوبصورت اور اچھے گھرانے کی۔"

"سچ!..... کون ہے وہ؟"

"ریتا.... سیٹھ منگل چند کی بیٹی..... مجھے تو وہ بہت پسند ہے۔ آپ سے تمہاری جوڑی بہت اچھی رہے گی۔" آما نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھابی۔ میرے لئے شاید اچھی رہے، لیکن اس گھرانے کے لئے اچھی نہیں رہے گی۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ہمارے ہی کالج میں پڑھتی تھی۔ بڑی مغرور لڑکی ہے۔ امیر گھرانے کی لاڈلی بیٹی۔ وہ ہمارے خاندان میں کہاں سما سکے گی۔"

"وہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو۔ لڑکیاں جب سسرال میں قدم رکھتی ہیں تو اپنی اتنی شیعدری پرانی عادتیں چھوڑ دیتی ہیں۔"

"نہیں بھابی۔ ریتا ویسی لڑکی نہیں۔"

"تم نہیں جانتے کہ ریتا میں کیا کیا گن ہیں اور پھر انھوں نے یہ رشتہ خود مانگا ہے۔ ہمیں جھولی پھیلانے کی ضرورت نہیں۔"

"او۔ تو بات پکی بھی ہوگئی ہے؟"

"نہیں۔ صرف تمہاری ہاں کا انتظار ہے۔ تمہاری رضامندی کے بغیر ہم کیسے ہاں کر سکتے تھے۔"

"تو کہہ دیجئے اُن سے، مجھے یہ رشتہ منظور نہیں۔"

"لیکن کیوں؟" آما جھنجھلا کر بولی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے نگاہ اُٹھا کر بھابی کی آنکھوں میں جھانکا۔ اُن میں ایک عجیب سا خوف چھپا ہوا تھا۔ اُس کی پیشانی پر ایکا ایک پسینے کے چند قطرے اُبھر آئے تھے۔ راکیش تعجب آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اُملا نے اس کی مشکوک نظروں کو پڑھ لیا اور ہونٹوں پر زبردستی تبسم لاتے ہوئے بولی۔

"ہاں راکیش ہمیں اُن کو کوئی تسلی بخش جواب دینا ہے۔"

"بھابی!"

"ہاں"

"تمہیں میرے بیاہ کی خوشی ہے، یا ریتا کے بیاہ کی چنتا؟"

"تیرے بیاہ کی!"

"تو آرام سے سو جاؤ۔ میں نے اُس لڑکی کا چناؤ کر لیا ہے، جو تمہاری دیورانی بنے گی۔"

"راکیش!" آما کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"ہاں بھابی۔ اُس کا نام ارچنا ہے۔ دیکھنے میں سُندر.... بول چال میں سلیقہ...... اور عادتیں تمہاری جیسی...... مجھے یقین ہے، میری پسند ہی آپ کو گھر لانے کا صحیح نگینہ ہے۔"

راکیش نے ایک ہی سانس میں بھابی پر سب کچھ عیاں کر دیا۔ اور تولیہ اُٹھا کر غسل خانے کی طرف ہو لیا۔ اُس نے بھابی کو بحث کا موقع نہ دیا۔ وہ بُت بنی وہیں کھڑی رہی۔ جانے کیا کیا سوچ کر وہ اپنے دیور کو منانے آئی تھی، لیکن اس کے ایک ہی جواب نے اس کی ساری اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا تھا۔ وہ اُس ساڑی کے ڈیزائن کو دیکھنے لگی جو اس کا دیور اس کے لئے کشمیر سے لایا تھا۔ ابھی تک اس کے کانوں میں راکیش کے یہ الفاظ گونج رہے تھے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اس کا نام ارچنا ہے.... دیکھنے میں سُندر... بول چال میں سلیقہ.... اور عادتیں تمہارے جیسی"

(۹)

سیٹھ منگل چند کو جب یہ خبر ملی کہ راکیش کشمیر سے لوٹ آیا ہے، اُن کے دل میں گدگداہٹ ہونے لگی۔ انھوں نے اُمیش سے اپنی دلی مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو بات تمہارے ہاتھ میں ہے!"

"میرے نہیں۔ میری بیوی کے ہاتھ میں۔ گھر میں ایک وہی تو ہے جس کا کہنا وہ کبھی نہیں ٹالتا"

"تمہیں یقین ہے اُمیش کہ وہ انکار نہیں کرے گا"

"انکار کرے گا بھی تو وہ اقرار میں بدل دیا جائے گا"

"شاباش مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ اِس طرح تمہارا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا اور مجھے ایک نیک اور سندر داماد بھی مل جائے گا"

"لیکن ایک خیال رہے۔ راکیش کو کبھی یہ پتہ نہ چلے کہ یہ پیسہ...."

"ارے اب تم سو جاؤ نا۔ تمہارے اس احسان نے تو سب گلے شکوے دُور کر دیئے"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور یہ کہتے ہوئے منگل چند الماری کی طرف بڑھے۔ اُسے کھول کر وہ شراب کی بوتل نکالنا چاہتے تھے کہ امیش نے روک دیا اور بولا۔

"نہیں سیٹھ جی۔ اس وقت نہیں۔ آپ تو جانتے ہیں میں دن کو نہیں پیتا۔"

"اوہ۔ It is alright خیر کبھی دھوم سے محفل جمے گی۔"

سیٹھ جی پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے اور بلا وجہ چند فائلوں کی جانچ کرنے لگے۔ اُمیش غور سے اُن کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر بڑی دیر سے ایک بات پھڑ پھڑا رہی تھی موقع اور ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے وہ بولا۔

"سیٹھ جی!"

"ہاں۔ہاں کہو۔ کیا بات ہے؟" سیٹھ جی نے اس کی زبان کی لڑکھڑاہٹ کو بھانپتے ہوئے پوچھا۔

"دس ہزار روپے کی ضرورت تھی!"

"نہیں اُمیش، یہ ممکن نہ ہو سکے گا۔ تم تو جانتے ہی ہو میں پہلے ہی اس مُروّت میں کافی لُٹ چکا ہوں۔"

"مروّت کے بنا اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے سیٹھ جی کسی کی ضرورت پوری کرنے سے زیادہ پُن کس بات میں ہے۔ اب آپ ہی دیکھیئے نا میں اپنا بھائی آپ کی اس لڑکی کے لئے دے رہا ہوں جسے....."

"اُمیش.....!"

سیٹھ جی نے کڑک کر اس کی بات کاٹ دی۔ وہ اپنی بیٹی کے بارے میں اس کی زبان سے وہ بات نہیں سننا چاہتے تھے، جو انھیں ہمیشہ پریشان کئے رہتی تھی۔ وہ ریتا کی زندگی کے اس راز کو تو بعض اوقات اپنے آپ سے بھی چھپانا چاہتے تھے۔ اُمیش خاموش ہو گیا تھا، لیکن اس کی اتنی سی بات نے ہی ان کی مسرّت کو

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

خاک میں ملا دیا تھا۔ وہ چند لمحے تک ہکی بکی نظروں سے اُمیش کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر کچھ سوچ کر میز کی دراز سے چیک بک نکالی اور خاموشی سے چیک بھرنے لگے۔ انھوں نے چیک کاٹ کر اپنی کانپتی ہوئی انگلیوں سے اُمیش کی طرف بڑھا دیا اور وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحے پہلے وہ خوش ہو کر امیش کو شرابیش کرنے جا رہے تھے، لیکن اب اُس کے سائے سے بھی انہیں ڈر لگنے لگا تھا جونہی وہ بیرونی دروازہ کھول کر باہر گیا اُنھوں نے ایک لمبا سانس لیا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ دوسرے ہی لمحے اُن کا چپراسی اندر آگیا۔ منگل چند نے پیشانی پر آئے ہوئے پسینے کو رُومال سے پونچھتے ہوئے خشک آواز میں ڈرائیور کو گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔

جب منگل چند کی گاڑی اپنے بنگلے میں آکر رُکی، مغربی موسیقی کے ایک بے ہنگم شور نے اُن کے کانوں کے پردے پھاڑ دیئے۔ وہ تیزی سے ہال کمرے میں داخل ہوئے اور پھر ایکا ایک رُک گئے۔ اُن کا ہال جو انتہائی قیمتی سامان سے آراستہ تھا، عجیب وضع کے لڑکوں اور لڑکیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ سب ہپّیوں کی ہوبہو نمونہ تھے۔ ہال کے ایک گوشے میں ریڈیو گرام پر تیز موسیقی کا ریکارڈ بج رہا تھا جس کی دُھن پر وہ لڑکے اور لڑکیاں مجنونانہ انداز میں رقص کر رہے تھے۔ وہ زور زور سے اپنے کولہے جھٹک رہے تھے۔ کبھی اُن کا رقص 'راک اینڈ رول' کی اور کبھی "ٹوئسٹ" کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ وہ لوگ منگل چند کی آمد سے بے خبر تھے۔ کسی کو ان کی طرف دیکھنے کی فرصت نہ تھی

"بند کرو یہ بکواس۔ یہ گھر ہے۔ یا چڑیا گھر۔۔۔۔"

اُن کی گرج سُنتے ہی ناچنے والوں کے قدم لڑکھڑا گئے۔ کسی نے لپک کر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ریڈیوگرام بند کر دیا۔ شور وغل خاموشی میں بدل گیا۔ سیٹھ جی نے اپنی بیٹی ربتا کی طرف خشمگیں نگاہوں سے دیکھ کر کہا "یہ سب کیا ہو رہا ہے ربتا؟ شرم و حیا بھی کوئی چیز ہوتی ہے ..... اگر ایسی ہی بے حیائی دکھانی ہے تو جا کر ننگوں کی بستی قائم کر لو.... کسی پاگل خانے کو کرائے پر لے لو۔ اور دیواروں سے اپنا سر ٹکراتے پھرو...."

"ڈیڈی......!"

وہ جھنجھلا کر باپ کے سامنے آگئی۔ اور پھر پلٹ کر اپنے دوستوں کی طرف دیکھا جو چپ چاپ گردنیں جھکائے ہال سے باہر جا رہے تھے۔ اس نے آواز دے کر انہیں رکنے کو کہا، مگر کسی نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا اور وہ غصے میں پیچ و تاب کھاتی رہی۔ اپنے دوستوں کی اس بے عزتی پر اس کے جذبات مشتعل ہو گئے اور وہ آنکھوں سے شعلے برساتی، پاؤں پٹکتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ سیٹھ منگل چند بھی غصے میں بھرے بیٹی کو جاتے دیکھتے رہے۔ اور پھر اس کے پیچھے پیچھے اس کے کمرے میں پہنچ گئے۔ انہوں نے غصے سے بپھری ہوئی بیٹی کے نتھنوں سے دھواں سا نکلتے دیکھا۔ وہ اس کے قریب آگئے اور اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔ ان کے اس انداز سے بیٹی کا غصہ اور بھی عروج پر پہنچ گیا۔ وہ چلا کر بولی۔

"ڈیڈی۔ آپ نے بہت برا کیا جو اس طرح میرے دوستوں کی بے عزتی کی......... وہ کیا سوچتے ہوں گے......!"

"وہ کیا سوچتے ہوں گے۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ اب تم بچی نہیں ہو جو یہ نہ سمجھو کہ تم کیسی عادتیں اپنا رہی ہو۔ ان چھچھورے اور نکمے دوستوں کی صحبت تمہیں تباہ کر دے گی۔ یہ مت بھولو کہ تم کس باپ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کی بیٹی ہو اور سوسائٹی میں اس کا کیا مقام ہے ..... تمہیں بہر حال اپنا وقار نہیں کھونا چاہیئے .... میں تو دن رات تمہاری زندگی سنوارنے کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور تم ہو کہ دن بدن نت نئی عادتیں اپنا تی جا رہی ہو۔ راستے سے بھٹکتی چلی جا رہی ہو ......"

ریتا نے باپ کی طرف گھور کر دیکھا اور جھنجھلا کر ایک طرف ہٹ گئی .... منگل چند نے پھر غصّہ کو ضبط کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ریتا۔ تم میری اکلوتی بیٹی ہو۔ میری ساری جائیداد کی تنہا مالک ہو۔ تم اس دولت سے عارضی چمک دمک خریدنا چاہتی ہو بیٹی! تم جو راستہ اپنا رہی ہو وہ کانٹوں کی طرف جاتا ہے۔"

"تو میں کیا کروں ....؟"

"میں تمہارا درد خوب سمجھتا ہوں۔ اور اس کا علاج بھی ڈھونڈ لیا ہے میں نے۔" سیٹھ منگل چند ریتا کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگے۔ ریتا نے سوالیہ نظروں سے باپ کی طرف دیکھا اور وہ رُک رُک کر کہنے لگے۔

"میں نے تمہاری شادی کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

"لیکن ڈیڈی .. .."

"راکیش سری نگر سے واپس آ گیا ہے۔ دو ایک روز میں بات پکّی ہو جائے گی۔"

"تو کیا وہ راضی ہو جائے گا؟"

"کیوں نہیں۔ وہ کون سی شئے ہے جو پیسے سے نہیں خریدی جا سکتی۔ اور پھر ان کا بال بال ہمارے پاس گروی پڑا ہے۔"

باپ کی بات سنتے ہی ریتا کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور دوسرے ہی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

لمحے اس کا غصہ ہوا ہو گیا۔ وہ دانتوں میں اُنگلی دبائے، کسی خیال میں کھو گئی۔ پھر اچانک باپ کی آواز پر وہ چونک پڑی اور اس کا سپنا ٹوٹ گیا۔ وہ کہہ رہے تھے۔

"لیکن ایک تپسیا کرنی ہو گی تمہیں۔ اُس منزل تک پہنچنے کیلئے۔"

"کیسی تپسیا ڈیڈی؟"

"آج سے تمہیں اپنے آپ کو تبدیل کرنا ہو گا۔ راکیش کو جیتنے کیلئے۔ وہ آج کل کے نوجوان چھوکروں سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری دولت کی کشش شاید اُسے نہ کھینچ سکے۔ وہ اگر تمہارے ساتھ شادی پر رضامند ہوا تو تمہارا کیرکٹر اور تمہاری خوبیاں دیکھ کر ہی ہو گا .... میں اب منصوبہ بناؤں گا کہ وہ اپنے خاندان کو چھوڑ نے پر مجبور ہو جائے۔ میں اسے تمہارے ساتھ امریکہ بھیج دوں گا اور میں خود بھی مستقل طور پر امریکہ میں آباد ہونے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ بھارت میں کاروبار کا مستقبل روشن نہیں۔ یہاں ترقی کے زیادہ مواقع نہیں ہیں۔"

"او ڈیڈی .... آپ بہت دور کی سوچتے ہیں"

"اور تم بہت قریب کی ....."

انہوں نے بیٹی کی پیشانی پر ہلکا سا بوسہ دیا اور وہ خوش ہو کر باپ سے لپٹ گئی۔ انہوں نے بیٹی کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں نے راکیش کے پتا اور اس کے بھائی کو پوری طرح اپنے شکنجے میں کس لیا ہے۔ اُنہیں میری بات ماننی ہی پڑے گی۔"

سیٹھ منگل چند چلے گئے، لیکن ریتا کو خیالات کے سمندر میں غوطے لگانے کے لئے چھوڑ گئے۔ وہ کسی خیال میں کھوئی اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کاٹنے لگی ۔ کالج کے دنوں سے اس کے دل میں راکیش کا تصور تھا ، لیکن وہ ہمیشہ اُسے اپنے راستے سے الگ کر دیتا تھا ۔ شاید اُسے اپنی قابلیت اور شکل وصورت پر ناز تھا ۔

آج جب وہ اسے اپنے شکنجے میں پھنسا ہوا دیکھ رہی تھی تو اس کا دل خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا ۔ ٹھیک اس کھلاڑی کی طرح جس کی ہار اچانک جیت میں بدل گئی ہو ۔

اُس رات جب راکیش اپنے کالج کے دوستوں اور واقف کاروں سے ملنے کے بعد گھر پہنچا تو رات کے گیارہ بج چکے تھے ۔ رگھوناتھ جی اپنے کمرے میں سو چکے تھے ۔ لیکن اُما بھابی ابھی تک جاگ رہی تھیں ۔

" یہ کیا بھابی ۔ تم ابھی تک نہیں سوئیں ؟ "

" تمہارے بھیا کی راہ دیکھ رہی ہوں ۔ آج دن کا کھانا بھی نہیں کھایا انہوں نے ۔ "

" لیکن اتنی رات گئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

" آج کل وہ اکثر دیر سے آتے ہیں ۔ اکیلی جان ہے نا اس لئے ۔ "

" لیکن اتنی دیر تک تو فیکٹری ۔ ۔ ۔ ۔ "

ابھی یہ الفاظ اس کی زبان پر تھے کہ موٹر کار کے آنے کی آواز آئی ۔ دونوں چونک گئے ۔ اُما اور راکیش وہیں کھڑے اُمیش کے اندر آنے کا انتظار کرنے لگے ۔

اُمیش جب ہال کمرے سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو اس کے قدموں میں لغزش تھی ۔ اس کا چہرہ کسی اندرونی مسرت سے سرخ ہو رہا تھا ۔ وہ بان چبا رہا تھا اور پان کی لالی ہونٹوں پہ آ چکی تھی ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بیوی اور چھوٹے بھائی کو زینے کے قریب چپ چاپ کھڑے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی چوروں کی طرح اُسے چھپ چھپ کر دیکھ رہا ہے۔ اس نے پلٹ کر دونوں کو اکھڑی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے حرکت کرتے ہوئے جبڑے رُک گئے اور وہ پھر سے پان چبانے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک بھدّی سی مسکراہٹ آگئی اور اُس نے پوچھا۔

"یہ دیور بھابی چوروں کی طرح کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"بھیّا کی بدلی ہوئی چال کو......"

راکیش کے جواب کو سُن کر وہ چونکنا ہوگیا اور پھر کنکھیوں سے راکیش کی طرف دیکھنے لگا۔ راکیش نے بھیّا کے تیور دیکھ کر قدرے نرمی سے کہا۔ "یعنی بھیّا کا یوں دیر سے گھر آنا، منہ میں پان، چہرے پر شکن کی جگہ رونق کے آثار۔ ایسا لگتا ہے جیسے کارخانے سے نہیں کسی پارٹی سے چلے آرہے ہوں۔"

"تم نے ٹھیک سوچا راکیش۔ آج میں پارٹی میں چلا گیا تھا۔ سیٹھ منگل چند نے کسی سرکاری افسر کو دعوت پر بلایا تھا۔"

"اوہ۔ تب تو آپ کھانا بھی کھا آئے ہوں گے۔"

"ہاں۔ وہ تو کھانا ہی پڑا۔"

"کم از کم ٹیلی فون ہی کر دیا ہوتا۔ بھابی بے چاری تو ابھی تک بنا کھائے بیٹھی ہیں۔"

"یہی تو ورت دھرم جو نبھا رہی ہے۔ کتنی بار کہا ہے کہ جب بھوک لگے کھا لیا کرو۔ مگر اپنی ضد ہی نہیں چھوڑتی......"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اچھا اچھا۔ اب بنیئے نہیں چلیئے کہیں آپ دونوں کی بحث سن کر باؤجی نہ جاگ جائیں۔ ابھی ابھی ان کی آنکھ لگی ہے۔"

اُما نے مداخلت کرتے ہوئے کہا اور شوہر کی جانب بڑھی۔ اُمیش نے اُما کے کندھے کا سہارا لیا اور Good night کہتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ جب وہ راکیش کے قریب سے گزرا تو ایک ایسی بُو چھوڑ گیا جس نے راکیش کے دل و دماغ میں ہلچل سی پیدا کر دی۔ وہ بت بنا اُسے دیکھتا رہ گیا۔ اُمیش کے منہ سے شراب کی بُو آ رہی تھی۔ جسے اُس نے پان کی خوشبو میں چھپانا چاہا تھا۔ راکیش کو ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا بھائی کبھی شراب کو چھو سکتا ہے، لیکن یہ بُو، چہرے کی بدلی ہوئی رنگت، آنکھوں میں سرخ ڈورے، کسی سرکاری افسر کی دعوت یہ سب باتیں اس کے ذہن میں کچھ کے لگا رہی تھیں۔ اس نے بھیا اور بھابی کو اپنی خواب گاہ کا دروازہ بند کرتے ہوئے دیکھا، لیکن وہ ایک الجھن ذہن میں لئے دیر تک وہیں کھڑا رہا۔

دوسرے ہی روز سے راکیش نے دل لگا کر اپنے کاروبار میں حصّہ لینا شروع کر دیا۔ وہ ہر طرح سے محنت کر کے بڑے بھائی کا بازو بننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ تمام نقصان جو باؤجی کی بیماری سے ہوا تھا جلد ہی پورا کر لے گا، لیکن جوں جوں وہ اپنے کاروبار کی تہہ میں جا رہا تھا اُس کا ذہنی ہیجان بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اُسے اپنے بڑے بھائی اُمیش پر شک ہونے لگا۔ وہ حساب کتاب کے کھاتے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ کارخانے کا سارا مال منافع پر بِک رہا تھا۔ مہینے میں دس بارہ دن کا اوور ٹائم بھی لگتا تھا، لیکن بتایا یہی جاتا تھا کہ کارخانہ خسارے میں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جا رہا ہے۔

اس نے یہ بات اپنے دل میں ہی رکھی۔ وہ بھیّا پر ہرگز یہ بات ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس کی نیت پر ذرّہ برابر شک ہے، لیکن یہ بات اُسے اندر ہی اندر گھن کی طرح کھانے لگی۔ اُمیش ہمیشہ راکیش کو ایک ناتجربے کار لڑکے کی حیثیت سے دیکھتا اور وقتاً فوقتاً اُسے کسی نہ کسی بات پر لیکچر جھاڑ دیتا۔ راکیش ایک طالب علم کی طرح چپ چاپ سُن لیتا اور کام سیکھنے میں لگا رہتا۔

اچانک ایک روز جب اُمیش دفتر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا بھائی راکیش دفتر کے کھاتے کھول کر چیک کر رہا ہے۔ قریب ہی اُس کا نائب مہتہ کھڑا ہوا اُسے اُس حساب کتاب کی تفصیل سمجھا رہا تھا۔ بھیّا کو سامنے دیکھ کر راکیش ذرا سی دیر کے لئے گھبرا گیا۔ مہتہ کا تو پسینہ چھوٹ گیا۔ راکیش کو اُمیش نے حیران دیکھ کر کہا

"ذرا کارخانے کا حساب کتاب دیکھ رہا تھا؟"

"کیوں نہیں۔ آخر تم بھی تو فیکٹری کے برابر کے حصّہ دار ہو۔ تمہیں حساب کتاب چیک کرنے کا پورا اختیار ہے۔ کہیں تمہارا کہنا ہے......"

"نہیں بھیّا۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں! میں تو اس حساب کتاب کے ڈھنگ کو سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"سیکھنے کے ساتھ ساتھ سچائی بھی تول لو تو اچھا ہے......بہت بڑا مالی سنکٹ آپڑا ہے۔ مارکٹ کی حالت ڈانواڈول ہے۔ اس سنکٹ سے بچنے کا کوئی طریقہ سوچنا ہوگا۔"

"مجھ پر بھروسہ رکھو بھیّا۔ میں پورا زور لگا دوں گا۔ اس سناٹے کو ہر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

صورت میں ٹالنا ہوگا۔"

تبھی آفس کی رسیپشنسٹ لڑکی اندر آئی اور اس نے راکیش سے کہا۔

"آپکے یہاں آنے سے پہلے ایک ٹیلی فون آیا تھا کوئی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اُس نے اپنا نام سفید گلاب بتایا تھا۔"

"سفید گلاب .... اُس کا فون نمبر کیا ہے؟" راکیش نے فوراً پوچھا۔

لڑکی نے اُسے فون نمبر لکھوا دیا۔ جب وہ باہر چلی گئی تو اُمیش نے پوچھا

"یہ سفید گلاب کیسا نام ہے؟"

"میرا ایک دوست ہے۔ کشمیر میں اُس سے ملاقات ہوئی تھی۔ عطر کا بیوپاری ہے اور اس کی فرم کا نام سفید گلاب ہے۔"

یہ کہہ کر راکیش فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بھائی کے دفتر سے باہر جانے لگا۔ اُمیش اُس کی فوری تبدیلی پر حیران رہ گیا اور بولا۔

"کہاں چل دیئے؟"

"باہر ٹیلی فون تک۔ آپ یہاں اپنا کام کیجیئے۔"

راکیش چلا گیا تو اُمیش نے جھنجھنی کی طرف گھور کر دیکھا اور غصّے سے جواب کتاب کا کھاتا بند کر کے میز پر پٹخ دیا۔ اُس نے جھنجھنی کو ڈانٹا۔

"جاؤ۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔"

اور جھنجھنی سٹ پٹا کر کھاتے بغل میں دبائے کمرے سے باہر نکل گئے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

۱۰

ارچنا رنجیت ہوٹل کے ایک کمرے میں کھڑی ہوئی اپنی مالکن کی ساڑی پر استری کر رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے کے باہر قدموں کی آہٹ سن کر چونک جاتی۔ ہر بار وہ سمجھتی کہ راکیش آگیا ہے، مگر پھر اُسے مایوس ہونا پڑتا۔ وہ بے تابی سے اس گھڑی کا انتظار کر رہی تھی جب وہ ایک مدّت کے بعد اپنے محبوب کے درشن کرے گی۔ اُس کی مالکن باتھ روم میں نہا رہی تھی۔ اور وہ جان بوجھ کر اس ساڑی پر وقت صرف کر رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی راکیش ایسے وقت آئے جب وہ کمرے میں تنہا ہو۔

جب کافی دیر تک راکیش نہ آیا تو وہ مجبوراً ساڑی لئے باتھ روم کی طرف بڑھی۔ ابھی اس نے اپنی مالکن کو آواز دینے کے لئے زبان کھولی ہی تھی کہ بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ اس آواز کو سنتے ہی چونک کر سنبھل گئی۔ اور تیزی سے میز کے پاس لوٹ آئی۔ جلدی سے ساڑھی کو بچھایا اور استری اس پر رکھ دی تاکہ آنے والے کو یہ محسوس ہو کہ وہ کام کر رہی تھی۔ وہ اپنی بے قراری کا اظہار نہ کرنا چاہتی تھی۔

پھر اس نے لپک کر دروازہ کھولا، مگر وہاں راکیش نہیں تھا بلکہ اُس ہوٹل کا ایک کارکن تھا جو رات کے کھانے کا مینو رکھنے آیا تھا۔ وہ پھر مایوس ہو گئی، اس کا دل اور بھی بے چین ہو گیا۔

اچانک وہ اس ساڑھی کی جانب تیزی سے بڑھی۔ ساڑھی کے جس حصّے پر استری رکھی ہوئی تھی اُس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس نے فوراً استری

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اٹھائی اور اس کے منہ سے ایک پھنسی پھنسی چیخ نکل گئی ۔ مالکن کی قیمتی ساڑھی جل چکی تھی ۔ اُس نے تیزی سے برقی بٹن بند کیا اور ساڑھی کو سامنے پھیلا کر دیکھنے لگی ۔ ساڑھی کا ایک اہم حصّہ بُری طرح جل گیا تھا ۔

تبھی اس کی نظر دروازے پر گئی ۔ وہاں راکیش کھڑا اُسے حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ اندر آگیا اور ساڑھی کے جلے ہوئے حصّہ کو دیکھ کر بولا ۔

"کیوں ۔ کیا ہوا ؟"

"آنٹی کی ساڑھی جل گئی ۔"

"کیسے ؟"

"میری لاپرواہی سے ۔"

"ضرور تمہارا خیال کہیں اور ہوگا ۔ کہاں اُلجھا ہوا تھا تمہارا دماغ ؟"

"کسی کے انتظار میں ۔ یہ بھی کوئی وقت ہے آنے کا ۔"

"او ۔ آئی ایم سوری ۔ دراصل بات یہ تھی کہ بھیّا کو کسی ضروری میٹنگ میں جانا تھا ۔ دفتر سے نکلنے میں دیر ہوگئی ۔ آنٹی کہاں ہیں ؟"

"باتھ روم میں ۔"

"کب آئے تم لوگ ؟"

"آج سویرے ہی ۔ آتے ہی تمہیں فون کیا تھا ۔"

"سفید گلاب ۔ اچھا کیا تم نے ۔"

"کیا ؟"

"جو اپنا نام نہیں بتایا ۔ بھیّا ذرا شکّی مزاج کے ہیں ۔"

"اور تمہاری بھابی ؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"سیدھی سادی۔ جو چاہو مونا لو۔ وہ تو ہمارے گھر کی لکشمی ہیں۔"

"تو کیا کہا انہوں نے میرے بارے میں؟"

"میرا فیصلہ سنتے ہی چپ ہو گئیں۔ ایک بہت بڑے گھرانے سے رشتے کی بات چلا رکھی ہے بھابی نے، لیکن میں نے صاف صاف کہدیا کہ میں نے تمہاری دیورانی کا چناؤ کر لیا ہے۔"

ارچنا اس کی سادہ لوح باتوں کو سُن کر شرما گئی۔ راکیش نے قریب آکر اس کو اپنی باہوں میں لینا چاہا، لیکن وہ کھسک کر پرے ہٹنے لگی۔ راکیش نے اپنا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال دیا اور اُسے روکتے ہوئے بولا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"آنٹی کو ساڑھی دینے۔" ارچنا نے اپنے آپ کو راکیش کی گرفت سے چھڑا کر الماری سے دوسری ساڑھی نکالی اور غسل خانے کی طرف بڑھی۔ راکیش نے اُسے پھر اپنی گرفت میں لے لیا اور آنکھ کے اشارے سے رُک جانے کو کہا۔ جب وہ نہ مانی تو بولا۔

"اُنہیں یہ ساڑھی دے دی تو وہ باندھ کر فوراً باہر آجائیں گی۔"

"تو کیا ہوا؟"

"ہم اکیلے میں باتیں کرنے کا موقع کھو بیٹھیں گے۔"

"تو جلدی سے کہدو کیا کہنا ہے تمہیں۔"

"واہ یہ بھی کوئی طریقہ ہے پیار کی باتیں کہنے کا۔"

"تبھی کملا نے ارچنا کو پکارا۔ وہ لپک کر اس سے الگ ہو گئی۔ راکیش نے فوراً سینما کا ایک ٹکٹ نکال کر اُسے پیش کیا۔

"یہ کیا؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"سینما کا ٹکٹ۔ کل شام اوڈین سینما:۔۔۔"

"میں اکیلی؟"

"نہیں۔ دو ٹکٹیں میرے پاس ہیں۔ ایک میرے لئے اور دوسری میری بھابی کیلئے۔"

"لیکن۔۔۔۔۔"

"تم گھبراؤ نہیں۔ ایک بار بھابی نے تمہیں دیکھ لیا تو مجھے وشواس ہے کہ پھر کسی لڑکی پر اُن کی نظر نہیں ٹکے گی۔"

کملا کی پکار نے پھر ان دونوں کو الگ کر دیا۔ ارچنا باتھ روم کی طرف بڑھی تو راکیش نے پھر اسے روک لیا۔

کملا دیوی نے باتھ روم میں اپنے بدن کے گرد تولیہ لپیٹ لیا اور چابی والے سوراخ سے کمرے کے اندر جھانکنے لگی۔ راکیش نے ارچنا کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔ وہ کانپتے ہوئے بولی "آنٹی"! اور گھبرا کر فوراً اس سے الگ ہو گئی۔ راکیش جانے لگا تو ارچنا نے الوداع کہا۔ اور دروازے تک چھوڑنے گئی۔ واپس پلٹی تو ایک بار پھر جلی ہوئی ساڑھی کو دیکھنے لگی۔

کملا نے یہ نظارہ دیکھا تو اس کے تیور بدل گئے۔ وہ فوراً دروازہ کھول کر سامنے آ گئی۔ اب اس نے اپنے بدن کو گاؤن سے ڈھک لیا تھا۔ ارچنا نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں ساڑھی کے جل جانے کی وجہ بتائی۔

"راکیش نے کیا کہا؟" اُس نے فوراً سوال کر دیا۔

"جی۔۔۔۔۔!" وہ کملا کا یہ سوال سن کر چونک پڑی۔

"جس کے آنے کی خوشی میں تم اپنا کام بھول گئیں۔ وہ کیا سندیسہ لایا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھا؟" اُس نے بات کو مکمل کرتے ہوئے پوچھا۔

"کل شام کو مجھے سینما کیلئے بلوایا ہے۔" ارچنا نے وہ ٹکٹ کملا کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سینما کا اس کے گھر کے فیصلے سے کیا تعلق ہے؟"

"اس بہانے سے وہ مجھے اپنی بھابی سے ملانا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں بھی اس تصویر کو دیکھنے آ رہے ہیں۔"

"کہیں اُس تصویر کو دیکھتے دیکھتے تم تصویر نہ بن جاؤ۔"

وہ کملا کا اشارا نہ سمجھ سکی۔ اور نہ ہی وہ اتنی گہرائی میں جانا چاہتی تھی۔ کملا نے اُسے خاموش دیکھ کر تمسخرانہ انداز میں کہا:۔

• "یہ بھی کیسی ملاقات ہے۔ آجکل کے نوجوان بالکل فلمی انداز میں محبت کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ سنگار میز کی جانب بڑھی اور اپنے بال کھول کر ان میں کنگھی کرنے لگی۔ اُس کے لبوں پہ گنگناہٹ تھی اور آنکھوں میں انوکھی چمک۔ جیسے اُسے دو نوجوان دلوں کا یہ کھیل پسند آیا ہو۔

راکیش تیزی سے ہوٹل کا زینہ اتر کر صدر ہال سے باہر نکلنا چاہتا تھا، لیکن ابھی اس نے دو چار قدم ہی اٹھائے تھے کہ ٹھٹھک کر وہیں رُک گیا۔ پھر وہ جھپٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ وہ اپنے بھیا اُمیش کو ایک غیر عورت کے ہمراہ دیکھ کر کپکپا اٹھا۔ چند لمحے تک تو وہ یوں بُت بنا کھڑا رہ گیا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آ رہا ہو۔ اور پھر وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس اینگلو انڈین عورت کو دیکھنے لگا جو نہایت بے تکلفی سے بھیا کا ہاتھ تھامے ہوٹل کے بار کی جانب بڑھ رہی تھی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جوں ہی وہ میخانے میں داخل ہوئے راکیش اُن کا پیچھا کرتا ہوا اُس کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اُس نے دروازے میں جڑے ہوئے شیشے میں سے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ دونوں کاؤنٹر پر جا کھڑے ہوئے تھے اور پھر اُمیش اور وہ کالی پگڑی اپنا اپنا شراب کا جام لیئے ہوئے بغل والے کمرے میں گھُس گئے جس کے دروازے کے باہر ایک تختی پر CARDS ROOM لکھا ہوا تھا۔

تبھی اُس کے ذہن میں رات والا وہ منظر گھوم گیا جب اُس کے بھیّا شراب کی بدبو کو پان کی خوشبو میں چھپائے دیر سے گھر لوٹے تھے۔ آج بھی تو دفتر سے چلتے وقت وہ بڑی شفقت بھری آواز میں اُس سے بولے تھے۔

"راکیش ایک کام تو کرنا بیٹے۔ بھابی سے کہہ دینا میں دیر سے لوٹوں گا۔ آج ایکسپورٹرس کونسل کی سالانہ میٹنگ ہے اور ممکن ہے کھانا بھی وہیں کھانا پڑے۔"

بھیّا کی بات کا یاد آنا تھا کہ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ غصّے سے کانپنے لگا۔ اس کے دل میں آیا کہ سیدھا جوئے خانے میں گھُس جائے اور بھیّا کے چہرے سے شرافت کا نقاب نوچ پھینکے لیکن اس نے مناسب نہ سمجھا۔ وہ اپنے گھر میں آگ نہ لگانا چاہتا تھا۔ وہ غصّے کو برداشت کر گیا اور اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ بھابی کے سُکھی جیون میں کبھی شعلے نہیں بھرے گا۔ اُس کے اٹل وشواس کو کبھی متزلزل نہ کرے گا۔

جب وہ گھر پہنچا تو بھابی روزمرّہ کی طرح بھیّا کی اور اس کی راہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دیکھ رہی تھی۔ اُس نے اپنے دل کا درد چھپاتے ہوئے بھابی سے کہا کہ اُسے بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔ بھابی فوراً اپنے دیور کے لئے کھانا پروسنے باورچی خانے کی طرف جانے لگی۔

رگھوناتھ جی نے اپنے بیٹے کی بیتابی دیکھی تو کہہ اُٹھے :-

" ایسی بھی کیا جلدی ہے بیٹے۔ کچھ دیر رُک جاؤ۔ آمیش آتا ہوگا۔ مل کر کھا لینا۔"

" اُن کا کھانا باہر ہے بابو جی "۔ راکیش نے کہا اور کچھ دُور رُکی ہوئی بھابی کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

" آج اُن کی بہت ضروری میٹنگ ہے۔ ایکسپورٹس کونسل کی سالانہ میٹنگ۔ کھانا وہ وہیں کھائیں گے۔"

بھابی کی چمکیلی آنکھوں میں اچانک ایک بدلی سی چھا گئی۔ لمحہ بھر کیلئے رُک کر وہ دیور کیلئے کھانا پروسنے چلی گئی۔ راکیش نے بابوجی سے اجازت چاہی اور اپنے کمرے کی طرف ہو لیا۔

منہ ہاتھ دھو کر جب وہ کھانے کی میز پر بیٹھا تو بھابی کھانا پروس چکی تھی۔ راکیش نے اُسے بھی ساتھ دینے کو کہا۔ جب اُس نے انکار کیا تو وہ ضد کرنے لگا۔ بھابی آج اس کی ضد دیکھ کر حیران ہوگئی۔

" تم کھا لو۔ میں پھر کھا لوں گی۔"

" نہیں بھابی۔ آج اکیلے کھانے کو جی نہیں چاہتا۔"

" تبھی تو کہتی ہوں، بیاہ کر لے، دُلہن آجائے گی تو کھانے میں ساتھ دیا کرے گا۔"

" یہ تو صرف سپنے ہیں بھابی۔ اب اپنے آپ کو دیکھ لو۔ کہاں موقع ملتا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہے تمہیں اور بھیا کو ایک ساتھ کھانے کا۔"

"وہ نہ سہی۔ لیکن انتظار تو کرنا پڑتا ہے۔ شام کی سہانی گھڑیاں تو گننی پڑتی ہیں۔ ان میں کیا رس ہے تم کیا جانو۔ وہ تو ایک عورت کا دل ہی جانتا ہے۔"

بھابی نے پیار بھری نظروں سے دیور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ایک نوالہ لے کر اس کے منہ کی طرف بڑھا دیا۔ راکیش کی پلکوں میں آنسو آکر رُک گئے۔ اُس کا جی بھر آیا اور وہ بچوں کی طرح منہ کھول کر بھابی کے ہاتھ سے نوالہ لے کر کھانے لگا۔ اُس نے اپنے دل کی زبان کو بند کر لیا۔ آنسوؤں کو پی گیا اور مسکراتے ہوئے بات کا رُخ بدل کر بولا۔

"بھابی کل شام ہم پکچر دیکھنے جا رہے ہیں۔"

"کون کون؟"

"تم اور میں۔"

"کوئی خاص تصویر ہے کیا؟"

"تصویر تو معمولی ہے، لیکن موقعہ غیر معمولی ہے۔"

بھابی اُس کے اس جواب پر چونکی ہوگئی اور گہری نظروں سے اُس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ قدرے سنجیدہ ہو کر بولا۔

"ہمارے ساتھ وہ لڑکی بھی ہوگی، جو مجھے کشمیر میں ملی تھی۔"

"لیکن تمہارے بھیا......"

"پہلے ایک نظر تم دیکھ لو۔ مجھے یقین ہے، ایک ہی ملاقات میں تم اُس کی دیوانی ہو جاؤ گی۔"

وہ خاموش ہوگئی، لیکن راکیش کے ضد کرنے پر اُس نے ہاں کہدی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے دیور پر یہ حقیقت کس طرح واضح کرے کہ اس وقت سیٹھ منگل چند کی لڑکی کے علاوہ کوئی بھی لڑکی اس خاندان کی نظروں میں نہیں جچ سکتی۔ اگر یہ رشتہ نہ ہوا تو ان کی تمام شان وشوکت مٹی میں مل جائے گی۔ وہ راکیش کو کیسے سمجھائے کہ اپنے باپ کی مجبوری اور اپنے بھیا کی خوشی کے لئے اُسے اس رشتے کو منظور کرنا ہی پڑے گا۔

دوسرے دن شام کو راکیش ذرا وقت سے پہلے گھر لوٹ آیا۔ وہ جیکیے سے بھابی کو سیتا پالے جانے کے لئے آیا تھا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ڈرائنگ روم میں سیٹھ منگل چند، پتاجی اور بھیا کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ بھیا اور سیٹھ منگل چند کو وہاں دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور چھپ کر ان کی باتیں سننے لگا۔ سیٹھ منگل چند اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ راکیش سری نگر سے واپس آ گیا تھا اور اس نے کاروبار میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ وہ بہت کائیاں آدمی تھے جو زمانے کے سرد و گرم کو اچھی طرح دیکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے راکیش کی بہت تعریف کی اور رگھوناتھ جی ان کی طرف ملتفت نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ اُمیش خاموشی کے ساتھ ان کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔ اُس کا انداز خوشامدانہ تھا۔ سیٹھ منگل چند موقع کو غنیمت جان کر بولے۔

"آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے نا؟"

"کیوں نہیں۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ بات بن جائے گی۔ میں اس سلسلے میں جلد ہی اپنے بیٹے سے بات کر دوں گا۔"

قدموں کی آہٹ سنائی دی اور راکیش آگے بڑھا۔ وہ ان کا مقصد جان گیا تھا۔ پھر بھی اس نے ہاتھ جوڑ کر سیٹھ منگل چند کو نمستے کی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"جیتے رہو بیٹیا۔ مبارک ہو۔ تم نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کی ہے۔"

"شکریہ"

"اچھا اب تو میں چلتا ہوں۔ اب تو آپ جانیں اور آپ کا راکیش" سیٹھ منگل چند نے اٹھتے ہوئے کہا اور جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھنے۔ اُمیش ان کو چھوڑنے باہر تک چلا گیا۔ راکیش نے سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی انجان بن کر باپ سے پوچھا:

"سیٹھ جی یہاں کیسے آئے تھے؟"

"اچھا ہوا تم آ گئے۔ دو گھنٹے سے تمہاری ہی باتیں ہو رہی تھیں۔"

"کیا کہہ رہے تھے وہ بابو جی؟"

"یہی کہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ تمہارا راکیش جیسا بیٹا ہے۔"

"لیکن انھیں کیا معلوم کہ مجھ میں کیا گُن ہیں۔ میں تو ان کے لئے اجنبی ہوں۔"

"کچھ روز میں اپنے بن جاؤ گے۔" باہر سے آتا ہوا اُمیش بول پڑا۔ راکیش نے تعجب سے بھیا کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کسی نامعلوم کامیابی کی مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ رگھوناتھ جی راکیش سے حقیقت بیان کرتے۔ اُمیش کہنے لگا ــــ

"سیٹھ جی نے ایک بہت اچھی تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ دوستی کو رشتے میں بدلنا چاہتے ہیں۔ ایک طرح سے وہ ہمارے نصیب بدلنا چاہتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟" راکیش نے بھیا سے نگاہ ہٹا کر باپ کی مجبور نگاہوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پر کھا۔

رگھو ناتھ جی اپنے دل کی بات کہتے ہوئے ہچکچائے۔ پھر ہمت جمع کرتے ہوئے بولے

"ہاں بیٹا۔ سیٹھ جی تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

راکیش ان کی بات سن کر ایک بار پھر لرز گیا۔ پھر سنبھلتے ہوئے بولا۔

"او۔ تو بھابی انہیں کی بیٹی کا ذکر کر رہی تھیں۔"

اُما جو دروازے کے پیچھے کھڑی اُن کی باتیں سُن رہی تھی، کمرے میں داخل ہوئی اور بولی "ہاں راکیش۔ انہیں کی بیٹی رینا کی۔"

- "لیکن بھابی۔ تم نے میرا فیصلہ بھیا اور بابو جی تک نہیں پہنچایا۔"
- "یہی کہ تمہیں رینا پسند نہیں ہے" اُمیش نے گرج کر کہا۔

"جب آپ جانتے ہیں تو سیٹھ جی سے بات بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اس لئے کہ تمہارا بُرا بھلا اور اس خاندان کا مستقبل دیکھنا ہمارا کام ہے۔ تم ابھی بچے اور جذباتی ہو۔ زمانے کی اونچ نیچ تم کیا سمجھو۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ اتنا بڑا خاندان ہمارا بازو بن رہا ہے اور اُن کی اکلوتی لڑکی میں بھی ایسی کوئی کمی نہیں ہے جو انکار کیا جا سکے۔"

اُمیش نے ایک ہی سانس میں اپنی بات کو اُگل دیا۔ راکیش چند لمحے تک اپنے بھیا کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے اُسے بھیا کی باتیں مذاق سی لگ رہی تھیں۔ اُس کے جذبات کھوکھلے اور اس کی وکالت ایک ناٹک لگ رہی تھی۔ اُس نے نظر اٹھا کر باپ اور بھابی کی طرف دیکھا اور بولا۔

"میں نے تو یہ نہیں کہا کہ رینا بُری لڑکی ہے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تو پھر بیٹے انکار کیوں؟ سیٹھ جی میرے پرانے دوست ہی نہیں، ہمارے کاروبار کے حصے دار بھی ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ میری بیماری میں انہوں نے کس طرح اس کاروبار کو سنبھالا ہے۔"

"تو کیا ہم اُن کے احسانوں کا بدلہ یوں چکانا چاہتے ہیں؟"

"نہیں بیٹے۔ بلکہ اپنے کمزور بازوؤں کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔"

"نہیں بابو جی۔ ہمارے یہ سپنے شاید کبھی پورے نہ ہوں گے۔"

راکیش نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ اُمیش جو پہلے ہی اُس کے انکار پر پیچ و تاب کھا رہا تھا اُسے روک کر بولا۔

"نہیں راکیش۔ ہمیں کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچنا ہی ہوگا۔ کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔"

"میں نے اپنا فیصلہ سُنا تو دیا ہے بھیّا۔ مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو بیٹے؟"

"میں مجبور ہوں بابو جی۔"

"ایسی بھی کیا مجبوری ہے!" اُمیش نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"میں نے اُس لڑکی کا چناؤ کر لیا ہے جو اس گھرانے کی بہو بننے کے قابل ہے۔"

راکیش کی بات سُن کر اُمیش اور بابو جی کے چہروں کا رنگ اُڑ گیا۔ اُما کے قدموں کے نیچے سے زمین کھسکنے لگی جس بات کو وہ ان سب سے چھپا رہی تھی۔ راکیش نے بلا جھجک سب کے سامنے کہہ دی تھی چند لمحوں تک تو سب ایک دوسرے کو بوکھلائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے۔ بالآخر اُمیش نے اپنی جھنجھلاہٹ کا یوں اظہار کیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تم یہ گستاخی نہیں کر سکتے راکیش!"

"کیسی گستاخی؟"

"بزرگوں کے ہوتے ہوئے تم اپنی زندگی کے فیصلے خود نہیں کر سکتے۔ یہ مت بھولو، میں بھی اس گھر میں کچھ ہوں۔ دن رات اپنی جوانی کو دیمک لگا کر تمہیں اس لئے تعلیم نہیں دلائی تھی کہ جوان ہو کر تم اپنے بڑے بھائی کو آنکھیں دکھاؤ۔"

"تبھی تو بھیا میں کہتا ہوں، اتنا بوجھ ہوتے ہوئے میری شادی کا بوجھ کیوں سر پہ لیتے ہو۔ مجھے اپنی زندگی کا بوجھ خود اٹھانے دو۔"

"وہ بوجھ تو زندگی بھر کا بوجھ بن جائے گا، جب تم راستے کا کوئی پتھر اُٹھا کر گھر میں لے آؤ گے۔"

"بھیا.....!" وہ گرج کر بولا، لیکن پھر ضبط کر کے رہ گیا۔

رگھو ناتھ جی تو گھبراہٹ میں پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ انہوں نے دونوں کے مابین بڑھتی ہوئی تلخی کو ختم کرنا چاہا، مگر ان کی زبان خشک ہوگئی۔ اُمایہ دیکھ کر ان کی جانب بڑھی اور اپنے آنچل سے ان کی پیشانی کا پسینہ خشک کرنے لگی۔ اُمیش جو غصے سے بھُن رہا تھا، نہ رُک سکا اور ہونٹ سے بھینچتے ہوئے بولا۔

"کان کھول کر سن لو راکیش۔ میرے جیتے جی اس گھر میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں آئے گی جو ہمارے گھرانے کے قابل نہ ہو۔ میں نے سیٹھ جی کو زبان دے دی ہے۔ اگر میں ذلیل ہوا تو اس گھر میں تم رہو گے یا میں....."

"بھیا۔ بات اتنی نہ بڑھاؤ کہ......"

بھابی نے فوراً شوہر کو تھامتے ہوئے کہا ———

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ کوئی طریقہ ہے گھر کے فیصلے کرنے کا ۔ یہ تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے ۔ بابوجی کی حالت پر تو ترس کھاؤ ۔"

"شاید بھیا نے اپنا ضمیر سیٹھ جی کے پاس گروی رکھ دیا ہے جو اس طرح میری زندگی تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں ۔" راکیش نے غصّے سے کہا ۔

اُمیش بوکھلا اٹھا اور طیش میں آکر اُس نے راکیش کے گال پر ایک طمانچہ جڑ دیا ۔ طمانچے کی آواز کے بعد سنّاٹا چھا گیا ۔ اُما گھبرا کر کبھی شوہر کی طرف دیکھتی اور کبھی راکیش کی طرف ۔ رگھوناتھ جی کی آنکھیں حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں ۔

راکیش نے بھائی کی طرف نفرت سے دیکھا اور پھر اس کی پلکوں میں آنسو اتر آئے ۔ اُما کو جیسے اچانک سانپ سونگھ گیا تھا ۔ رگھوناتھ جی گھبرائے ہوئے تھے اور گہرے گہرے سانس لے رہے تھے ۔ ایک بار تو راکیش کے جی میں آیا کہ ابھی بھائی کو گھر والوں کے سامنے بے نقاب کر دے ۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر ضبط کر گیا ۔ اُس نے ایک نگاہ بوڑھے اور بیمار باپ پر ڈالی اور انھیں قدموں سے گھر سے باہر نکل گیا جن قدموں سے تھوڑی دیر پہلے وہ خوشی خوشی اپنے گھر میں داخل ہوا تھا ۔

بیمار باپ نے چیخ کر بیٹے سے رُکنے کو کہا ۔ اُما بھی جھپٹ کر راکیش کو روکنا چاہتی تھی کہ رگھوناتھ جی کو دل کا دورہ پڑ گیا ، اُن کا سانس اُکھڑ گیا اور وہ اپنے سینے کو مسلنے لگے ۔ اُن کا دم گھٹنے لگا تھا ۔ اُما نے فوراً اُن کے مُنہ میں دو چار قطرے کورامین کے ڈالے اور انھیں تھام لیا ۔

اُمیش باپ کی یہ حالت دیکھ کر اپنے غصّے کو بھول گیا اور تیزی سے ٹیلی فون کی طرف لپکا ۔ اُس نے اپنے فیملی ڈاکٹر کا فون نمبر ملایا اور اُسے فوراً چلے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پلے آنے کو کہا۔ رگھوناتھ جی آنکھیں پھاڑے بہو کا ہاتھ اپنی گرفت میں لئے اپنے لڑکی گھٹن کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

۱۱

• ہوٹل ڈیلیمار کے کمرے میں ارچنا خوبصورت ساڑھی میں ملبوس سینما جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ کملا نے جب اُسے سنگھار میز کے سامنے یوں بنتے سنورتے دیکھا تو چپکے سے اس کے قریب آکھڑی ہوئی۔ ارچنا نے اس کا عکس آئینے میں دیکھا اور بے ساختہ شرما گئی۔ کملا نے مسکراتے ہوئے ارچنا کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف گھمایا اور اس کے گلابی رخساروں پر پوڈر کی ہلکی سی تہہ جما لیتے ہوئے کاجل کا ایک ٹیکہ لگا دیا اور بولی

"کہیں اس چاند کے ٹکڑے کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔"

دوسرے ہی لمحے اس نے اپنا موتیوں کا ہار گلے سے اتارا اور ارچنا کے گلے میں ڈال دیا۔

"یہ کیا آنٹی؟" ارچنا چونک کر بولی۔

"کہیں راکیش کی بھابی یہ نہ سوچے کہ لڑکی کے پاس کچھ بھی نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ تم نہیں جانتیں عورت جب عورت کو پرکھتی ہے تو پہلے اس کا کپڑا اور گہنا ہی دیکھتی ہے۔ اس کی نظر میں عورت کا سنگھار اور زیور ہی سب

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

برالگن سے ...."

آنٹی کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی اور موتیوں کو انگلیوں سے ٹٹولنے لگی۔ آج سے پہلے کبھی اس نے اتنا قیمتی ہار نہ پہنا تھا۔ وہ ابھی کچھ بول نہ پائی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ ارچنا تیزی سے دروازہ کھولنے کیلئے لپکی۔ راکیش منہ لٹکائے سامنے کھڑا تھا تو وہ دھک سے رہ گئی۔ راکیش نے اپنی جیب سے سینما کے ٹکٹ نکالے اور پھاڑ کر پھینک دیئے۔ وہ اکھڑی نگاہوں سے ارچنا کو دیکھتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"ہم سینما نہیں جا رہے .... !" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا

"کیوں ؟"

"یوں ہی ...... موڈ نہیں ۔"

"موڈ کے بگڑنے کی کوئی وجہ تو ہوگی ۔" کملا نے فوراً سوال کیا۔

"کوئی خاص نہیں۔ وہی جو اکثر گھروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے میری زندگی کا کچھ اور فیصلہ کر لیا ہے۔"

"اور تم نے ؟" کملا نے تکلف بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان کی تجویز ٹھکرا دی ہے۔" پھر ارچنا سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا :-

"ارچنا۔ تمہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ وقت آنے پر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہاں گھر والوں کو راہ پر لانے میں کچھ دیر ضرور لگے گی۔"

"اگر انہوں نے تمہاری پسند کو نامنظور کر دیا تو ؟" کملا نے پوچھا۔

"انھیں میری مرضی کے آگے جھکنا ہی پڑے گا۔ میں کسی قیمت پر اپنے پیار کو قربان نہیں کر سکتا ۔" راکیش نے خود اعتمادی سے کہا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"میں ایسا ہی کو ہوتا ہے ۔ یہ رشتے ناطے ۔ والدین کا دباؤ اور
جذباتی رویہ دیکھ کر بعض اوقات انسان مجبور ہو جاتا ہے اپنا ارادہ بدلنے پر۔"
"لیکن میرے معاملے میں ایسا نہیں ہوگا ۔ چند روز میں سارا معاملہ سلجھ
جائے گا ۔"

"محبت میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے ۔ جھوٹی تسلیاں کبھی کبھی کسی کی زندگی کو
لے ڈوبتی ہیں ۔ کملا نے تضحیک آمیز لہجہ میں کہا اور پھر ذرا رک کر بولی ۔
"کل کس نے دیکھا ہے ۔ میں نہ آنے والے کل کی پرواہ کرتی ہوں اور
نہ گزرے ہوئے کل کی ۔ میں صرف آج کو اہمیت دیتی ہوں ۔ میرے نزدیک
تو محبت بزدلی کا دوسرا نام ہے ۔"

• "لیکن میری محبت میری بزدلی نہیں ۔ میرا ارادہ ہے ۔"

• "تو تم اپنے ارادوں کو اور مضبوط بنا لو ۔ اس طرح تم ایک معصوم
لڑکی کے جذبات سے نہیں کھیل سکتے ۔ میں جذباتی محبت کی قائل نہیں ہوں ۔
جذباتی محبت صرف ایک پیاس ہوتی ہے ۔ ایک بھوک ، ایک وقتی جوش
...... تمہیں اپنے بارے میں کوئی ٹھوس فیصلہ کرنا ہوگا ۔"

"آپ کیا چاہتی ہیں ؟" وہ فوراً پوچھ بیٹھا ۔

"وہی جو میں نے کل چاہا تھا ۔"

"کیا ؟"

"ارچنا سے شادی ۔ یا اس سے ہمیشہ کیلئے کنارہ کشی !"

"آنٹی ......!" ارچنا کی زبان لڑکھڑائی اور راکیش اپنے قدموں
کی لغزش کو روکتا ہوا بولا ۔

• "شاید آپ میری محبت کا امتحان لینا چاہتی ہیں ۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"امتحان تو نہیں۔ ہاں تمہارے حوصلے کی گرمی ضرور پرکھنا چاہتی ہوں۔"
کملا کے اس امتحان نے اسے الجھن میں ڈال دیا۔ وہ عجیب کشمکش میں پڑ گیا۔ دونوں کی بے قرار آنکھیں اُسے گھور رہی تھیں۔ اُن کے کان اس کا فیصلہ سننے کو پھڑپھڑا رہے تھے۔

"تو آپ تیاری کیجئے میں تیار رہوں اسی وقت۔ اسی پل۔"
وہ جھٹ کہہ اٹھا۔

راکیش کے اس جواب نے ارچنا کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس کے جسم میں برق سی دوڑ گئی۔ راکیش کے اس جواب نے کملا کے غرور کو ایک ہی جھٹکے میں پانی کر دیا۔ راکیش کے چہرے پر ایک عزم تھا، ایک پختگی تھی۔ ارچنا نے پرغرور نظروں سے کملا کی طرف دیکھا۔ جیسے اپنے محبوب کی ہمت اور حوصلہ کی داد چاہ رہی ہو۔ راکیش کے انداز میں ایک چیلنج تھا۔ اُس نے کملا کی جانب مسکرا کر دیکھا۔ جواب میں وہ بھی مسکرا دی۔ اُس نے آگے بڑھ کر راکیش کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی

"مجھے ناز ہے تمہارے فیصلے پر۔ یہ شادی ابھی ہوگی۔"
ادھر راکیش کی زندگی کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ اور اُدھر ڈاکٹر کیور اُس کے پتا کو نیند کا انجکشن لگا رہا تھا۔ ڈاکٹر انجکشن لگا کر اُما اور اُمیش کی طرف پلٹا اور بولا:

"اس انجکشن سے ان کی رات آرام سے گزر جائے گی، جیسا کہ آپ نے مجھے بتایا کہ ان کی طبیعت دونوں بھائیوں کے جھگڑے کے باعث خراب ہوئی تھی تو میری رائے ہے کہ ہوش آنے کے بعد راکیش کو ان کے سامنے موجود ہونا چاہیئے۔ ورنہ ان کا صدمہ زیادہ شدید ہو جائے گا۔ راکیش کو دیکھ کر یہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سنبھل جائیں گے۔"

ڈاکٹر نے یہ کہہ کر دواؤں کا بیگ بند کیا اور رگھوناتھ جی کی خواب گاہ سے باہر نکل گیا۔ اُمیش ڈاکٹر کے ساتھ دواؤں کا بکس تھامے باہر تک آگیا اور پھر واپس آکر اُما کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا پھر سوچ میں ڈوبا ہوا بڑبڑایا۔

"یہ راکیش نے اچھا نہیں کیا......"

"تو آپ نے کون سا اچھا کیا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ اُس کے ارمانوں کا سودا نہ کر پائیں گے۔"

"یہ بحث کا وقت نہیں اُما۔ بابوجی کی زندگی کا سوال ہے۔"

"تو جائیے۔ جا کر بھائی کو منا لائیے۔"

"وہ میرے کہنے سے کبھی نہیں آئے گا۔ ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا کہنا نہیں ٹالے گا۔"

"لیکن وہ ہوگا کہاں؟ اتنی رات گئے میں اُسے کہاں ڈھونڈوں گی؟"

اُمیش گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اچانک چونک کر بولا۔

"وہ شاید ہوٹل ڈیلے مار میں ہوگا۔"

"ہوٹل ڈیلے مار؟"

"ہاں! شاید وہ لڑکی اسی ہوٹل میں آکر رکی ہے۔"

اس لڑکی کا خیال آتے ہی اُما خاموش ہوگئی اور ذہن میں راکیش کی باتیں دہرانے لگی۔ راکیش نے بھی شاید کسی ایسے ہوٹل کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ ضرور اپنی محبوبہ سے ملنے گیا ہوگا۔ اس نے اپنے آپ فیصلہ کر لیا اور اُمیش کو بیمار پتا کے پاس چھوڑ کر اکیلی اپنے دیور کو منا کر لینے کے لئے نکل پڑی۔

اُما جب ہوٹل ڈیلے مار کے کمرہ نمبر ۵ کے پاس پہنچی تو اس کا دل دھڑک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سے رہ گیا۔ اندر سے کسی پنڈت کے منتروں کے جاپ کی آواز آ رہی تھی۔ اُس نے دروازے پر ہاتھ رکھا تو کواڑ کھل گئے۔ کمرہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اُما کمرے میں داخل ہوئی تو اس کی نظریں ایک عجیب منظر سے دوچار ہوئیں۔

کمرے میں شادی کی رسم ادا ہو رہی تھی۔ ہون کُنڈ کے گرد ارچنا راکیش کے ساتھ پھیرے لے رہی تھی۔ ادھیڑ عمر کا ایک پنڈت منتر پڑھ رہا تھا اور کملا دیوی بڑے رعب وجلال کے ساتھ ایک مخملی گدّی پر بیٹھی بڑی مسرت سے ارچنا کا بیاہ ہوتے دیکھ رہی تھیں۔

اُما دروازے پر ہی بُت بنی کھڑی تھی۔ اس کی آنکھیں حیرت زدہ اور ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ جو کچھ دیکھ رہی ہے حقیقت ہے۔ اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ حیرت اور سکتہ کے عالم میں کھڑی سوچ میں گم تھی کہ راکیش نے اسے دیکھ لیا۔ وہ اچانک اُما کو وہاں دیکھ کر گھبرا گیا۔ پھر سنبھل کر مسکرانے لگا۔ اُس نے ارچنا کی اُنگلی پکڑ کر گدّے سے اٹھایا اور سامنے ساتھ لئے بھابی کے قریب پہنچا۔ دونوں نے اُما کے پاؤں چھوئے۔ راکیش نے کپکپائی آواز میں کہا۔

"بھابی۔ ہمیں آشیرواد نہ دوگی؟"

"پھر اس کی نظریں اُما کی ڈبڈبائی نظروں سے جا ملیں اور پھر فوراً ہی جھک گئیں۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا راکیش۔ اتنی کیا جلدی تھی۔ تمہارے پتا جی ... تمہارے گھر سے نکلتے ہی انہیں دل کا دورہ پڑا اور وہ ابھی تک بے سُدھ پڑے ہیں۔"

"نہیں ......!" راکیش کے مُنہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ سچ ہے راکیش ۔ تم نے یہ اچھا نہیں کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ؟"

"اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا بھابی ۔ میں اپنے خاندان کے غلط وچاروں کے کارن اس معصوم لڑکی کو دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔" راکیش نے ارچنا کی طرف اشارہ کیا

"لیکن اپنی محبت کے جوش میں اپنے پتا کی زندگی سے کھیلنے کا بھی تو تمہیں حق نہیں ۔ تمہیں شاید علم نہیں ۔ بابوجی یہ سنتے ہی زندہ نہ رہیں گے تمہیں اس معاملے میں اتنی جلد بازی نہ کرنی چاہیئے تھی۔"

"لیکن اب کیا ہو سکتا ہے بھابی۔"

"وہ تو میں دیکھ رہی ہوں ۔ اگنی کے سامنے دیئے گئے وچن کو نبھانا ہوگا تمہیں ۔ ان سات پھیروں کی لاج رکھنی ہو گی ۔ میں تمہاری اس شادی سے ناخوش نہیں ہوں ۔ صرف یہ کہتی ہوں کہ تمہیں اتنی جلد بازی نہ کرنی چاہیئے تھی ۔"

"تو پھر تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا بھابی ۔ میری اس عزت کو اپنے گلے کا ہار بنا کر رکھنا ہوگا ۔ ارچنا میری زندگی ہے بھابی۔"

"لیکن ایک شرط ہو گی میری۔"

"کیا ؟"

اُما اپنی شرط بتاتے ہوئے ہچکچا رہی تھی ۔ آخر اس نے رُکتے رُکتے کہا ۔ ۔

"اپنی اس شادی کو راز میں رکھنا ہوگا۔"

"نہیں نہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" کملا جو ابھی تک خاموش تھی اچانک چلا اٹھی ۔ اُما نے پہلی بار گردن اٹھا کر اس باوقار عورت کو دیکھا جس کے چہرے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پر بات وجنالی تھا۔ اس کے تیور بہت تیکھے تھے۔ راکیش نے آگے بڑھ کر تعارف کرایا۔

"بھابی - یہ ارچنا کی آنٹی کملا جی ہیں۔"

"اوما نے کملا کو نمستے کی) اور کملا نے آگے بڑھ کر اُما سے کہا۔

"ارچنا ایک یتیم لڑکی ہے، مگر میں نے اسے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے۔ اسے ایک ماں کا پیار دیا ہے۔ ایک پل کے لئے بھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ یتیم ہے۔ ہر برائی سے پاک ہے میری بچی۔ فرشتوں کی طرح معصوم اور نیک۔ اس شادی کو راز میں رکھ کر میں اس کی زندگی میں کوئی طوفان کھڑا کرنا نہیں چاہتی۔"

"لیکن چند مہینوں تک اسے راز میں رکھنا ہوگا۔ یہ میری التجا ہے۔ شاید اس طرح ان کے باپو جی کی زندگی اور خاندان کی عزت دونوں بچ جائیں۔"

کملا نے دیکھا اُما کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے اس کی آواز بھرا گئی تھی اور سانس اکھڑ گیا تھا۔ اس نے اپنی خاندان کی عزت کو اس عورت کے سامنے ننگا کر دیا تھا۔ اس نے اس سے وہ راز کہہ دیا تھا جسے وہ آج تک اپنے دیور سے بھی چھپاتی آئی تھی۔ اس نے کملا سے سب کچھ کہہ دیا کہ اگر اُس کے باپو جی کو پتہ چل گیا کہ راکیش دوسری لڑکی سے شادی رچا بیٹھا ہے تو وہ اس صدمہ سے زندہ نہ رہیں گے اور سیٹھ منگل چند دشمنی پر کمر باندھ کر اس خاندان کی عزت پر ہاتھ ڈال دے گا۔ وہ ہمارے اوپر تباہی لا سکتا ہے۔

کملا منگل چند کا نام سن کر سوچ میں پڑ گئی۔ ارچنا گھبرائی ہوئی سی ایک طرف کھڑی تھی، لیکن راکیش نے بھابی کی طرف بڑی ہی شکایتی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھ سے یہ سب باتیں کیوں چھپائی گئیں؟"

"تم نے اس کا موقع ہی کہاں دیا۔ حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے۔ اس میں تمہارے بھیا کا کوئی قصور نہیں تھا۔ ان کو مجبوراً منگل چند کی تجویز کے سامنے سر جھکانا پڑا تھا۔ لڑکی بھی اچھی خاصی ہے۔ اس شادی سے ہی ہماری مشکلیں حل ہو سکتی تھیں۔"

"کچھ بھی ہو۔ اس طرح میری زندگی کا سودا کرنے کا انہیں حق نہیں پہنچتا۔"

"میں جانتی ہوں۔ لیکن حالات انسان کو مجبور کر دیتے ہیں۔ خیر جو ہوا بھول جاؤ۔ اب کیا کرنا ہے یہ سوچو۔ بالو جی کی زندگی۔۔۔۔۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کسی کی زندگی بچانے کے لئے میری ارچنا کی زندگی۔۔"

"نہیں نہیں۔ میرے سینے میں ایک عورت کا دل ہے اور اس دل میں ایک ماں کا درد بھی ہے۔ مجھ پر وشواس کیجئے۔ میں اپنے ہاتھوں سے ارچنا کے ہاتھوں میں مہندی رچاؤں گی۔ اور اسے بہو بنا کر اپنے گھر لے جاؤں گی۔ اب یہ آپ کی بیٹی نہیں۔ ہمارے خاندان کی بہو آپ کے پاس امانت ہے۔"

اُما کے لہجہ کی سچائی اور اس کی التجا نے کملا کے دل پر اثر کیا۔ اُما کی آنکھوں میں اسے دیویوں جیسا تقدس نظر آیا۔ یہ عورت دھوکہ نہیں دے سکتی۔ اس نے سوچا اور وعدہ کر لیا کہ یہ شادی جب تک اُما چاہے گی راز ہی رہے گی۔ اُما نے اس کی طرف احسان مندانہ نظروں سے دیکھا۔ وہ آگے بڑھی اور ارچنا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کملا سے بولی۔

"کتنا بڑا احسان کیا ہے آپ نے ہم پر۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

" نہیں نہیں ایسا نہ کہو ۔ احسان تو وہ لوگ کرتے ہیں جو اپنے نہ ہوں۔"
اُما نے پھر آگے بڑھ کر ارچنا کے سر پر ہاتھ پھیرا ۔ ارچنا نے جھک کر اُس کے پیر چھوئے اور اُما کملا کو نمستے کر کے راکیش کو اپنے ساتھ لئے کمرے سے باہر نکل گئی ۔

ارچنا دوڑ کر کملا کی آغوش میں جا گری اور سسکیاں بھرنے لگی ۔ کملا اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی اور پھر اس کی نظر اس پنڈت پر پڑی جو کونے میں بیٹھا اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا ۔ وہ خاموشی سے اب تک سب کچھ دیکھتا رہا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں لالچ کی چمک تھی ۔ کملا نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس کی طرف اچھال دی ۔

" اس شادی کو راز رکھنا ہے ۔"

" آپ چنتا نہ کریں ۔ یہ بات تو اب پیٹ میں گئی اور وہیں کی ہو کر رہ گئی ۔" پنڈت جی نے جلدی سے نوٹ جیب میں رکھے اور اپنی پوٹلی اٹھا کر باہر نکل گئے ۔

کملا نے ارچنا کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا
" پگلی ۔ تو کیوں روتی ہے ۔ تیرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔"
" آنٹی ۔ کہیں یہ لوگ اس امیر آدمی سے دب گئے تو . . . . . ؟"
" اتنا آسان نہیں ہوگا ۔ جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے تیرا حق کوئی نہیں چھین سکتا ۔"
" آنٹی . . . . . !"
وہ کملا کے سینے سے چمٹ گئی ۔ پھر اپنے گلے سے کملا کا قیمتی ہار اتار کر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

لوٹانے لگی۔

"لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تیرے ہی گلے میں شوبھا دیتا ہے۔ اس شبھ موقعہ پر تجھے کچھ دینا بھی تو تھا۔"

ارچنا کی انگلیاں وہیں رُک گئیں۔ اس نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے کملا کی آنکھوں میں جھانکا۔ جہاں پیار کی قندیلیں روشن تھیں، ممتا کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اس نے پھر سے کملا کے سینے میں مُنہ چھپا لیا اور کملا نے اُسے زور سے باہوں میں بھینچ لیا۔

•

•

۱۲

راکیش کے پتا رگھوناتھ جی کو ہوش آیا تو ان کا گلا خشک تھا۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا، مگر حلق سے آواز نہ نکلی۔ اُمیش نے بس ایک سرگوشی سی سُنی۔ وہ دوڑ کر دوا کی شیشی اٹھا لایا اور چمچے میں دوا اُنڈیل کر اپنے پتا کے مُنہ میں ٹپکائی۔ رگھوناتھ جی نے آنکھیں پوری طرح کھول دیں۔ اُمیش کی آنکھیں فرطِ مسرت سے چمکنے لگیں، لیکن جوں ہی اس نے اپنے باپ کو گھبراہٹ میں دیکھا وہ پھر بُجھ گیا۔ اس کی بیوی اب تک نہ لوٹی تھی۔

"راکیش کہاں ہے؟" رگھوناتھ جی نے پہلا سوال یہی کیا۔ ان کی آواز میں بے انتہا نقاہت تھی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ڈاکٹر کو چھوڑنے گیا ہے" اُمیش نے پتا کے اوپر جھکتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف دیکھ کر بولا "راکیش آ گیا پتا جی"۔
راکیش اپنی بھابی کے پیچھے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اُمیش نے اُسے معنی خیز انداز میں آنکھ ماری۔ راکیش اپنے پتا کے پاس چلا آیا اور ان کے پلنگ پر جھکتا ہوا بولا
"میں ڈاکٹر کے ساتھ گیا تھا باپو جی۔ وہ کہتا ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے"۔
"تم آ گئے میرے بیٹے" وہ اکھڑی آواز میں بولے۔
"ہاں باپو جی۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ آپ اور بھیا جو کہیں گے میں وہی کروں گا"۔ راکیش نے اپنا سر اپنے پتا کے سامنے ہتھیار ڈال دیا اور ان کی پیشانی پر آیا ہوا پسینہ رومال سے صاف کرنے لگا۔ رگھوناتھ جی نے اپنا ہاتھ راکیش کے سر پر رکھ دیا۔ اور کچھ بولنے کی کوشش کی۔ امیش نے آگے بڑھ کر راکیش کی پیٹھ تھپتھپائی اور اسے اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے پتا جی سے آرام کرنے کو کہا۔ راکیش چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اور اُرما بھی اپنے شوہر سے آنکھ نہ ملاتی ہوئی دیور کے پیچھے ہو لی۔ اس کے ذہن پر ابھی تک ارچنا چھائی ہوئی تھی۔
راکیش کے چلے جانے کے بعد اُمیش نے خوشی سے جھومتے ہوئے کہا۔
"میں نہ کہتا تھا باپو جی۔ راکیش اپنی خاندان کی بھلائی کا ضرور خیال رکھے گا"۔
رگھوناتھ جی کے زرد چہرے پر اچانک لالی دوڑ گئی۔ ان کی مایوس نگاہوں میں ایک انوکھی چمک نے جنم لیا۔ وہ اپنے بیٹے پر فخر محسوس کر رہے تھے۔
اگلے روز راکیش ٹھیک نو بجے دفتر پہنچ گیا تھا۔ اس نے تمام فائیلوں وغیرہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کا بغور مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور اپنے ماتحتوں کو بلا کر مختلف ہدایتیں دیتا رہا۔ ایسا لگتا تھا وہ چند روز میں ہی وہاں کا نظام بدل دے گا۔

تبھی سیٹھ منگل چند اس کے آفس میں داخل ہوئے۔ وہ راکیش کی لگن اور کام میں دلچسپی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ راکیش نے کھڑے ہو کر ان کا سواگت کیا۔

"او۔ آپ۔ آیئے آیئے۔ تشریف رکھیئے"۔

"واہ۔ اولاد ہو تو ایسی۔ لالہ جی بڑے خوش نصیب ہیں جو تمہارے جیسا بیٹا ان کے خاندان کا انگ ہے"۔

"جی ہاں۔ محنت ہی دولت کی کنجی ہے۔ اور جب تک محنت اور ہوشیاری سے کاروبار نہ سنبھالا جائے آپ کے قرض کا بوجھ کیونکر اترے گا"۔

"شاباش۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ لیکن یہ قرض وغیرہ کی بات تم سے کس نے کہہ دی۔ آہستہ آہستہ تمہیں خود ہی سب پتہ چل جاتا"۔

"نہیں سیٹھ جی۔ جو کل معلوم ہونا اچھا ہے آج ہی معلوم ہو گیا۔ ورنہ شاید میں اتنی دل جمعی سے کام نہ کرتا"۔

سیٹھ منگل چند راکیش کی گہری اور سنجیدہ باتوں سے بہت زیادہ متاثر ہو رہے تھے۔ وہ ان کے اندازے سے کہیں زیادہ ہوشیار ثابت ہو رہا تھا۔

"خیر اچھا ہوا تم حقیقت سے آشنا ہو گئے"۔ سیٹھ جی نے اپنی بات کو زیادہ چکنی چپڑی بناتے ہوئے کہا "تم جانتے ہو میں تمہارے کاروبار میں شریک ہی نہیں، تمہارے پتا کا دوست بھی ہوں اور میں نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے اور الجھنوں سے بچانے کے لئے ان کے سامنے ایک تجویز رکھی تھی"۔

"میں جانتا ہوں"۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اوہ۔ تو انہوں نے تم سے سب کہہ دیا۔"

"جی۔ یہ بھی کہ آپ مجھے اپنا داماد بنانا چاہتے ہیں۔"

"میں ہی کیا بیٹا۔ تمہیں تو ہر کوئی اپنا داماد بنانا چاہے گا۔ تم جیسے ہونہار لڑکے خاندان کی عزت ہوتے ہیں۔" ریتا تمہیں ضرور پسند ہوگی۔ خوبصورت اور ذہین لڑکی ہے۔"

"میں جانتا ہوں اسے۔ ہمارے کالج ہی میں تو پڑھتی رہی ہے۔ ایک بار debate میں میرا اُس سے مقابلہ بھی ہوا تھا۔"

"اچھا۔ کیا موضوع تھا؟"

"مشرقی اور مغربی عورت کی تہذیب"

"پھر کون جیتا؟" منگل چند نے اشتیاق سے پوچھا

"آپ کی بیٹی ہار گئی تھی۔" راکیش نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آئی سی۔ Then you are a lucky boy"

"وہ کیسے؟"

"کیونکہ وہ آج تک بحث میں کسی سے نہیں ہاری۔ خیر۔ کہو تم نے اپنا کیا فیصلہ دیا؟"

"کس بارے میں؟"

"اُس لڑکی کی ہار کو جیت میں بدلنے کے بارے میں۔"

راکیش ان کی بے باکی دیکھ کر جھینپ گیا۔ وہ ان کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔ وہ فوراً کوئی جواب نہ دے سکا۔ منگل چند نے پھر اپنا سوال دہرایا تو وہ کہہ اٹھا۔

"تجویز تو آپ کی بُری نہیں۔ لیکن ڈرتا ہوں ایک بات سے۔"

"کس بات سے؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"نہیں اس سودے کے بعد میری ازدواجی زندگی میں کانٹے نہ بھر جائیں۔ عمر بھر میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا رہے گا کہ میں نے شادی نہیں۔ سودے بازی کی ہے۔ میں نے ریتا کو اپنایا نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ یہ احساسِ کمتری تمام زندگی میرے اوپر سوار رہے گا۔"

"وہم ہے تمہارا۔ ورنہ تمہاری عزت تو میری نگاہوں میں تمہارے کردار کی وجہ سے ہے۔ شادی کے بعد تو میری محبت میں اضافہ ہی ہوگا۔"

"جب آپ میری اتنی قدر کرتے ہیں تو ایک گزارش کروں۔"

"ہاں ہاں کہو ..... "

"اس سے پہلے کہ آپ کی بیٹی کا ہاتھ میں اپنے ہاتھ میں لوں۔ میں آپ کے قرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔ میں تھوڑی مہلت چاہتا ہوں۔"

"لیکن جب تم اپنے ہو گئے تو قرض کی فکر کیسی ....."

"قرض بیوپار کا ہے۔ ہمارے تعلقات الگ چیز ہیں۔ دونوں کا کوئی سمبندھ نہیں۔ جب تک قرض ادا نہ ہو جائے مجھے اطمینان حاصل نہ ہو سکے گا۔"

سیٹھ منگل چند اس ہونہار اور ذہین نوجوان سے بحث نہ کر سکے۔ وہ اس وقت اس پر زیادہ دباؤ ڈال کر اپنی بے چینی کا اظہار نہ کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ راکیش سے مل کر اور اس کے نظریات کو جان کر تو ان کی آرزو اور بھڑک اٹھی تھی۔ ریتا کی زندگی کا پاسبان اور ان کی جائیداد کا وارث ان کی نگاہوں میں اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا۔

سیٹھ منگل چند نے راکیش سے ہاتھ ملا کر کہا کہ وہ اس دن کا انتظار کریں گے جب وہ اپنے خاندان کا بوجھ ہلکا کر کے ریتا کے لئے اپنے آپ کو پیش کریگا۔ اس سے پہلے کہ وہ راکیش سے کوئی عہد و پیمان لے سکیں اُمیش دفتر میں داخل

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہوا۔ ان دونوں کو اس قدر گھل مل کر باتیں کرتے دیکھ کر وہ کھل اٹھا۔
راکیش نے جب ببیتا کو دیکھا تو سیٹھ جی کو ان کے حوالے کرتا ہوا خود باہر نکل گیا۔ سیٹھ جی نے اُسے روکنا بھی چاہا، لیکن کسی کام کا بہانہ کر کے وہ باہر چلا گیا۔ اُمیش نے پہلے راکیش کو باہر جاتے دیکھا اور پھر معنی خیز انداز میں سیٹھ منگل چند کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"کہیں آپ نے ریتا کے بارے میں اس سے ذکر تو نہیں کر دیا۔"
"نہیں۔ بلکہ وہ خود ہی کہہ اٹھا کہ ان کی پرانی پہچان ہے اور اس نے ریتا کو سویکار کرنے کی رضا بھی دے دی ہے۔"
"اوہ۔۔۔۔کمال ہے۔۔۔۔ تب تو آپ جادوگر نکلے۔ ہم تو یہی سوچ رہے تھے کہ کس طرح ذکر کریں۔"
"نہایت باوفا لڑکا ہے۔ مجھے بہت پسند ہے۔"
"آخر بھائی کس کا ہے۔"
"بھائی نہیں۔ بیٹا کہو۔ بالکل رگھو پر گیا ہے۔ تم نے اتنے سال بیوپار میں جو سیاہ کاریاں کی ہیں وہ ان سب کو دھو دے گا۔"
"وہ کیسے؟" اُس نے ترچھی نظر سے سیٹھ منگل چند کو دیکھا۔
"جانتے ہو وہ کیا کہہ رہا تھا"
"کیا؟"
"میری بیٹی کا ہاتھ اس دن تھامے گا جس دن اپنے بیوپار کا سب قرضہ اتار دے گا۔ گھر بار اور تم سب کو آزاد کرائے گا۔"
"پھر آپ نے کیا کہا؟"
"اُس کے نیک ارادوں کے سامنے سر جھکا دیا اور پہلے سے زیادہ اس کا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گرویدہ ہو گیا۔"

"لیکن آپ تو جانتے ہیں کاروبار میں وہ دم نہیں رہا جو اتنی بڑی رقم اتار دے۔"

"دیکھا جائے گا..... کاروبار کی گرتی ہوئی حالت تو شاید سنبھل جائے، لیکن ڈرتا ہوں اس کوشش میں تمہارا ماضی ننگا نہ ہو جائے۔"

"سیٹھ جی.....!"

اُمیش چلا کر رہ گیا۔ اس نے ضبط سے کام لیا اور اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر کے مروڑنے لگا۔ سیٹھ منگل چند کے چہرے پر ایک انوکھی چمک تھی۔ اُن کی مسکراہٹ میں زہر گھلا ہوا تھا۔ ذرا ہی دیر میں اُمیش پسینے میں شرابور ہو گیا۔ سیٹھ منگل چند مسکراتے ہوئے اٹھے اور اُمیش سے ہاتھ ملاتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اُمیش دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ راکیش سے ایک ہی ملاقات میں سیٹھ جی کا رویہ بدل گیا تھا۔ اُس نے فوراً اکاؤنٹنٹ کو بلایا۔

"دیکھو حساب کتاب کی سب کتابیں الماری میں بند کر دو اور بغیر میری اجازت کے انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔"

اور اکاؤنٹنٹ گردن ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

اُسی شام بدھا پارک کے ایک اکانت کونے میں ارچنا اور راکیش بیٹھے تھے۔ ارچنا زور زور سے ہنس رہی تھی اور اس بات سے بے پرواہ تھی کہ چند لوگ اس کی ہنسی پر ادھر متوجہ ہیں۔ وہ ہنسے چلی جا رہی تھی۔ پھر وہ ہنسی روکتے ہوئے بولی۔

"تو تم نے سر پر آئی ہوئی بلا کو اس طرح صفائی سے ٹالا۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ہاں۔ سیٹھ جی تو جیسے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے تھے کہ میں رات کا کھانا اُن کے یہاں ضرور کھاؤں۔ مگر میری نظروں میں تو آج کی شام اور تم گھوم رہی تھیں۔ میں سیٹھ جی کے یہاں کھانا کھانے چلا جاتا تو میری آنکھیں بھوکی رہ جاتیں۔"

"کیا مطلب؟" ارچنا نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"ارچنا۔ محبت میں پریمی خود بھوکا رہ سکتا ہے، لیکن اپنی آنکھوں کو بھوکا نہیں رکھ سکتا۔"

ارچنا شرما گئی اور بات کا رُخ بدلتے ہوئے بولی۔

"ایک بات تو بتاؤ راکیش۔ یہ ریتا کیسی لڑکی ہے؟"

"بڑی تیز طرار لڑکی ہے۔ خوبصورت بھی ہے۔"

"تم اُس سے محروم ہو کر پچھتا رہے ہو گے نا؟"

"کیا تم سچائی جاننا چاہتی ہو ارچنا؟"

"ہاں.....!"

"تو سنو۔ میں واقعی پچھتا رہا ہوں۔ اچھا ہوا کہ میں نے پہلے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ ورنہ میرا دل اُس کی گھنیری زلفوں میں پھنس کر رہ جاتا۔"

یہ سنتے ہی ارچنا اُداس ہو گئی اور پھر جل بھن کر کھڑی ہو گئی۔ اُس نے خشمگیں نگاہوں سے راکیش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پچھتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میری طرف سے تم اب بھی آزاد ہو۔ چاہو تو اب بھی اُس کے پاس جا سکتے ہو۔"

راکیش نے اُس کی آنکھوں میں حسد کی آگ دہکتی ہوئی دیکھی۔ وہ مسکرا اُٹھا۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر ارچنا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے کھینچ کر دوبارہ اپنے پاس بٹھا لیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تو اس میں بگڑتے کی کیا بات ہے۔ تم نے دل کو کڑا کیا اور میں نے سچ بات کہہ دی۔"

"یعنی آپ کے سامنے پیار ایک کھیل ہے۔ جو بھی حسین اور جوان صورت دیکھی اُسی پر مر مٹے۔"

"جی بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔ آپ نے بھی تو پہلی ہی نظر میں مجھے پلکوں میں چھپا لیا تھا۔"

"نہیں۔ بلکہ تمہارے انداز میں شستی کی جھلکیاں نظر آئی تھیں۔ میں اُس انداز پہ مر مٹی تھی۔"

"شستی ... کون شستی؟"

"تھا کوئی ہم سفر ..... اب جدا ہو گیا ..... تم سے پہلے میں اُسی کی پوجا کرتی تھی۔ مہینوں اس کا انتظار کیا کرتی تھی۔"

"تو پھر اسی کا ساتھ دیا ہوتا۔ مجھ سے یہ دل لگی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"لیکن میں اسے کھو کر تمہاری طرح پچھتا نہیں رہی۔ میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہی ہوں۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ تم بہت خوبصورت ہو۔ اُس سے کہیں زیادہ ....."

راکیش ارچنا کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔ اُس نے طنزیہ انداز سے اس کی آنکھوں میں جھانکا اور بنا کچھ کہے سُننے جانے لگا۔ ارچنا نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور اپنے ہاتھوں کی گرفت اُس کے کندھوں پر مضبوط کر کے اس سے آنکھیں ملا کر مسکرائی۔

"واہ صاحب۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ ایسی بھی کیا بات تھی کہ آپ دل

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کو کرید نے اور میں سیج نہ کہہ پاتی ۔"
" مجھے معلوم نہ تھا کہ جس معصوم لڑکی کو میں چاندنی کی طرح اُجلی سمجھتا تھا وہ بھی میلی ہے ۔"
" اور مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا چاہنے والا ایک ہی پل میں ریت کا دیوار ہو جائے گا ۔"
" وہ تو جھوٹ ہے ۔ مجھے تو اس کی صورت تک سے نفرت ہے میں نے تو یوں ہی مذاق میں کہا تھا ۔"
" پھر یہ ششی کون ہے ؟"
" میرا محبوب فلم اسٹار ششی کپور ۔ میں نے اُسے سینما کے پردے پر دیکھا ہے ۔ ویسے میں نے مہینوں اُس کی فلموں کا انتظار کیا ہے ۔"
ششی کپور کا نام سن کر وہ جھینپ گیا ۔ اُسے یوں لگا جیسے اچانک کسی نے اس پر گھڑوں پانی ڈال دیا ہو ۔ اُس کی بے بسی پر ارچنا ہنسنے لگی اُس نے آج راکیش کے پیار کو نئے انداز سے پرکھ لیا تھا ۔ وہ پیار بھری نظر سے اُسے دیکھ رہی تھی اور راکیش چپ چاپ سر جھکائے جھینپا ہوا کھڑا ارچنا یکبارگی ہنستے ہنستے رُک گئی اور راکیش کی گم سُم صورت جائزہ لینے لگی ۔ شاید وہ ابھی تک اس مذاق کی تہہ سے اُبھر کر نہ نکلا تھا وہ اُسے ایک ٹک دیکھنے لگی تو راکیش نے نگاہیں چار کرتے ہوئے سوال
" یہ ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہی ہو ؟"
" دیکھ رہی ہوں ۔ مردوں کا حوصلہ کتنا ہوتا ہے ۔ لڑکیاں تو صبر کا مادّہ رکھتی ہی ہیں ۔ لیکن مردوں کا دل اتنا چھوٹا ہوتا ہے اس کا اندازہ نہیں تھا ۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش ہنس پڑا اور ارچنا کو اپنے قریب کھینچتے ہوئے اُس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

"ہاں ارچنا اس معاملے میں میرا دل چھوٹا ہی ہے۔ شاید اس لئے میں تم سے بے پناہ پیار کرتا ہوں۔"

"واہ جی۔ یہ خوب پیار ہے۔ شادی کر کے تو تم نے میری آزادی ختم کر دیا۔ اب یہ بھی چاہتے ہیں کہ کسی سے نہ کہو کہ میں تمہاری ہوں۔"

"چند مہینوں کی ہی تو بات ہے ارچنا۔ اِدھر ذرا قرض ہلکا ہوا ادھر بابو جی کا مزاج سنبھلا ادھر تم اس گھرانے میں بہو بن کر آئیں۔"

• "کبھی کبھی تو نہ جانے کیوں دل ڈرنے لگتا ہے۔"

• "کیوں؟"

"کہیں آپ کی یہ مجبوری میرے لئے زندگی بھر کی قید نہ بن جائے۔"

"ایسا نہ کہو ارچنا۔ تمہیں میرے پیار کی قسم۔" راکیش نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر اس کی زلفوں سے کھیلنے لگا۔ اکانت گوشہ میں دو نوجوان دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

اُس رات راکیش ذرا دیر سے گھر پہنچا۔ جب اُس نے بابو جی کے پاؤں دبائے تو انہوں نے اس تاخیر کی وجہ پوچھی۔ راکیش نے بہانہ کر دیا کہ چند پرانے دوست مل گئے تھے۔ مگر آج بابو جی کے قریب اپنے بھیا اُمیش کو اس وقت دیکھ کر اُسے حیرت ہوئی۔ آج وہ وقت سے پہلے ہی گھر آ گیا تھا۔ اس نے اُمیش کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

• "کیا بات ہے بھیا۔ آج بہت جلدی گھر آ گئے!"

• "کیوں نہ آتا" رگھوناتھ جی بولے "تم نے جو آدھا بوجھ اپنے کندھوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پر لے لیا ہے۔ اب اُمیش کو اتنی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"ہاں بابوجی۔ میں اور بھیا دونوں لگن کے ساتھ کام کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ منگل چند کا قرضہ جلد نہ نمٹ جائے۔"

تبھی سامنے اُما آئی اور راکیش کو جلدی منہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا۔ وہ بھی اس بحث سے بچنا چاہتا تھا۔ بھابی کا اشارہ پاتے ہی کھسک گیا۔ اُما نے شوہر کے سامنے کافی کا پیالہ اور رگھوناتھ جی کے سامنے دودھ کا پیالہ رکھ دیا۔ وہ دونوں سنجیدہ بیٹھے تھے۔ اچانک رگھوناتھ جی بولے۔

"کیوں بہو۔ دل ٹٹولا تم نے راکیش کا؟"

"ایسی بھی کیا جلدی ہے بابوجی۔ ذرا اُسے کاروبار میں جمنے دیجئے۔" یہ کہہ کر اُما راکیش کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں بت بنے اُسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

"ارچنا کیسی ہے؟" اُما نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بھابی کے جھوٹے وعدوں پر جی رہی ہے۔" راکیش نے قمیص بدلتے ہوئے کہا۔

"جھوٹے وعدے..... یہ تم سے کس نے کہا؟"

"بابوجی اور بھیا کی نگاہوں نے..... اُنہیں میری زندگی عزیز نہیں ہے۔ اُن کو تو سیٹھ جی کی دولت سے پیار ہے۔"

"بس اتنی جلدی گھبرا گیا۔ میں ابھی زندہ ہوں اس گھر میں۔ چل جلدی سے تیار ہو جا۔ میں کھانا پروسنے لگی ہوں۔"

تبھی کمرے کے باہر شور سنائی دیا۔ دونوں نے مڑ کر دیکھا تو راجو گود میں ایک بلی دبائے کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے پیچھے اُمیش خفا ہوتا ہوا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آیا۔ راجہ باپ سے ڈر کر چچا کے پیچھے چھپ گیا اور بلّی کو ماں کے اوپر اچھال دیا۔ بلّی اُما کے سر پر سے کودتی ہوئی کھڑکی کے باہر نکل گئی اور ڈر کے مارے اُما کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اُمیش راجہ کو پکڑنے کے لئے غصہ میں بڑھا تو راکیش نے روک دیا۔

"آخر بچہ ہی تو ہے۔ جانے دیجئے۔ بابوجی کہتے ہیں آپ بھی اس عمر میں اتنے ہی شریر تھے۔"

اُمیش نے گھور کر راجہ کو دیکھا اور غصہ میں بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اُما اپنے ہاتھ پر بلّی کی ڈالی ہوئی خراشیں سہلاتی ہوئی راکیش سے بولی۔

• "اس کی شرارتوں سے تو میں تنگ آگئی ہوں۔"

• "ہاں بھابی۔ واقعی یہ بہت شریر ہوتا جارہا ہے۔ اسے اب ہوسٹل میں بھیج دینا چاہیئے۔ یا گھر پر کسی اچھے ٹیوٹر کا انتظام کرنا چاہیئے جو اسے پڑھانے کے ساتھ ساتھ اس کی شرارتیں بھی کم کرائے۔"

"واہ انکل خود ہوسٹل سے نکل آئے تو اب مجھے وہاں بھیجنا چاہتے ہو۔ میں تو کبھی نہ جاؤں گا۔"

"تو پھر انکل کی طرح پڑھ لکھ کر بڑے آدمی کس طرح بنو گے۔"

• "میں تو انکل کے ساتھ دفتر میں کام کروں گا۔"

"اچھا۔ تو تو دفتر میں میرے ساتھ کام کرے گا؟"

"ہاں انکل!"

"تو چل جلدی سے میرے جوتے اتار۔"

"کیا دو گے۔ اس کام کا۔"

"ایک زوردار چپت۔" اُما نے کان پکڑ کر کہا "شریر کہیں کا۔ گھر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

والوں سے بھی کوئی دام ٹھہراتا ہے ۔"

"یہ بیوپار کی بات ہے ماں ۔ تو بیچ میں مت بول ۔" راجہ نے اپنا کان اس سے چھڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھابی ۔ تم کیوں بولتی ہو ہمارے بیوپار کی بات میں ۔ چلو راجہ ادھر آؤ ۔ لو بٹوتا اُتارو ۔ ایک چاکلیٹ ۔"

چاکلیٹ کا نام سنتے ہی راجا کی آنکھوں میں چمک آگئی ۔ وہ جھٹ فرش پر بیٹھ گیا اور راکیش کا بُوتہ کھولنے لگا ۔ اُما نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا اور راکیش کے لئے کھانا پروسنے چلی گئی ۔ جیسے ہی وہ نظروں سے ہٹی راجہ نے راکیش کے کان میں آہستہ سے یہ بات پھونک دی ۔

"انکل ۔ ایک مزے کی بات بتاؤں !"

"کیا ؟"

"جلد ہی ہمارے یہاں ہماری آنٹی آنے والی ہیں ۔"

"کیا ؟"

"ہاں انکل ۔ دادا اور ڈیڈی آپس میں باتیں کر رہے تھے ۔ میں نے سب باتیں سُن لی ہیں ۔ وہ کہہ رہے تھے تم اب سیانے ہو گئے ہو ۔"

"چل ہٹ بدمعاش کہیں کا ۔ ایسی باتیں بچے نہیں کرتے ۔ ۔ ۔ ۔"

راکیش کی بات سُن کر راجہ بھاگ گیا اور راکیش کچھ سوچ کر مسکرا دیا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

۱۳

راکیش نے دو مہینے میں ہی اپنے ارادے کے مطابق سیٹھ منگل چند کی پہلی قسط ادا کردی۔ سیٹھ جی نے جب اُمیش کے ہاتھوں سے اُس قسط کا چیک لیا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ان کو بالکل امید نہیں تھی کہ رگھوناتھ کا خاندان کبھی ان کی ایک پائی بھی ادا کرنے کے قابل ہوگا۔ اُمیش نے بھی چیک دیتے وقت اپنے بھائی کی صلاحیتوں کی تعریف کی۔

منگل چند چیک لے کر کچھ خوش نہیں ہوئے۔ انہوں نے گھنٹی بجا کر چپراسی کو بلایا اور اس سے چائے لانے کو کہا۔ جیسے ہی چپراسی باہر گیا۔ رینا کھٹ پٹ کرتی اندر داخل ہوئی۔

"ہیلو ڈیڈی ...... ہیلو بھیا......"

"ہیلو رینا..... کیسی ہو" اُمیش نے جھینپتے ہوئے کہا

"فائن ...... ویری فائن"

وہ ڈیڈی کے گلے میں جھول گئی۔ منگل چند نے بیٹی کے سر پر شفقت سے بوسہ دیا اور پوچھا۔

"کہاں سے آ رہی ہو؟"

"کلب سے ..... ڈیڈی آپ جانتے ہیں اگلے سنڈے کو ہمارے یہاں بیوٹی contest ہے۔ اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں بھی اس میں حصہ لے رہی ہوں"

"نہیں بیٹی۔ شریف گھرانے کی بہو بیٹیوں کو ایسے انتخاب میں حصہ لینا شوبھا نہیں دیتا۔ رگھوناتھ جی سنیں گے تو کیا کہیں گے"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اُن کی بات تو بعد کی ہے۔" اُمیش بول پڑا "پہلے تو تمہیں یہ دیکھنا ہے کہ راکیش کو بھی یہ باتیں پسند ہیں یا نہیں۔"

راکیش کا نام سنتے ہی وہ شرما گئی۔ اُس نے اُنگلی ہونٹھوں میں دبا لی اور بنا کچھ کہے واپس جانے کے لئے مُڑی۔ منگل چند نے بیٹی کی شرمیلی ادا کو دیکھا اور بولے۔

"تمہاری کامیابی تو اب اسی میں ہے کہ تم راکیش کے گھرانے کی کوئین بنو۔ اُس کی پسند ہی تمہاری پسند ہونی چاہیئے۔"

ریتا شرماتی ہوئی باہر نکل گئی۔ منگل چند نے اُمیش سے نظریں ملاتے ہوئے کہا۔

"ایک دور چل جائے۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"ریتا جو گھر پر ہے۔ اس کے سامنے پینا کچھ مناسب نہیں۔"

منگل چند اُس کی گھبراہٹ دیکھ کر ہنس دیئے۔

اُدھر راکیش دفتر میں اکاؤنٹس کی فائیلوں پر جھکا حساب کتاب پر کڑی نظر رکھنے والی نگاہیں ڈال رہا تھا۔ اس کا اکاؤنٹنٹ اس کے سامنے سہما ہوا بیٹھا تھا۔ راکیش نے اس سے ایسے سوالات پوچھے تھے جن کا جواب وہ نہیں دے پایا تھا۔ راکیش نے جب ذرا سختی سے اپنے سوالات دہرائے تو اُس نے سارا راز اُگل دیا۔ وہ بولا۔

"یہ سارا جوڑ توڑ اُمیش بابو نے کیا ہے۔ اس میں جتنی ہیرا پھیری ہے اُس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے دیکھا کہ فیکٹری کا بنا ہوا مال پورے منافع پر بکنے کے باوجود اور کافی پروڈکشن کے باوجود بھی نقصان دکھایا گیا ہے ۔ حساب پورے لکھے ہوئے نہیں ۔ اخراجات بھرپور ہیں ۔ وہ بھیا کی یہ کارستانی دیکھ کر دنگ رہ گیا ۔ اُس نے ضبط سے کام لیا اور اکاؤنٹس کی کتابوں کو اکاؤنٹنٹ کے حوالے کرتا ہوا بولا ۔

" لالہ جی ۔ ابھی یہ بات آپ کو راز میں رکھنی ہوگی کہ میں اس ہیر پھیر سے واقف ہو گیا ہوں ۔ بھیا کو یہ بات نہ معلوم ہونا چاہیئے ۔"

" لیکن میری جان آفت میں ہے چھوٹے بابو ۔"

" آپ چنتا نہ کریں ۔ میں اُن سے کوئی بات نہیں کہوں گا ۔ اب آپ جا سکتے ہیں ۔"

راکیش نے اُنہیں سر سے پاؤں تک گہری نظروں سے دیکھا جیسے وہ اُن پر بھی شک کر رہا ہو ۔ لالہ جی رجسٹر لے کر باہر نکلے تو ان کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں ۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ راکیش اکاؤنٹس میں اتنا ماہر ہوگا ۔ اُس نے جو چوری پکڑی تھی وہ کوئی آڈیٹر ہی پکڑ سکتا تھا ۔

اکاؤنٹنٹ کے چلے جانے کے بعد راکیش سامنے کی طرف دیکھنے لگا ۔ اُس کا تصور دیوار پر ایک نقش اُبھارنے لگا ۔ وہ نقش پھیلتے پھیلتے ایک بھیانک دیو کی شکل اختیار کر گیا ۔ وہ نقش اس کے بھائی اُمیش کا تھا ۔ راکیش کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس دیو نے بابو جی کی بیماری کا فائدہ اٹھا کر تمام کاروبار کو نگل لیا ہے ۔

راکیش جب شام کو گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ رگھوناتھ جی لان میں اپنے پوتے راجہ کے سہارے چلنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ وہ جلدی ہی تھک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گئے اور آرام کرسی پر جا بیٹھے۔ راجہ نے بڑھ کر دادا کو کرسی پر بٹھانے میں مدد دی اور رومال سے ان کے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھنے لگا۔ پھر وہ بھاگ کر اندر چلا گیا۔

راکیش نے جب دادا اور پوتے کا یہ سمبندھ دیکھا تو بھیا کی تمام کارستانیوں کو بھول گیا۔ وہ ان سیاہ کاریوں کو باپ کے سامنے کھول کر ایک سکھی گھرانے میں آگ نہ لگانا چاہتا تھا۔ وہ پتا کے سامنے جا کھڑا ہوا اور ان کے پاؤں چھو لئے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کا سواگت کیا اور بولے۔

"آؤ بیٹا۔ آج تو تمہارے چہرے سے بہت تھکن معلوم ہو رہی ہے۔ آج تم نے بہت کام کیا ہوگا۔"

"نہیں باپوجی۔ یہ تو اب روزمرہ کا کھیل بن گیا ہے۔ کہیئے اب کیسی طبیعت ہے؟"

"پہلے سے بہت بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے چلنے پھرنے کی اجازت دے دی ہے۔ آج میں نے اس باغیچے کا پورا چکر لگایا ہے۔"

"میں آپ کے لئے دوائیں لایا ہوں۔" راکیش نے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

ابھی وہ بیگ کھولنے ہی جا رہا تھا کہ اس نے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ آنے والے کا منہ تکتا رہ گیا۔ وہ ارچنا تھی۔ اس کے ہاتھ میں پھلوں کے رس کا گلاس تھا۔ ارچنا نے آگے بڑھ کر وہ گلاس رگھوناتھ جی کو دیا۔ راکیش کی حیرت زدہ نظروں کو دیکھتے ہوئے رگھوناتھ جی بولے۔

"راکیش۔ یہ ارچنا ہیں۔ راجہ کی نئی ٹیوٹر۔ آج ہی انہوں نے راجہ کو پڑھانا شروع کیا ہے۔" پھر وہ ارچنا کی طرف دیکھ کر بولے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"میرا چھوٹا بیٹا راکیش "۔

"نمستے" ارچنا نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"نمستے" راکیش بھی ہوش میں آ گیا۔

ارچنا زیرِ لب مسکرا رہی تھی اور راکیش ابھی تک حیرت زدہ تھا۔ آخر اس نے ارچنا کو مخاطب کیا "بھابی کہاں ہیں؟"

"ذرا مارکیٹ تک گئی ہیں"۔ ارچنا یہ کہہ کر اندر چلی گئی۔

"شریف گھرانے کی غریب لڑکی ہے۔ اُما اس کو جانتی تھی۔ اس کی دور کی رشتہ دار بھی ہے، اس لئے میں نے اُما کو اجازت دیدی۔ اس کی مدد بھی ہو جائے گی اور ہمیں راجہ کے لئے ایک اچھے ٹیوٹر کی ضرورت بھی تھی۔ میں اُس کے ہوسٹل میں داخلے کے خلاف ہوں۔ اتنا چھوٹا بچہ ماں باپ سے دور رہ کر بہت بگڑ جاتا ہے۔ وہ نہ پڑھائی پر توجہ دیتا ہے اور نہ اس کی صحت ہی اچھی رہتی ہے"۔

"جی..."...

راکیش نے دلی خوشی دباتے ہوئے مختصر سا جواب دیا اور مکان کے اندر جانے لگا۔

وہ پیروں کی آہٹ دبائے اس کمرے تک جا پہنچا جہاں ارچنا راجہ کو پڑھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ چپکے سے اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ ارچنا بڑے پیار سے راجہ کو ہر لفظ کے معنی سمجھا رہی تھی۔

"بی۔ او۔ وائی۔ بوائے۔ بوائے معنی لڑکا۔ جیسے تم۔"

"جی۔ آئی۔ آر۔ ایل۔ گرل۔ گرل معنی لڑکی۔ جیسی تم"۔ راجہ نے کہا

راکیش بے ساختہ ہنس پڑا اور وہ دونوں چونک پڑے۔ راجہ اُسے دیکھ کر چہک گیا اور بھاگ کر اُس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ ہماری ٹیچر ہیں ۔ ارچنا آنٹی ۔ کیسی ہیں ہماری آنٹی ؟"

"بہت سندر ہیں ۔ بہت پیاری ہیں ۔" راکیش نے تعریفی انداز میں کہا۔

ارچنا شرما گئی ۔ راکیش اس کے قریب آبیٹھا اور راجہ کو پیار کرنے لگا ۔

اُس نے جیب سے چاکلیٹ کا پیکٹ نکالا اور راجہ کو دے دیا ۔ وہ پیکٹ لے کر باہر بھاگنے لگا۔

"نہیں راجہ ادھر آؤ ۔ یہ پڑھنے کا وقت ہے ۔" ارچنا نے آواز دی۔

"نہیں راجہ ۔ باہر جاؤ ۔ یہ کھیلنے کا وقت ہے ۔" راکیش نے بلند آواز میں راجہ سے کہا ۔

راجہ باہر بھاگ گیا اور ارچنا منہ بنا کر رہ گئی ۔ راکیش نے اُسے اپنی آغوش میں کھینچ لیا ۔

"ہٹیے ۔ کوئی دیکھ لے گا ۔"

"دیکھنے دو ...... یہ سب کس کی مہربانی سے ہوا ارچنا ؟"

"تمہاری بھابی کی ....."

"وہ کیسے ؟"

"شاید وہ آپ کے دل کو گھایل پنچھی کی طرح تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھیں ۔" ارچنا نے شرارت آمیز لہجہ میں کہا۔ "تمہاری بھابی نے مجھے بتایا تھا کہ تم بہت اداس رہتے ہو ۔ میری جدائی میں موم بتی کی طرح گھلے جا رہے ہو ۔"

"اوہ ۔ اور تم ؟ ... تم بھی تو سوکھ کر کانٹا ہوئی جا رہی تھیں میری جدائی میں ۔"

"میں لڑکی ہوں ..... عورت میں صبر اور برداشت کی قوت زیادہ ہوتی ہے ۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے اُسے اپنی طرف کھینچ کر اور زور سے بھینچ لیا۔ عین اسی وقت دروازے میں اُما نمودار ہوئی ۔ دونوں گھبرا کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ اُما کے انداز سے پتہ چلتا تھا جیسے اُس نے کچھ نہیں دیکھا۔ ارچنا کو اس وقت بے حد خفت ہوئی ۔ راکیش ذرا بے باکی سے بولا ۔

"جواب نہیں بھابی تمہارا ۔ کیا ترکیب نکالی ہے تم نے اِسے گھر لانے کی"۔

" ایک پنتھ دو کاج ۔ تمہیں دماغی سکون بھی مل جائے گا اور راجہ کچھ پڑھنے لگے گا "۔

"اور اپنا نہیں کہتیں ۔ تمہیں بھی تو ایک ساتھی مل جائے گا "۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بج اُٹھی ۔ اُما نے فون پر بات چیت کی اور راکیش سے بولی ۔

" تمہارے بھیّا کا فون تھا ۔ آج کھانا باہر کھائیں گے ۔ رات کو دیر سے لوٹیں گے "۔

راکیش سوچ میں پڑ گیا اور اُما اداس ہو گئی ۔ پھر بولی ۔

" وقت پر تو وہ اطلاع دے ہی نہیں سکتے ۔ اب کتنا کھانا ضائع جائے گا "۔

" بھیّا کی یہ بہت بُری عادت ہے ۔ لیکن کھانا ضائع نہیں جائے گا ۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان بھی تو موجود ہے "۔

" نہیں نہیں " ارچنا نے پریشان ہو کر کہا " آنٹی میرا انتظار کر رہی ہوں گی "۔

" تو کیا ہوا ۔ اب تمہیں اپنی مالکن کا نہیں مالک کا کہنا ماننا پڑے گا "۔ اُما نے کہا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا کو اُن دونوں کی ضد کے آگے ہاں کہنی ہی پڑی۔

کچھ ہی دیر بعد کھانا پروس دیا گیا۔ راکیش، ارچنا اور راجہ کھانا کھا رہے تھے۔ اُما انھیں کھانا نکال نکال کر دے رہی تھی۔

"بھابی جیسا کھانا کوئی نہیں پکا سکتا۔ دال بھی پکاتی ہیں تو مُرغ کا مزہ آجاتا ہے۔"

راکیش نے کھانے کی تعریف کی تو راجہ فوراً بول اٹھا۔

"ایک دن ارچنا آنٹی سے بھی کھانا پکواؤ۔ یہ بھی بہت اچھا پکاتی ہیں"۔

"تمہیں کیا معلوم۔ تم نے ان کے ہاتھ کا کھانا کب کھایا ہے؟" راکیش نے پوچھا

"ضرور پکاتی ہوں گی۔ انہیں سب ترکاریوں اور پھلوں کے نام آتے ہیں۔ مجھے سب سکھائے ہیں۔"

راجہ کی بات پر سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"بہت باتیں بنانے لگا ہے"۔ اُما نے کہا۔

اسی وقت رتیا کھانے کے کمرے میں داخل ہوئی اور سب اُسے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُما نے آگے بڑھ کر اس کا سواگت کیا۔ اس نے ارچنا کو اجنبی نظروں سے دیکھا تو راکیش نے تعارف کرا دیا۔

"یہ ہیں رتیا۔ ہمارے بابوجی کے جگری دوست سیٹھ منگل چندجی کی لڑکی۔"

"بس۔۔۔۔۔ اور کچھ نہیں؟" رتیا نے مسکرا کر راکیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور راکیش گڑبڑا کر رہ گیا۔ اُما جھٹ بول پڑی۔

"اور یہ جلد ہی اس گھر کا سنگار بن کر آنے والی ہیں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اور آپ؟" ریتا خوشی سے ضبط کرتے ہوئے ارحینا کی طرف مخاطب ہوئی۔

"ارحینا۔ میری دور کی رشتہ دار۔ اور راحیہ کی نئی ٹیوٹر۔"

ریتا نے ٹیوٹر کا لفظ سُن کر اطمینان کا سانس لیا۔ وہ اب تک ارحینا کو شکوک نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ اُما نے اُس سے کھانے کے لئے کہا۔

"پھر سہی بھابی۔ اس وقت تو میں جلدی میں ہوں۔ میں اس وقت ایک کام سے آئی تھی۔"

اُس نے اپنے بیگ میں سے دو دعوت نامے نکالے اور بولی

"ہمارے کلب میں اس سنڈے کو Beauty contest ہے۔ ایک دلچسپ پروگرام رہے گا۔ اس کا invitation لے کر آئی ہوں۔"

پراکیش نے لاپرواہی سے کارڈ لے کر انگلیوں میں نچایا اور اس کو پڑھتے ہوئے بولا۔

"شاید اس مقابلے میں آپ بھی حصہ لے رہی ہیں۔"

"ارادہ تو تھا۔ مگر اب نام کٹوا دیا ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"ڈیڈی کہنے لگے آپ کو ایسی باتیں پسند نہیں۔ اس لئے۔۔۔"

"Oh, no! اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہوگی۔ I am sure اگر آپ اس میں حصہ لیں گی تو ضرور آپ ہی جیتیں گی۔ کیوں ارحینا آپ کا کیا خیال ہے؟"

"Oh sure! آپ کی personality بہت اچھی ہے۔ دلکش نقوش، سڈول بدن، مناسب قد، کھلتا ہوا رنگ۔ آپ کو ضرور انعام ملے گا۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مقابلہ میں حصّہ لینا چاہیئے "۔

راکیش اور ارچنا کی ہمت افزائی سے ریتا کھل اُٹھی۔ وہ شرماتے

بولی۔

"کہیں آپ لوگ مجھے بنا تو نہیں رہے ہے؟"

"نہیں ریتا" اُما فوراً بولی "سورج کو کون دیا دکھا سکتا ہے۔

اس مقابلہ میں حصّہ لینا چاہیئے"۔

"ہاں ریتا یہ موقع بار بار نہیں آتا"۔ راکیش بولا

"ایک آئیڈیا آیا انکل" راجہ بولا۔ وہ اب تک غور سے ان کی با

رہا تھا۔

"کیا؟"

"کیوں نہ ارچنا آنٹی کو ریتا آنٹی کی جگہ کھڑا کردیں"

"کیوں؟"

"کیونکہ ہماری ارچنا آنٹی ریتا آنٹی سے زیادہ سندر ہیں"۔

"خاموش۔ شیطان۔ جا باہر جا کر کھیل۔ چل بھاگ"۔

اوما نے راجہ کو ڈانٹا۔ وہ باہر بھاگ گیا۔ راکیش مسکرا کر باری

ارچنا اور ریتا کو تنقیدی نظروں سے دیکھنے لگا۔ مگر اُما نے فوراً ریتا سے

مانگی۔ اب ریتا نے غور سے ارچنا کو دیکھا اور پھر اپنے سراپا پر نظر ڈالی۔

کسیپا نا پن صاف ظاہر کر رہا تھا کہ اتنے قیمتی کپڑوں اور زیورات سے آرا

اُس کا حُسن اس سادہ اور معصوم حُسن کے شاہکار کے سامنے پھیکا پڑ گیا

"معاف کرنا ریتا۔ راجہ کی گستاخی کو ..... ہاں کتنے بجے پرا

اوما نے بات بدلی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"شام کو چار بجے" ریتا کا لہجہ بجھا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا گویا مقابلے سے پہلے ہی وہ ہار گئی تھی۔

"کیا تم مل سکو گی ارچنا؟" راکیش نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں مجھے اس سنڈے کو کچھ ضروری کام ہے" ارچنا نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس وقت صرف دو ہی پاس تھے۔ اگر آپ اس وجہ سے انکار کر رہی ہوں تو ایک پاس کا انتظام اور کیا جا سکتا ہے"۔ ریتا نے موڈ ذرا خوشگوار کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں شکریہ۔ مجھے اس قسم کے پروگراموں سے کوئی دلچسپی نہیں"۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں"۔ ریتا نے غرور سے کہا "ایک معمولی ٹیچر کی زندگی میں اتنی فرصت کہاں کہ وہ اس قسم کی تفریحات میں حصہ لے سکے۔ اس کے لئے تو بس یہ خواب ہی ہیں۔ ادھورے خواب"۔

ارچنا ریتا کے اس طنز پر بلبلا اٹھی، مگر غصہ کو ضبط کر کے خاموش رہی۔ اُما اور راکیش نے بھی ریتا کی اس گستاخی کو محسوس کیا، مگر ریتا فوراً ہی راکیش سے مخاطب ہو گئی۔

"تو آپ آرہے ہیں نا؟"

"کوشش کریں گے"۔

"او کے۔ گڈ نائٹ"۔

ریتا تیزی سے باہر نکل گئی اور یہ لوگ پھر کھانے میں مصروف ہو گئے۔

۴ ارچنا آج دیر سے ہوٹل پہنچی۔ ہوٹل کے بیرونی دروازے تک راکیش اس کو چھوڑنے آیا تھا۔ وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی اور جب وہ اندر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ کملا ابھی تک کھانے کے لئے اس کی راہ تک رہی تھی ۔ اُس کا ایک دھیمیا سا انگا انداز شرمندہ ہو کر بولی ۔

" ہماری آنٹی ۔ مجھے دیر ہو گئی ۔ بھابی نے کھانے کے لئے بہت اصرار سے روک لیا تھا "۔

" کوئی بات نہیں "۔ آنٹی کی مسکراہٹ نے اس کی گھبراہٹ کو کم کر دیا ۔

" کیسا گھر ہے ؟ کیسے لوگ ہیں ؟ "

" بہت اچھے ۔ بہت محبت کرنے والے ...... گھر میں اُما بھابی کا راج ہے ۔ ایک بیمار سسر ، ایک ان کے پتی اور ایک ان کا بچہ ۔ بس یہی مختصر سے گھرانہ ہے اُن کا ..... "

" تم پر کسی کو شک تو نہیں ہوا ؟ "

" بالکل نہیں ۔ بلکہ بھابی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں اُن کی رشتہ دار بھی ہوں اس لئے وہ لوگ عزت کرتے ہیں "۔

" اس میں کیا شک ہے ارچنا ۔ آخر تم اس کی دیورانی ہو "۔ کملا مسکرا کر بولی ارچنا دیورانی کے لفظ پر شرما گئی اور چپ چاپ میز پر کھانے کی پلیٹیں سجانے لگی ۔ پھر اُس نے چور نگاہوں سے آنٹی کی طرف دیکھا تو وہ ارچنا کے چہرے پر ہی نظریں جمائے ہوئے تھی ۔ وہ اس کی گہری نظروں کو کاٹتے ہوئے بولی ۔

" آج میں نے رینا کو بھی دیکھا "۔

" کون رینا ؟ "

" سیٹھ منگل چند کی بیٹی "

" اچھا ! کملا چونک پڑی اور ایک پل ہی میں اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ۔

" کہاں دیکھی وہ ؟ "

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"راکیش کے گھر۔ ۔ ۔ ۔"

"کیسی ہے وہ لڑکی ؟"

"بہت موڈرن اور نمائش پرست معلوم ہوتی ہے۔ مغرور اور بدتمیز بھی ہے۔ شاید اُسے اپنی دولت پر بہت ناز ہے۔"

ارچنا نے سب کچھ ایک سانس میں کہہ دیا اور پھر پلیٹ میں کھانا نکال لیتے نکالتے رک گئی۔ کملا کی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر اس نے اُدھر دیکھا۔

"کیا بات ہے آنٹی۔ آپ کچھ سوچ میں پڑ گئیں۔"

"آں۔ ۔ ۔ ۔ کچھ نہیں۔ سوچ رہی ہوں کہیں وہ امیرزادی تیرے راستے کا پتھر نہ بن جائے۔"

یہ کہہ کر وہ کرسی سے اُٹھی اور ہاتھ دھونے کے لئے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ ارچنا حیرت زدہ سی گم سم اس کی طرف دیکھنے لگی۔ کملا کے آخری جملے کو وہ ذہن میں بار بار دہرانے لگی ——

"کہیں وہ امیرزادی راستے کا پتھر نہ بن جائے"۔

۱۴

سیٹھ منگل چند اور رمیش اسٹڈی روم میں بیٹھے تھے اور ان میں گرما گرم بحث چھڑی ہوئی تھی۔ سیٹھ جی ایک اقرار نامہ کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ وہ بہت برہم نظر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آرہے تھے۔ اُمیش نے وہ اقرار نامہ سیٹھ جی اور بینک دونوں کے پاس رہن رکھ دیا تھا اور اُمیش کی اس حرکت سے سخت ناراض تھے۔ انہوں نے اُمیش پر کڑی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ تو سوچنا چاہیئے تھا کہ معاملہ سنگین ہو سکتا ہے۔"

"اسی لئے تو سیدھا آپ کے پاس چلا آیا ہوں۔ آپ چاہیں تو میری عزت بچا سکتے ہیں۔ بینک کا روپیہ نہ بھرا گیا تو وہ کیس کر دیں گے۔"

"لیکن اگر بینک والوں کو پتہ چل گیا تو تمہیں جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔"

"اس کی نوبت نہ آئے گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی طرح بھی یہ قرضہ ادا کر دوں گا۔ اس وقت کسی طرح بھی اس مصیبت کو ٹالیئے۔"

سیٹھ صاحب ایک لمحہ کے لئے گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر انہوں نے میز کی دراز سے چیک بُک نکالی اور بینک کی رقم ادا کرنے کے لئے چیک لکھنے لگے۔ جونہی اُنہوں نے اس پر دستخط کئے اُمیش کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔

"ایک بات کا خیال رہے۔ میں یہ چیک تمہاری عزت بچانے کیلئے نہیں دے رہا بلکہ مجھے اس عزت کا پاس ہے۔ آخر تم سمبندھی جو ٹھہرے۔"

"آپ تو اب شرمندہ کرنے لگے۔ مجھے میری نظروں سے مت گرایئے۔"

"مگر ایک بات تو بتاؤ۔ یہ راکیش شادی کی بات کیوں ٹال جاتا ہے؟"

انہوں نے وہ چیک اُمیش کے سپرد کرتے ہوئے پوچھا۔

"ٹال نہیں رہا۔ بلکہ اس رشتہ کو اور گہرا اور مضبوط بنانے کے لئے رات دن آپ کا قرضہ اتارنے کی فکر میں ہے۔"

"یہی دیکھ کر تو چپ ہوں۔ ورنہ اب تو بیٹی بھی بوجھ لگنے لگی ہے۔ سوچتا ہوں جتنی جلدی ہو سکے اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُسی وقت بیتا کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ بیحد اداس اور برافروختہ
اس کی صورت پر مایوسی اور اداسی کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں ۔ منگل چند
ن کی پریشان صورت دیکھی تو پوچھ بیٹھے۔
"کیوں بیٹی۔ کیا ہوا تمہارے اس مقابلے کا؟"
"میں ہار گئی ڈیڈی" اس نے مغموم لہجے میں کہا۔
"تو کیا ہوا۔ اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے۔ ہار جیت تو زندگی
ہی رہتی ہے۔ راکیش اور اُما بھی تو گئے تھے وہ مقابلہ دیکھنے" اُمیش
اِغلت کرتے ہوئے پوچھا۔
"راکیش اور بھابی نہیں۔ راکیش اور ارچنا"
"ارچنا ... وہ راجہ کی ٹیوٹر؟" اُمیش نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا
"جی ... شاید اُنہیں پروگرام پسند نہیں آیا تبھی ادھورا چھوڑ
آئے"
رنیتا بڑی بد دلی کے ساتھ قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔
انے سیٹھ جی کا دیا ہوا چیک جیب میں رکھ لیا۔ وہ ابھی تک حیران تھا
ماس انکشاف پر کہ ارچنا راکیش کے ساتھ اس پروگرام میں گئی تھی۔
جی نے جب ارچنا کے بارے میں سوال کیا تو اس نے ٹال دیا اور سیٹھ جی
خصت طلب کی۔ وہ جلد ہی گھر پہنچنا چاہتا تھا۔
اُمیش جب اپنے گھر پہنچا تو ارچنا راکیش کے ہمراہ میز پر بیٹھی چائے پی رہی تھی
کی اس قربت کو دیکھ کر ذرا چونکا اور انہیں شکوک نگاہوں سے دیکھنے لگا۔
نے جونہی بھیا کو دیکھا فوراً کرسی سے سواگت کرنے کو اٹھا۔ ارچنا بھی اپنی
اُٹھی اور دونوں ہاتھ جوڑ کر اس نے نمستے کیا۔ راکیش نے بھیا کو چلتے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کے لئے پوچھا اور ارچنا اس کے لئے چائے بنانے لگی۔

"اُما کہاں ہے ؟" اُمیش نے پوچھا

"بابوجی کو چائے دینے گئی ہیں۔"

"ہم دونوں کو آج کلب دیکھنے کے لیے گیا تو وہاں کوئی نہ تھا۔"

"او۔ بھابی تو گئی ہی نہیں تھیں۔"

"کیوں ؟"

"بولیں مجھے ایسے پروگرام پسند نہیں۔ اُسی دعوت نامہ پر ارچنا چلی گئی تھی۔"

"پروگرام کیسا تھا ؟" اُمیش نے ارچنا سے چائے کا پیالہ لیتے ہوئے اُس پر ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"بور۔۔۔۔۔ اسی لئے ہم لوگ ادھورا ہی چھوڑ کر چلے آئے۔"

اسی وقت اُما لوٹ آئی اُس کے ہاتھ میں چائے کے برتن تھے۔ اُس نے پلیٹ میں سے ایک پیسٹری کا ٹکڑا اٹھا کر شوہر کو دیا۔ اور پوچھا۔

"یہ آج شام اتنی جلدی کیسے ڈھل گئی ؟"

"کیا ؟" اس نے وہ ٹکڑا انگلیوں میں تھام لیا۔

"آپ جلدی جو گھر آگئے۔"

"تمہارے دیور نے کام کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔"

راکیش بھیا کے اشارے کو نہ سمجھ سکا وہ جلدی جلدی چائے ختم کرنے لگا۔ جب وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تو ارچنا نے بھی اُما سے اجازت طلب کی اور کل وقت پر آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ اُمیش نے محسوس کیا کہ اس کے آنے سے گھر میں کچھ بے چینی سی پیدا ہو گئی ہے۔ اُس نے بیوی سے سوال کیا۔

"یہ ارچنا کیسی لڑکی ہے ؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"نہایت شریف ۔ سمجھدار اور سنجیدہ ۔ دو چار دن ہی میں اس نے راجہ کی آدھی عادتیں بدل کر رکھ دی ہیں۔"

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ راجہ کے ساتھ ساتھ اُس نے کچھ راکیش کی عادتیں بھی بدل دی ہیں۔"

"یہ آپ کیا بے تُکی سوچتے رہتے ہیں۔"

"شکی ہوں ٹھہرا ...... کبھی کبھی تو مجھے یہ وہم بھی ہوتا ہے کہ ارچنا وہ لڑکی نہ ہو۔"

"کون؟"

"وہ لڑکی جو راکیش کو کشمیر میں ملی تھی۔"

"آپ کا تو دماغ چل گیا ہے۔" ماں بوکھلا کر بولی اور چائے کے برتن اٹھا کر باہر نکل گئی۔

ارچنا نے جب کملا کو بتایا کہ رینا اس مقابلے میں ہار گئی ہے تو وہ بے ساختہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"اصلی مسرت تو مجھے اس دن ہوگی جب وہ زندگی کی دوڑ میں بھی تم سے ہار جائے گی۔"

ارچنا کو کملا کی ہنسی کچھ عجیب سی ہذیانی لگی۔ اس نے پوچھا۔

"لیکن آپ رینا کی ہار پر اتنی خوش کیوں ہیں آنٹی؟ آپ کیوں چاہتی تھیں کہ رینا ہار جائے۔"

"میں اس لئے خوش نہیں ہوں کہ رینا راکیش کو حاصل نہیں کر سکے گی۔ بلکہ اس لئے خوش ہوں کہ وہ منگل چند کی بیٹی ہے۔"

کہتے کہتے کملا کا موڈ تبدیل ہو گیا۔ اُس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ر وہ ماضی کی کچھ تلخ یادوں میں کھو گئی ۔ پھر اس نے رُک رُک کر دردناک لہجہ میں
شروع کیا ۔

"جوانی میں منگل چند مجھے دھوکا دے چکا ہے اس نے میری محبت اور
زبات کا ناجائز فائدہ اٹھایا تھا پہلے وہ میری خوبصورتی اور جوانی سے جی
بھر کر کھیلتا رہا اور جب اس کا دل بھر گیا تو شادی اس نے کسی دوسری عورت سے
لی تھی ۔ میں اُس کے جھوٹے وعدوں سے بہلتی رہی تھی "۔

کملا کی آنکھیں شعلہ بار تھیں ۔ اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی ۔ اُس نے پھر
ا شروع کیا ۔

" وہ راز جو برسوں سے میرے سینے میں دفن تھا آج تم پر ظاہر کر رہی
ہوں ۔ رینا کی ہار پر میں خوش ہوں مجھے ذہنی سکون ملا ہے ۔ منگل چند کی
ہار معمولی ہے ۔ اس کی سب سے بڑی شکست اُس دن ہوگی جب اُسے
اور اس کی بیٹی کو یہ معلوم ہوگا کہ راکیش کی شادی تم سے ہو چکی ہے ۔ یہ انکشاف
ان کے لئے ضرب کاری ہوگا ۔ اور ان کی بوکھلاہٹ اور جھنجھلاہٹ دیکھ کر
میں ہنسوں گی ۔ قہقہے لگاؤں گی ۔ میں اُس دن کے انتظار میں بے حد بے چین ہوں"۔

ارچنا خاموشی اور حیرت سے یہ سب کچھ سُن رہی تھی ۔ وہ کچھ اور پوچھنا
چاہتی تھی ، مگر کملا دیوی کی آنکھوں میں وحشت دیکھ کر اُسے ڈر لگ رہا تھا ۔
اس نے انگیٹھی میں کچھ لکڑیاں اور جھونک دیں تاکہ کمرہ کچھ اور گرم ہو جائے ۔
آگ کی روشنی میں تمتمایا ہوا کملا کا چہرہ کچھ ڈراونا سا لگ رہا تھا ۔ وہ پرانی یادوں
میں کھوئی ہوئی تھی ۔ ارچنا نے اسے زیادہ مشتعل کرنا مناسب نہ سمجھا اور کپڑے
تبدیل کرنے کے لئے بڑھ گئی ۔

اگلے دن ارچنا راکیش کے گھر راجہ کو پڑھانے کی کوشش کر رہی تھی ، لیکن راجہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ھنے کے موڈ میں نہ تھا - وہ اُسے پریشان کر رہا تھا - بڑی مشکل سے ارچنا اُسے راہ
لائی - چند منٹ تک تو وہ جی لگا کر پڑھتا رہا پھر ارچنا کی آنکھ بچا کر بنگلے کے عقبی احاطے
طرف بھاگ گیا - ارچنا آواز دیتی ہوئی اس کے پیچھے دوڑی -

اُمیش اپنے کمرے میں تھا - اُس نے باہر شور سنا تو کمرے کی کھڑکیوں میں
ھڑا ہوا - اس نے دیکھا کہ ارچنا اور راجہ میں بھاگ دوڑ ہو رہی ہے - راجہ بھاگتا
ا انگور کی بیلوں کے پیچھے جا چھپا - وہاں راکیش پودوں کو پانی دے رہا تھا -
ں نے راجہ کو پکڑ لیا اور اس کے کان میں کچھ کہا - راجہ دوڑتا ہوا وہاں سے
باگ گیا اور راکیش راجہ کی جگہ انگور کی بیلوں میں چھپ گیا - وہ ارچنا کا انتظا
بنے لگا - جونہی ارچنا اس کنج میں داخل ہوئی - راکیش نے اس کی آنکھیں پیچھے
ے اپنے ہاتھوں سے بند کر لیں - مردانے ہاتھوں کی مضبوط گرفت محسوس
کے ارچنا کے منہ سے چیخ نکل گئی - راکیش نے اپنے ہاتھ اس کی آنکھوں
سے ہٹا لئے اور اس کے سامنے آ گیا -

"توبہ میں تو ڈر گئی تھی - تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟"

"تمہارا انتظار" اُس نے ارچنا کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا -

"چھوڑیئے - کوئی دیکھ لے گا"

"تو کیا ہوگا - ایک دن تو ساری دنیا ہی دیکھنے والی ہے"

ارچنا اس کی آغوش میں کسمسا رہی تھی جونہی اس کی نظر اُمیش کے کمرے
کھڑکی پر گئی وہ گھبرا گئی - تڑپ کر وہ راکیش کی گرفت سے نکل گئی - اس کے سارے
جسم میں جھرجھری دوڑ گئی - اُس نے اُمیش کو کھڑکی میں کھڑا ہوا دیکھ لیا تھا جلدی
سے اُس نے راکیش کا ہاتھ پکڑا اور اُسے بیلوں کے جھنڈ میں کھینچ لیا اور ہونکتے
ہوئے بولی -

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"بڑے بھیا ۔۔۔۔۔ !" اور اُمیش کی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔
راکیش بھی سانس روک کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اُمیش ان دونوں کو دیکھ چکا تھا۔ وہ بھانپ گیا تھا کہ معاملہ کچھ دوسرا ہے۔ اُس نے اپنی نظریں انگوروں کی بیلوں پر جما دیں جن کے پیچھے دو ہیولے اُسے صاف نظر آ رہے تھے ۔۔۔
اُما اپنے شوہر کے لیے دودھ کی پیالی لیے کھڑکی کے قریب آئی اور بولی

"آپ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں ؟"

"تمہاری ٹیوٹر کے کارنامے دیکھ رہا ہوں۔"

اُما دودھ کی پیالی شوہر کے ہاتھ میں تھما کر کھڑکی کے قریب آ گئی۔ اُس نے باہر جھانک کر دیکھا، مگر اُسے وہاں کچھ بھی نظر نہ آیا۔

"ارچنا کہاں ہے ؟" اس نے پوچھا

"بیلوں کے پیچھے تمہارے پیارے دیور کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا رہی ہے۔"

"آپ کو تو اس کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں ہر کسی کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ آپ کی بڑی بُری عادت ہے۔"

"عادت نہیں بلکہ اس لڑکی کی نیت" وہ بڑبڑایا اور ذرا رُک کر پھر بولا ۔۔۔

"میں سمجھتا ہوں ارچنا اچھے چال چلن کی لڑکی نہیں ہے۔ وہ راکیش پر ڈورے ڈال رہی ہے۔"

اُما نے کچھ جواب نہ دیتے ہوئے دوبارہ باغ میں جھانک کر دیکھا تو وہاں اکیلے راکیش کو پودوں میں پانی دیتے دیکھ کر اُس نے جھنجھلاتے ہوئے لہجہ میں کہا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"آپ شاید دن کو بھی خواب دیکھتے ہیں ۔ ارچنا وہاں کہاں ہے۔ راکیش اکیلا پودوں کو پانی دے رہا ہے ۔"

اُمیش نے دوبارہ کھڑکی میں جھانکا تو واقعی اُسے وہاں صرف راکیش اکیلا نظر آیا ۔

" وہ دونوں سمجھدار ہیں ۔ اگر چند لمحوں کے لئے آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو اس میں ہرج ہی کیا ہے ۔ راکیش اس قسم کا لڑکا نہیں ہے ۔"

"کس قسم کا ؟ "

"آپ جیسا ! میرا مطلب ہے جیسے آپ جوانی میں تھے ۔"

اُمیش کی آنکھوں میں شرارت کی چمک آگئی ۔ اُس نے اپنی بیوی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں ۔ مگر وہاں اُسے قہقہے سے جلتے نظر آئے ۔ وہ اُس سے زیادہ دیر نظریں نہ ملا سکا ۔

اُسی رات کسی افسر سے ملنے کا بہانہ کر کے اُمیش گھر سے باہر نکل گیا اور سیدھا ہوٹل ڈیلے مار پہنچا ۔ وہ ہوٹل میں ادھر اُدھر للی کی تلاش میں چکر لگانے لگا ۔ وہ اسی وقت اپنی محبوبہ سے ملنے کے لئے بے چین تھا ، مگر اچانک اُس کی نظر ارچنا پر پڑ گئی اور وہ اچھل پڑا ۔ اس نے اپنے آپ کو جلدی سے آڑ میں کر لیا ۔ ارچنا کسی امیرانہ ٹھاٹ کی عورت کے ہمراہ ہوٹل سے باہر جا رہی تھی ۔ یہ کملا تھی جسے اُمیش نے آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ۔

ابھی وہ چُپ چاپ کھڑا ان دونوں کو صدر ہال سے باہر جاتا دیکھ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کسی مضبوط گرفت نے اس کے کندھے پکڑ لئے ۔ وہ کپکپا کر رہ گیا ۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا وہ للی تھی ۔ للی نے سگریٹ کا ایک لمبا کش کھینچتے ہوئے شرارت آمیز نظروں سے اُسے دیکھا اور لاپرواہی سے دھواں اُس کے چہرے پر پھینک دیا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یہ کیا بدتمیزی ہے" وہ جھنجھلا گیا۔

"اور یہ کیا طوفانِ بدتمیزی ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے دوسری عورتوں کی تانک جھانک ہو رہی ہے۔"

"نہیں للّی۔ میں تو انہیں کسی اور ہی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کون ہیں"

"مجھے تو یہ کوئی خرانٹ عورت معلوم ہوتی ہے۔ جس نے ایک خوبصورت لڑکی کو پھانس رکھا ہے۔"

"کال گرل بنانے کے لئے!" وہ مسکرا کر بولی اور اپنے کمرے کی طرف چلنے لگی۔

"بالکل correct" وہ بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔

"you fool! وہ لوگ ایسے نہیں ہیں۔"

"تو کیسے ہیں لوگ؟"

"وہ عورت کشمیر کے ہوٹل سنولینڈ کی مالکن ہے بلکہ اس ہوٹل میں بھی اس کے حصے ہیں؟"

"اور وہ لڑکی؟"

"دیکھ بھال کرتی ہے اُس کی۔ دن رات اُس کے ساتھ ہی رہتی ہے۔"

اُمیش نے بات آگے نہ بڑھائی اور للّی کے انکشاف پر حیرت میں پڑ گیا۔ و ارجنا کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگا اور للّی کے ہمراہ خاموشی سے چلا ہوا اُس کے کمرے تک پہنچ گیا۔ ہوٹل میں آج ڈرائی ڈے تھا۔ شراب کا بار تھا۔ اس لئے للّی اُس کو اپنے کمرے میں ہی لے گئی۔ دونوں ایک دوسرے سہارا لئے کمرے میں داخل ہو گئے۔

للّی جوں ہی اندرونی حصے میں جانے لگی۔ اُمیش نے اپنے ذہن سے ا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کا تصور مٹانے کے لیئے اُسے اپنی گرفت میں جکڑ لیا اور اس کے گال میں چٹکی بھرتے ہوئے بولا ۔

"ڈارلنگ آج تو ایسا برانڈ پلاؤ کہ بس مزہ ہی آجائے ۔"

"اسکاچ یا فرینچ ؟"

"کوئی بھی چلے گی ، لیکن اکیلے نہیں ۔"

"کس کا ساتھ چاہیئے تمہیں ؟"

"تمہارے اس گدرائے ہوئے شباب کا "

"ہٹو !" وہ نزاکت سے دھنکارتی اندرونی کمرے میں چلی گئی ۔ اُمیش کے مرجھائے ہوئے چہرے پہ پینے سے پہلے ہی سرخی دوڑنے لگی ۔

اُس نے اپنے آپ کو ایک آرام صوفے پر گرادیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ آرام سے پاؤں پھیلاتا ، ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔ اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ، سانس رُک گیا ، ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ۔

سامنے کے صوفے پر راکیش بیٹھا بھائی کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔ اُمیش سر سے پیر تک پسینے میں شرابور ہو گیا ۔ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتا ہوا بولا ۔

"تم .....!"

"ایک مجبوری تھی بھیا جو مجھے یہاں کھینچ لائی ۔"

"کیا ؟"

"بینک کا نوٹس ۔"

راکیش نے جیب سے فوراً تار کا وہ نوٹس نکال کر بھائی کے سامنے رکھ دیا ۔ بینک کا روپیہ اگر صبح سے پہلے جمع نہ کرایا تو دفتر پر سیل لگ جائے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کا خطرہ تھا۔ راکیش نے بھائی کی ان گھبرائی ہوئی نظروں کو دیکھا جو بار بار نوٹس پڑھ رہی تھیں۔ اُمیش کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ راکیش سے کیا کہے۔ آخر وہ جھنجھلا کر بولا۔

" لیکن کیا تم میری واپسی کا انتظار نہ کر سکتے تھے جو بہرا اچھا کرتے یہاں چلے آئے۔"

" وقت کی نزاکت کو دیکھ کر۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی ذراسی لاپرواہی یا نادانی اس گھرانے کی مان مریادا کو مٹی میں ملا دے۔ جس طرح بھی ہو یہ روپیہ ہمیں چکانا ہی ہوگا۔"

" یہ باتیں گھر میں بھی تو ہو سکتی تھیں۔"

" لیکن آپ کتنے رات گئے لوٹیں اور کس حالت میں لوٹیں، اس کا اندازہ نہ تھا، اس لئے چلا آیا۔ کل بینک کھلنے سے پہلے ہی ہمیں پچاس ہزار کا انتظام کرنا ہے۔"

" تم گھر جاؤ۔ سب ہو جائے گا۔"

" یہاں بیٹھے بیٹھے تو نہیں ہو جائے گا۔ آپ یہ مت سمجھئے کہ میں کچھ نہیں جانتا کہ روپیہ کہاں گیا اور کیسے گیا اس وقت آپ پر پولیس کیس بھی بن سکتا ہے۔ کیونکہ بات صرف پیسے ہی کی نہیں۔ بینک سے دھوکہ دہی کی بھی ہے۔"

اپنے جرائم کو یوں عریاں ہوتے دیکھ کر اُمیش کے تن بدن میں آگ لگ گئی اُس نے پلٹ کر بھائی کے گال پر طمانچہ جڑ دیا۔ طمانچہ کی آواز کے ساتھ ہی للی کی چیخ سنائی دی۔

" Oh . No ! "

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دونوں نے پلٹ کر اُسے دیکھا جو ہاتھوں میں ایک ٹرے تھامے کھڑی تھی۔ جس میں انگریزی شراب کی بوتل اور دو بلوریں گلاس تھے۔ وہ راکیش اور اُمیش دونوں کو غصے میں کھڑا دیکھ کر قریب آئی۔ ٹرے کو بازو کی میز پر رکھا اور جلدی سے ایک گلاس میں شراب بھر کر راکیش کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"غصہ چھوڑو۔ لو دو گھونٹ پی لو، دل کو تسکین دے گی۔"

راکیش جو ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔ بھیا کی بہو دگیوں پر پیچ و تاب کھا رہا تھا، شراب کے جام اور ساقی کو دیکھنے لگا جو نیم برہنہ لباس میں خمار آلود آنکھوں سے اُسے گھور رہی تھی۔ جونہی مسکراتے ہوئے للی نے اس کی طرف جام بڑھایا۔ راکیش نے اُلٹے ہاتھ سے اس کا گلاس جھٹک دیا۔ گلاس فرش پر گر کر چکنا چور ہو گیا۔ للی غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگی اور راکیش دونوں پر نفرت بھری نظر ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔

چند لمحے تک دونوں خاموش کھڑے رہے پھر للی نے خاموشی کو توڑا۔

"کون تھا یہ بدتمیز؟"

"میرا چھوٹا بھائی۔"

"او۔ آئی سی۔ What a hand some chap!"

"یہ سب اچھا نہیں ہوا للی۔"

"کیا؟"

"ہم دونوں کا اس طرح پکڑے جانا۔"

"Dont be silly۔ آخر ایک نہ ایک دن تو ہمارے پیار کے چرچے ہونے ہی تھے۔ چلو آؤ۔ اب اپنا موڈ مت خراب کرو۔"

للی نے دوسرا جام بھر کر اُمیش کو دیا اور خود فرش پر جھک کر کانچ کے ٹکڑوں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کو تبع کرنے لگی اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ کسی انگریزی گانے کی دُھن گنگنا رہی تھی۔ جیسے اُس کے لئے یہ کوئی اہم حادثہ نہیں تھا۔

اُمیش نے چند لمحے تک اُس کی طرف دیکھا۔ پھر نہ جانے کیا سوچ کر یکایک وسکی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں پورے کا پورا حلق سے نیچے اتار گیا۔ للی نے بڑھ کر دوسرا جام بھرنا چاہا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ للی نے وجہ پوچھی تو وہ بغیر کچھ جواب دیئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

۱۵

اُن کو آج ایک سوچا رڈگری بخار تھا۔ اس کا تمام بدن جیسے کسی بھٹی میں بھن رہا تھا اس پر بیہوشی کی حالت طاری تھی۔ ارچنا اس کے پلنگ کے قریب گھبرائی ہوئی کھڑی تھی۔ رگھو ناتھ جی راجہ کا ہاتھ پکڑے صوفے پر بیٹھے تھے۔ اوران کی نظریں اُما پر جمی تھیں۔ دونوں کو راکیش کا انتظار تھا جو ڈاکٹر کے یہاں گیا ہوا تھا۔

ارچنا نے بابوجی سے آرام کرنے کی التجا کی اور راجہ کو ہمراہ لے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ جیسے ارچنا کی موجودگی میں انہیں بہو کی طرف سے بے فکری ہو گئی ہو۔ راجہ نے وہاں ٹھہرنے کی ضد کی تو ارچنا نے نرملا نے اس کے کان میں کیا بات کہی کہ وہ فوراً بابوجی کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پیچھے ہو لیا۔ رگھوناتھ جی نے راجہ کو آتا دیکھا اور پلٹ کر ارچنا سے بولے۔

"ہمارے لئے تم کس قدر پریشان ہو رہی ہو۔"

"نہیں بابو جی۔ مجھے تو آپ لوگوں کی خدمت کر کے خوشی ہوتی ہے۔"

"جیتی رہو۔ بھگوان تمہیں اس کا پھل دے۔ جیون بھر خوشیوں کے جھولے جھولو۔"

رگھوناتھ جی ارچنا کے سر پر ہاتھ پھیر کر رومال سے پلکیں صاف کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ارچنا کو ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے سر پر ہاتھ رکھ دینے سے وہ کوئی اناتھ لڑکی نہ رہی ہو۔ جیسے کسی نے اسے اپنا لیا تھا جیسے کسی نے اُسے بیٹی بنا لیا تھا۔

وہ پلٹ کر بھابی کی جانب بڑھی۔ اسے ذرا سا ہوش آ رہا تھا۔ اُس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ ارچنا نے بڑھ کر چند قطرے گلوکوس کے پانی کے اس کے منہ میں ڈالے۔ اُما نے آنکھیں کھول دیں اور پاس کھڑی ارچنا کو دیکھ کر مشکل سے بولی۔

"تمہیں بہت دیر ہو گئی ارچنا۔ جاؤ آنٹی تمہاری راہ دیکھتی ہوں گی۔"

"گھبرائیے نہیں۔ میں نے انہیں فون کر دیا ہے اور پھر آپ کو ایسی حالت میں چھوڑ کر میں جا بھی کیسے سکتی ہوں۔"

اُما نے شفقت بھری نظروں سے ارچنا کو دیکھا۔ اُس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس سے بحث کر سکے۔ تبھی راکیش ڈاکٹر سے دوا لے کر آ گیا۔

"کیسی طبیعت ہے بھابی کی؟" کہتا ہوا راکیش اُما کے پلنگ کی طرف بڑھا۔ اس نے بھابی کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے ارچنا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"بہت تیز بخار ہے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"جی ہاں ۔ ایک سوپار رہے ہے۔"

"یہ دوا ڈاکٹر نے دی ہے ۔ تین گولیاں ہیں ۔ ایک ایک گولی دو دو گھنٹے کے بعد دینی ہے اور یہ دوا آدھے آدھے گھنٹے کے بعد چمچے سے حلق میں ٹپکانی ہے۔" وہ ایک ہی سانس میں بول گیا ۔

ارچنا نے دوا کی شیشی تھام لی اور احتیاط سے سامنے میز پر رکھ دیا ۔

"آنٹی کو فون کر دیا گیا؟"

"جی ۔ اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ رات کو مجھے دیر ہو جائے تو فکر نہ کریں۔"

"میری مانو ۔ آج رات یہیں رہ جاؤ۔"

"جی ۔ ۔ ۔ ۔ !" جیسے راکیش کے منہ سے یہ سن کر اُسے تعجب ہوا ۔

"میرا مطلب ہے ۔ گھر میں اور کوئی بھی تو نہیں جو راجہ اور بابوجی کی دیکھ بھال کر سکے۔"

"لیکن آنٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"انھیں میں سمجھا لوں گا ۔ آخر میرا بھی کوئی حق ہے تم پر"

ارچنا نے راکیش کی نظروں سے نظریں ملائیں اور کچھ نہ کہہ سکی ۔ موقع اور ماحول دیکھ کر انکار بھی نہ کر سکی اور خاموش نظروں سے اُسے دیکھتی رہی ۔

بھابی جو نیم بیہوشی کی حالت میں دونوں کی باتیں سُن رہی تھی ۔ جلتے ہوئے ہونٹوں پر بمشکل مسکراہٹ لاتے ہوئے کمزور آواز میں بولی ۔

"ارچنا راکیش ٹھیک ہی کہتا ہے ۔ اس کا بھی کوئی حق ہے ۔ یہ نیک لڑکا ہے ۔ بڑا فرق ہے اس میں اور اس کے بھیا میں۔"

ارچنا نے بھابی کی بات سنی اور گھبرا کر نگاہیں ادھر اُدھر ڈالیں کہ کہیں اُن کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راز کو کوئی دوسرا نہ جان گیا ہو۔ راکیش نے فوراً برف کا پانی طلب کیا۔ ارچنا بھاگی ہوئی رسوئی گھر میں گئی اور جلد ہی برف کا پانی لئے لوٹ آئی۔ بھابی ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر بے تکی باتیں کرنے لگی۔ تیز بخار کا اثر اس کے دماغ تک جا پہنچا تھا اور وہ بہک رہی تھی۔ وہ بیہوشی میں بڑبڑاتی رہی۔ ارچنا اور راکیش ٹھنڈے پانی کی پٹی اُس کے ماتھے پر رکھتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اُما کی آنکھوں کے پپوٹوں میں حرکت ہوئی اور اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ راکیش نے اُٹھ کر چمچے میں دوائی ادچمچہ اُما کے منہ کی طرف بڑھایا۔ اُس نے منہ کھول دیا۔ دوائی کر اُما نے آنکھیں پھر بند کر لیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ارچنا تھرمامیٹر لگا کر دیکھتی رہی۔

• بخار ایک سو ڈگری تک آ گیا۔ راکیش نے اطمینان کا سانس لیا۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے، مگر اُمیش ابھی تک نہ لوٹا تھا۔ ارچنا نے راکیش کی بوجھل آنکھیں دیکھیں اور بولی۔

"آپ کو نیند آ رہی ہے۔ جا کر سو جائیے۔ میں تو یہاں موجود ہوں"

"نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جاگتی رہو اور میں سو جاؤں"

" ویسے بھی آپ دن بھر کے تھکے ہوئے ہیں۔ بھیا کل تک نہ آئے تو آفس کا سارا کام بھی آپ ہی کو کرنا پڑے گا"

"اُنہیں اب تک آ جانا چاہیے تھا"

"کانپور سے گاڑی کب آتی ہے؟"

"نو بجے۔ ممکن ہے وہ موٹر کار سے ہی چلے آئیں"

راکیش اپنی جگہ سے اٹھا اور ارچنا کے بالوں کو سنوارتا ہوا بولا۔

"تم بھی دو گھڑی آرام کر لو"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"آپ جا کر سو جائیے ۔ بھابی کی آنکھ لگ گئی تو میں بڑے ہال میں جا کر سو جاؤں گی "۔ ارچنا نے دونوں ہاتھوں سے راکیش کو پرے دھکیلتے ہوئے کہا ۔ راکیش نے گہری نظر سے اُسے دیکھا اور چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ۔ ارچنا نے مسکرا کر اُسے گڈ نائٹ کہا ۔ اور کمرے کی کھڑکیاں بند کر دیں ہوا سے بجنے لگی تھیں ۔

رات کے دو پہر ادر بیت گئے ۔ تیز ہوا کے ساتھ بارش بھی شروع ہو گئی اُما کے بدن کی تپش آہستہ آہستہ کم ہو گئی تھی اور اب وہ آرام سے سو رہی تھی ۔ راکیش پلنگ پر پڑا کروٹیں بدل رہا تھا ۔ شکنوں سے پُر بستر کی چادر اس کے جلنے کی مظہر تھی ۔ باہر ہواوٹ کی پھوار پڑ رہی تھی ۔ ہلکی ہلکی سرد ہوا کھڑکی سے اندر آکر اس کے تپتے جسم کو سرد کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ۔ اُس کے سینے پر تکیہ تھا جیسے وہ دونوں ہاتھوں سے بھینچے ہوئے تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی اندرونی درد کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو ۔ وہ سونا چاہتا تھا ، مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی ۔

وہ پلنگ سے اٹھا ۔ صراحی سے ٹھنڈا پانی گلاس میں انڈیلا اور غٹاغٹ پی گیا ۔ پیٹ کی پیاس بجھ گئی ، مگر پیشانی عرق آلود رہی ۔ وہ اپنے بستر کی جانب بڑھا لیکن دو قدم چلنے پر ہی اس کے قدم جیسے منجمد ہو گئے ۔ وہ اپنی تیور نظروں سے صدر ہال میں کھلنے والی کھڑکی سے جھانکنے لگا ۔ مدھم روشنی میں ارچنا صوفے پر نیم دراز تھی ۔ وہ راجہ کو سینے سے چمٹائے محوِ خواب تھی ۔ راکیش نے ارچنا پر بھرپور نظر ڈالی ۔ حسن کا شاہکار محوِ خواب تھا ۔ سنگِ مرمر کی مورتی پتھر کی طرح کسی کے جذبات کی تڑپ سے بے نیاز تھی ۔ ادھ کھلا جسم دعوتِ گناہ دے رہا تھا ۔ فرشتہ ہو تو بہک جائے ۔ وہ تو پھر انسان تھا ۔ اُس کے سینے میں تڑپتا ہوا دل اور دا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں مچلتے ہوئے جذبات اُسے پاگل بنائے دے رہے تھے ۔ نہ جانے کیا سوچ کر وہ آگے بڑھا ۔ خوابیدہ شباب نے انگڑائی لی ۔ تمنائیں جاگ اُٹھیں ، اس کے ہاتھ آگے بڑھے ، مگر پھر کچھ سوچ کر وہ ٹھٹھک گیا ۔ پیشانی پر آیا ہوا پسینہ اُنگلی سے جھٹک ڈالا اور کچھ جھنجھلایا ہوا سا دائیں بائیں دیکھنے لگا ۔ کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ جیسے اگر کاٹ رہی تھی تو برکھا کی بوندوں کی وہ آواز جو اپنے آپ میں آج ایک سنگیت کی سی لہر رکھتی تھی ۔ اس سریلے نغمہ سے جیسے اُس کے کانوں میں شہنائیاں بج رہی تھیں ۔ اس نے ایک گہری نظر ارچنا پر ڈالی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس صوفے تک چلا آیا جہاں وہ سو رہی تھی ۔ اُس نے راجہ کو اپنی باہوں میں اس مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اس کی میٹھی نیند کا پاسبان ہو ۔

پھر راکیش نے جھکتے ہوئے ارچنا کے جسم کو چھوا اور پھر جھنجھوڑ کر اُسے جگا دیا ۔ ارچنا کی آنکھ کھلی مگر وہ ڈر گئی ۔ اُس نے خوف زدہ نظروں سے راکیش کو دیکھا ۔ اس کے منہ سے چیخ سی نکل جاتی ۔ اگر راکیش لپک کر اس کے منہ پر ہاتھ نہ رکھ دیتا ۔ ابھی وہ کچھ سمجھ بھی نہ پائی تھی کہ راکیش نے جھک کر آہستہ سے کہا ۔

"ارچنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !"

"آپ ۔ کیوں کیا ہوا ؟" وہ اس کے کھڑے ہوئے گرم سانس کو محسوس کرتی ہوئی بوکھلا کر بولی ۔

"میرے ساتھ آؤ"

"کہاں ؟"

"میرے کمرے میں ۔"

"کیوں ؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"نیند نہیں آرہی"

"تو۔۔۔۔؟"

"دو گھڑی میرے قریب بیٹھو گی تو شاید آنکھ لگ جائے۔"

"نہیں۔ کوئی کیا کہے گا۔"

"یہی کہ دو دیوانے برکھا کا شور سن کر اور دیوانے ہو گئے اور اپنی مدتوں کی پیاس بجھا بیٹھے۔"

"نہیں راکیش۔ اپنے کمرے میں چلے جاؤ۔ کسی کی آنکھ کھل گئی تو میں کہیں کی نہ رہوں گی۔"

"اگر آج تم نے میرا ساتھ نہ دیا تو میں بھی کہیں کا نہ رہوں گا۔" یہ کہتے ہوئے راکیش نے اس کی بانہہ تھام لی اور اٹھانے لگا۔

"ضد نہ کرو راکیش۔ تم اس وقت اپنے بس میں نہیں ہو۔"

"تمہارے بس میں تو ہوں۔ علاج کر دو نا۔" اس نے زبردستی ارچنا کو صوفے سے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ وہ لڑکھڑائی تو راکیش نے بڑھ کر بازو پھیلا دیئے اور اسے اپنی بانہوں میں تھام لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی بےبسی پر احتجاج کرتی راکیش نے اسے اٹھا لیا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ جھنجھلا کر ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ اس کی دبی آواز میں نہیں نہیں کا شور تھا۔ اس 'نہیں نہیں' میں بھی کتنا سرور تھا جو ایک برقی تار کی طرح اس کے دل کو چھو رہا تھا۔ وہ اس کی مردانہ گرفت میں کسمسا کر رہ گئی اور جب اس کا بس نہ چلا تو بےحس ہو کر ایک ڈرے ہوئے بچے کی طرح اس سے چمٹ گئی۔ راکیش کو لگا جیسے اس کے جھلتے ارمانوں کو کسی نے اپنے سانسوں کی گرمی سے سینک دیا ہو۔ وہ اسے اٹھائے ہوئے اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کمرے میں پھر سے سکون چھا گیا۔ معصوم راجہ بےخبر سو رہا تھا، لیکن باہر برکھا کی بوچھار نے ہر چیز کو بھگو کر رکھ دیا تھا۔ پانی ٹوٹ ٹوٹ کر برس رہا تھا۔

جب اُمیش گھر لوٹا تو آدھی رات سے زیادہ بیت چکی تھی۔ ٹیکسی سے نکلتے نکلتے وہ بھیگ گیا۔ بارش اب اپنے آخری سانسوں پر تھی۔ وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔

صدر ہال میں قدم رکھتے ہی وہ چونک پڑا۔ سامنے صوفے پر راجہ اکیلا سو رہا تھا۔ ہوا کی خنکی کا احساس کرتے ہوئے اُس نے راجہ کے اوپر کمبل ڈال دیا اور مہیم تاریکی میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اُس نے اپنے بھیگے بالوں سے پانی جھٹکا اور آہستہ آہستہ زینہ چڑھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

کمرے میں دھندلی روشنی پھیلی تھی۔ اُما کو بستر پر نڈھال پڑا دیکھ کر اُس نے جلدی جلدی آنکھیں جھپکائیں۔ ایک نگاہ اس کے چہرے پر اور دوسری اس میز پر ڈالی جہاں دواؤں کی شیشیاں رکھی تھیں۔ وہ گھبراہٹ میں کرسی سے ٹکرا گیا اور اس آواز سے اُما کی آنکھ کھل گئی۔ وہ نیم خوابی میں ہی پوچھ بیٹھی۔

"کون؟"

"میں ہوں۔ اُمیش"

"آپ . . . . ." اس نے آنکھیں کھول کر شوہر کی طرف دیکھا۔ اُس کے خشک اور مرجھائے ہوئے ہونٹ ہلے "آپ آ گئے؟"

اُمیش اُس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کیا بات ہے؟"

"آج سویرے سے تیز بخار ہو گیا تھا" وہ رک رک کر بولی

اُمیش نے جلدی سے اس کے بازو کو چھوا جو برف کی طرح سرد ہو رہا تھا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس کا تمام بدن پسینہ سے شرابور تھا۔ بخار اتر جانے سے کمزوری بڑھ گئی تھی۔ اُمیش اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ملنے لگا تاکہ خون میں کچھ حرکت ہو۔

"کچھ کام بنا؟" اُما نے پوچھا

"ہاں سب ٹھیک ہو گیا ہے"

"نہ جانے یہ سب مصیبتیں ایک ساتھ کیوں آجاتی ہیں"

"تم گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ـــــ راجہ ہال میں سو رہا ہے۔ جا کے لے آؤں"

وہ جانے کے لئے اُٹھنے لگا۔ اُما نے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو وہیں۔ ارچنا کہہ رہی تھی وہ اسے اپنے پاس سُلا لے گی"

"ارچنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !" وہ یہ نام سن کر بوکھلا اٹھا۔

"جی۔ میری بیماری کی وجہ سے آج وہ گھر نہیں گئی۔ اور کوئی تھا بھی نہیں جو گھر کا خیال رکھتا"

"کہاں ہے وہ؟"

"نیچے سو رہی ہو گی"

"لیکن یہ اچھا نہیں"

"کیا؟"

"کسی نوجوان لڑکی کا یوں رات بھر یہاں ٹھہرنا"

"اپنے گھر میں ہی تو ہے۔ آپ تو نہ جانے کیوں اسے شک کی نظر سے دیکھتے ہیں" اُما نے ذرا ہمت سے کہا۔

اُمیش نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اب اپنی بیوی سے یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ ارچنا ہی وہ لڑکی ہے جو کشمیر سے یہاں آکر ٹکی ہوئی ہے۔ اُسے تو اس گھر میں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ایک معمولی ٹیوٹر بن کر رہنے پر بھی اعتراض تھا اور وہ اس دن کا انتظار کر رہا تھا جب کوئی بہانہ بنا کر اسے نکال باہر کرے۔

انہیں اُلجھے خیالات کے ساتھ وہ باتھ روم میں داخل ہوا۔ اُس نے اپنے بھیگے کپڑوں کو تبدیل کرنا شروع کیا۔ اچانک اس کے بدن میں ایک جھرجھری سی آگئی اور وہ دھک سے رہ گیا اور پتھر بنا باہر صدر ہال میں جھانکنے لگا۔ اُس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی معلوم ہوئی۔ ارچنا راکیش کے کمرے سے نکل رہی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لیئے رُکی اور اپنی ساڑھی کی سلوٹوں کو درست کرنے لگی۔ راکیش جو اُس کے ہمراہ ہی تھا رُکا اور اُسے کھینچ کر ایک بار پھر اندھیرے میں لے گیا۔ پھر دم بھر میں ہی وہ اچانک پلٹ آئی اور تیزی سے زینہ اتر گئی۔ وہ اسی صوفہ پر جا کر سو گئی جس پر راجہ سو رہا تھا۔ اس کا خوبصورت دمکتا ہوا چہرہ ایک برق کی طرح اُمیش کے ذہن کو تار تار کر گیا۔ راکیش اور ارچنا کے اس ملن کو دیکھ کر اس کے تن بدن میں جوالا کھی سی اُٹھی۔ اس نے چاہا اسی وقت اس گناہ کی دیوی کو گھر والوں کے سامنے بے نقاب کر دے، لیکن وہ ضبط کر گیا۔ اُما کی بیماری، بابوجی کی عزت اور اپنی کمزوریوں کو سامنے لاتے ہوئے وہ راکیش سے کھلم کھلا عداوت مول لینا نہ چاہتا تھا۔ وہ ہر قدم ہوشیاری اور دانشمندی سے اٹھانا چاہتا تھا۔

اگلے روز صبح جب وہ دفتر جانے کے لیئے تیار ہوا تو ارچنا اس کی خواب گاہ میں داخل ہوئی۔ وہ اُما کے لیئے ناشتہ لے کر آئی تھی۔ بڑے بھیا کو دیکھتے ہی جیسے اُس کے بدن میں کپکپاہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے نمسکار کیا اور بھابی کے سامنے ناشتہ رکھ دیا۔ اُما نے مسکراتے ہوئے اُسے دیکھ کر پوچھا۔

"راجہ کہاں ہے؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"اسکول چلا گیا ۔"

"واہ ۔ تم نے تو سچ مچ اس پر جادو کر دیا ہے ۔"

"اُس پر نہیں ۔ بلکہ تمام گھر پر ۔" اُمیش نے مداخلت کی ۔ اُس کے کہنے کے انداز میں ایک چُبھن تھی ۔ ارچنا نے اُسے ترچھی نگاہ سے دیکھا اور بھابی کو سہارا دے کر پلنگ پر بٹھا دیا ۔ اُما فوراً بول اُٹھی ۔

"اس میں کیا شک ہے تھوڑے سے ہی دنوں میں آپ کے بیٹے کو سیدھا کر دیا ہے ۔ اور للتا اور رجیب سے ارچنا نے ہمارے یہاں رہنا شروع کیا ہے بابو جی بھی وقت پر دوائی لیتے ہیں ۔"

"اور راکیش . . . . ؟ امیش جو آئینہ کے سامنے کھڑا اپنی نکٹائی کی ناٹ ٹھیک کر رہا تھا رُخ بدل کر بولا ۔ اُس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی ۔

ارچنا نے کھری کھری نگاہوں سے اُسے دیکھا اور اس سے پہلے کہ بھابی اُس کی تعریف شروع کرتی وہ بولی ۔

"میں جاؤں بھابی ؟ آنٹی راہ دیکھ رہی ہوں گی ۔"

"واہ جواب نہیں تمہارا ۔" اُمیش نے مسکراتے ہوئے اُما سے پہلے ہی کہہ دیا "تمام گھر پر تو جادو کر دیا ہے تم نے ۔ اب ہمارا کیا حال ہوگا ؟"

"جی . . . . . ؟" وہ ہڑبڑا کر بولی

"میرا مطلب ۔ ہمیں ناشتہ کون دے گا ؟"

"ابھی لگائے دیتی ہوں ۔"

یہ کہہ کر ارچنا باہر نکل گئی ۔ اُمیش نے اُس سے نظریں ہٹا کر بیوی کو دیکھا تو وہ پوچھ بیٹھی ۔

"سچ کہئے ۔ ارچنا آپ کو کیسی لگتی ہے ؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ہوشیار، سمجھدار۔ اور کچھ تیز طرار بھی۔"

اُما نے حیران نظروں سے شوہر کو دیکھا جو گہری نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کچھ نہ سمجھ پائی تو اُمیش نے کہا۔

"جانتی ہو یہ لڑکی رات بھر کہاں تھی؟"

"نہیں تو۔ کہاں تھی؟"

"کھاؤ قسم۔ یہ بات اپنے تک ہی رکھو گی۔"

"قسم کی کیا بات ہے۔ کہو نا۔" وہ تلملا کر بولی۔

"رات بھر یہ صاحبزادی تمہارے دیور کے کمرے میں تھیں۔ بیماری اور تیمار داری کا تو بس بہانہ تھا۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس طوفانی رات میں کتنے گناہ جاگتے رہے۔"

"نہیں نہیں۔ وہ ایسی نہیں۔" اُما نے دل میں یقین کرتے ہوئے بھی اس بات سے انکار کر دیا۔ اُمیش نے اُس کے ہاتھوں سے خالی پیالہ تھام لیا اور چہرے کی سنجیدگی بڑھاتے ہوئے بولا۔

"خیر یہ تو میرا فرض تھا۔ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا۔ اس سے پہلے کہ اس گھر وندے میں کوئی چنگاری بھڑک اُٹھے تمہیں کسی بہانے سے اس لڑکی کو یہاں سے نکال دینا ہو گا۔"

یہ کہتے ہوئے اُمیش باہر نکل گیا۔ حقیقت جانتے ہوئے بھی اُما کو شوہر کی بات کا یقین نہ آیا۔ وہ بُت بنی سوچتی رہ گئی۔

اُمیش جب کمرے سے باہر نکلا تو ارچنا میز پر اس کا ناشتہ لگا رہی تھی۔ اس سہمی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر وہ دل ہی دل میں مسکرا دیا اور سیدھا راکیش کے کمرے میں چلا گیا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش ابھی تک سو رہا تھا ۔ اُمیش نے کمرے کے چاروں طرف نگاہ دوڑائی اور کھڑکی کا پردہ کھینچ دیا ۔ کمرے میں اجالا پھیل گیا ۔ وہ راکیش کو جگانے کیلئے آگے بڑھا اور چونک پڑا ۔ وہ غور سے اس چمکتی ہوئی چیز کو دیکھنے لگا جو مخملی کمبل کی سلوٹوں سے جھانک رہی تھی ۔ اُس کی آنکھوں میں ایک بجلی سی چمکی ۔ وہ راکیش کے بستر پر جھکا اور اس جھمکے کو اٹھا لیا جو کسی کے کان سے الگ ہو کر گر پڑا تھا ۔

جب وہ ناشتے کے لئے لوٹا تو سب سے پہلے اُس کی نگاہ ارچنا کے کانوں میں لٹکے ہوئے اُس جھمکے پر گئی جس کا ساتھی بچھڑ گیا تھا ۔ اُس کی بے باک نگاہوں نے ارچنا کے بدن میں لرزش پیدا کر دی جوں ہی اُس نے ناشتہ لگا کر سامنے سے ہٹنا چاہا وہ اس پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے بولا ۔

"یہ تمہارے کان کا دوسرا جھمکا کیا ہوا ؟"

تبھی وہ چونک کر انگلیوں سے اپنے کان ٹٹولنے لگی ۔ واقعی اُس کا ایک جھمکا ندارد تھا ۔ وہ اُکھڑی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی ۔ شاید کہیں کھو گیا تھا ۔ یا شاید وہ گھر پر بھول آئی ۔ ابھی وہ اسی تذبذب میں تھی کہ اُمیش نے اپنی جیب سے دوسرا جھمکا نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا دیا ۔ وہ چونک پڑی ۔ اُمیش ایک کھردری مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر لاتے ہوئے بولا ۔

"یہ رہا ...... راکیش کے بستر پر پڑا تھا ۔"

"جی ...... !" وہ سر سے پاؤں تک بید مجنوں کی طرح کانپ گئی ۔ وہ زمین میں دھنسی جا رہی تھی ۔ اُس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا جھمکا تھاما اور لرزتی ہوئی آواز میں بولی ۔

"شکریہ !"

"کل شام شاید اس کا بستر لگاتے ہوئے گر گیا ہوگا ؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"جی ...... !"

"کہتے ہیں کھویا ہوا زیور مل جائے تو یہ اچھا شگون ہوتا ہے۔"

اُس نے سر کے اشارے سے "ہاں" کہی اور بنا اجازت لئے صدر ہال سے باہر نکل گئی۔ اُمیش دیر تک اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ اُس کے دل میں مسرت نے انگڑائی لی۔ وہ ارچنا کے دل کا چور پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

•

۱۶

سیٹھ منگل چند اپنے قانونی مشیر رستم جی کے ساتھ اسٹڈی روم میں بہت ہی رازدارانہ گفتگو میں مصروف تھے۔ رستم جی جو اپنے شہر کے چوٹی کے وکیلوں میں گنے جاتے تھے بہت غور سے کچھ اہم کاغذات کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اُن کی پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں تھیں۔ منگل چند اُن کی طرف پُر اُمید نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ آخر رستم جی نے کاغذات میز پر رکھے اور آنکھوں پر سے چشمہ ہٹا کر منگل چند سے مخاطب ہوئے۔

"رینا کی شادی جلد سے جلد ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ وصیت کے مطابق شادی کے بعد ہی وہ اپنے نانا کی طرف سے ملی ہوئی جائیداد کی خود مختار ہو گی۔ لیکن اگر اس نے شادی اپنی ذات برادری سے باہر کی تو تمام جائیداد ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

•

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تبھی تو میں کوشش کر رہا ہوں کہ راکیش مان جائے۔ ہماری ذات برادری
میں اس سے بہتر اور شریف گھرانہ کوئی نہیں۔" منگل چند کاغذات فائل میں رکھتے
ہوئے بولے۔

"لیکن کہیں شرافت کی تلاش میں لاکھوں کی جائیداد سے نہ ہاتھ دھو بیٹھنا۔"

"نہیں رستم جی۔ میں رینا کو اس طرح کنوئیں میں کبھی تو نہیں دھکیل سکتا۔ آخر
میں اس کا باپ ہوں۔ اُس کی بہتری بھی میری نظر میں ہے۔ اچھا لڑکا ڈھونڈنے
میں تو وقت لگے گا۔ راکیش بالکل میرے خوابوں کی تعبیر ہے اور پھر رینا بھی
اُسے بے حد پسند کرتی ہے۔"

"یہ بات آپ نے پتے کی کہی۔ لڑکی کی پسند کا خیال بھی ضروری ہے۔
اچھا تو پھر میں تمام باتوں پر غور کر کے جلد ہی وراثت کے سرٹیفکیٹ کے لئے درخواست
دائر کر دوں گا۔"

اُسی وقت اُمیش کمرے میں داخل ہوا۔ وہ کافی دیر سے کمرے کے باہر کھڑا
ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ جب اُس نے اندازہ لگا لیا کہ رستم جی باہر آنے والے
ہیں تو جلدی سے کمرے میں آگیا اور سیٹھ جی کو نمستے کی۔ منگل چند اس کو اُس
وقت وہاں دیکھ کر گھبرا گئے۔ رستم جی جانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ منگل چند
کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُمیش سے بولے۔

"آؤ آؤ اُمیش۔ بیٹھو۔ میں ابھی تمہیں ہی یاد کر رہا تھا۔"

"جی ہاں کئی دن سے آپ کے پاس آنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔" اُمیش
کُرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ وہ یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا کہ اس نے ان کی باتیں سُن لی
ہیں۔ اُس نے نگاہیں ہٹا کر رستم جی کی طرف دیکھا جو اپنی کمزور ٹانگوں پر بھاری
جسم کا بوجھ لادے ہوئے کمرے سے باہر جا رہے تھے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"دیکھو اُمیش - اب ٹال مٹول سے کام نہیں چلے گا - اب میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا - بہت جلد ریتا اور راکیش کی شادی ہو جانی چاہیئے -"
منگل چند بولے اور اُمیش ان کی جلد بازی پر مسکرا دیا اور بولا

"گھبرائیے نہیں - دو چار لاکھ کی تو بات ہی ہے - قرضہ اترتے ہی میں بارات لے آؤں گا آپ کے دروازے پر -" وہ ذرا رُک کر ان کی پیشانی پر آئے ہوئے پسینہ کو دیکھ کر بولا

"مگر ایسی بھی کیا جلدی ہے؟"

"میں نے اپنے پنڈت کو ریتا کی کنڈلی دکھائی ہے - وہ کہتا ہے کہ یہ سال ریتا کی شادی کے لئے بہت مبارک ہے - تم تو جانتے ہی ہو کہ میں ان باتوں کو بہت مانتا ہوں - میں اس شبھ موقع کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتا -"

اُمیش دل ہی دل میں سیٹھ جی کی چالاکی پر ہنسنے لگا - وہ اپنے جذبات ابھی ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا - اُن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے اب اسکی ہمت بڑھ گئی تھی سیٹھ جی اب اس کی مٹھی میں تھے - اُس نے اپنی خوشی دباتے ہوئے کہا -

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں سیٹھ جی - مگر راکیش اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ پہلے آپ کا قرض ادا کرے گا پھر شادی کرے گا - آپ تو جانتے ہیں وہ ذرا ضدّی مزاج کا ہے -"

مگر قرض ادا کرنے میں تو کئی سال لگ جائیں گے - وہ اس طرح کیوں سوچتا ہے - اس رشتہ کے بعد تو وہ میرے سارے کاروبار کا واحد مالک ہوگا . . . . .

بس ایسا تو نہیں اُمیش ! ریتا اُسے پسند نہ ہو -"

"نہیں - ریتا میں کیا کمی ہے جو وہ انکار کر سکے -"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"تو پھر یہ بیکار کی ضد کیسی ؟"

"اس کا ایک حل سوچا ہے میں نے ۔" اُمیش کچھ سوچ کر بولا

"کیا ؟"

"آپ کی ایک فرم آگرہ میں بھی تو ہے ۔"

"ہاں ۔ پھر ؟"

"اس بات سے لوگ واقف نہیں کہ اس کے مالک آپ ہیں ۔"

"تب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟"

"آپ اس فرم کی طرف سے ہماری فیکٹری کو کسی مال کا بہت بڑا آرڈر دے دیجئے ۔ ہم اس مال کی دوگنی قیمت بنا کر وصول کریں ۔ اس طرح ایک جھٹکے میں ہی آپ کا تمام قرض اتر جائے گا اور پھر راکیش کو انکار کی گنجائش نہ رہے گی ۔"

"مگر اس طرح کہیں اُسے شک نہ ہو جائے ۔"

"نہیں ۔ وہ اتنا آسان نہ ہو گا ۔ یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے ۔"

سیٹھ جی جیسے مطمئن ہو گئے ۔ انہوں نے کرسی کی پُشت سے سر ٹکا کر آنکھ بند کر لیں ۔ وہ کسی خیال میں کھو گئے تھے پھر وہ اُمیش کی آواز سُن کر چونکے جو اُن سے جانے کی اجازت طلب کر رہا تھا ۔ انہوں نے اٹھ کر اُمیش سے گرم جوشی کے ساتھ ہاتھ ملایا اور اسے رخصت کر دیا ۔

اس بات کے کوئی ایک ہفتہ بعد راکیش جب آفس میں بیٹھا صبح کی ڈاک دیکھ رہا تھا تو سب سے پہلے اُس نے ایک رجسٹری لفافہ چاک کیا اور وہ نکال کر پڑھنے لگا جس میں آگرہ کی ایک فرم کا لمبا چوڑا آرڈر رکھا وہ اُ لئے ہوئے سیدھا بھیا کے کیبن میں داخل ہوا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"بھیا اگر ہ ی ایک فرم ہیں بہت بڑا آرڈر دینے والی ہے" اُس نے وہ خط اُمیش کے سامنے رکھ دیا۔

اُمیش نے وہ خط پڑھا اور راکیش کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

" oh, I see! تم تو بہت خوش نصیب ہو۔ آج سے پہلے ہماری فرم کو اتنا بڑا آرڈر کبھی نہیں ملا۔ بہتر ہو گا کہ تم خود ہی آگرہ چلے جاؤ اور سب باتیں طے کر آؤ۔"

راکیش کو بھیا کی اسکیم بُری نہ لگی۔ جب اُنہوں نے دُگنے ریٹ دیکھے تو راکیش کو حیرت ہوئی اُس نے بھیا سے بحث کرنی چاہی تو اُمیش بولا۔

"اس کی تم فکر مت کرو۔ یہ مال بنانے میں ہماری فیکٹری تمام ملک میں اسپیشلسٹ سمجھی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آرڈر ہمیں ہی ملے گا۔ اتنے کم وقت میں اُن کا آرڈر کوئی پورا نہیں کر سکتا۔ ہمیں منہ مانگے دام مل سکتے ہیں۔"

" بھیا۔ اگر تمہاری مانگ پوری ہو گئی تو تمہارے دن پھر جائیں گے۔ میں ایک ہی قسط میں منگل چند کا قرض ادا کر کے اپنی فرم کو قانونی شکنجے سے آزاد کرا لوں گا۔"

" اور خود گرہست کے شکنجے میں پھنس جاؤ گے .... میرا مطلب ہے ریتا سے شادی ......"

شادی کا نام سنتے ہی جیسے راکیش کو کسی بچھو نے ڈنک مار دیا۔ وہ سر سے پیر تک لرز کر رہ گیا۔ وہ بہکے ہوئے انداز میں کہہ اٹھا۔

" شادی کی اتنی جلدی کیا ہے بھیا؟ "

"تمہیں نہیں۔ ہمیں ہے۔ شبھ کام شبھ دِنوں میں ہی ہونا چاہیئے۔"

"مگر میں ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

" سمجھ میں نہیں آتا تم اس طرح کب تک ٹالتے رہو گے ۔ اب تو تمہاری شرط بھی پوری ہو جائے گی"۔

" اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو اتنی گھبراہٹ کیوں ہے ۔ آپ منگل چند کی اتنی وکالت کیوں کرتے ہیں ؟"

" میں وکالت نہیں کر رہا میں تو تمہاری بہتری چاہتا ہوں ۔ نیک کام جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے ۔ اُمیش نے اُسے اُکھڑتے دیکھا تو لہجہ میں نرمی پیدا کرلی " انسان کی زندگی میں ترقی کرنے اور دولت پیدا کرنے کا ایک دوبار ہی موقع آتا ہے ۔ اگر وہ اُسے کھو بیٹھے تو تمام عمر پچھتاتا رہتا ہے ۔ اتنا تو سوچو ہمارے گھر میں لکشمی کا اوتار بن کر آنے والی ہے ۔ ہمارا اگرا ہوا گھرانہ پھر دنیا والوں کی نظر میں اونچا ہو جانے والا ہے "۔

" ٹھیک ہے ۔ مگر زندگی کے فیصلے اتنی جلد بازی میں نہیں کیئے جاتے ! راکیش یہ کہہ کر جھنجلایا ہوا اپنے آفس میں چلا آیا ۔ اُس کا موڈ خراب ہو گیا تھا ۔ شادی کے تذکرہ سے آرڈر ملنے کی خوشی پر اوس پڑ گئی تھی ۔ وہ سر جھکائے اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ اُمیش کمرے میں داخل ہوا اور برابر کی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ میز پر اُڑتے ہوئے کاغذات پیپرویٹ سے دباتا ہوا وہ راکیش سے مخاطب ہوا ۔

" ارے تم تو مجھ سے ناراض ہو گئے ۔ دراصل آرڈر ملنے کی خوشی میں مَیں انٹ شنٹ بکنے لگا ۔ فیصلے وقت کے ساتھ ہی اچھے لگتے ہیں ۔ آرڈر ملنے دو سب سوچ سمجھ لیں گے "۔

" ہاں بھیّا ۔ ابھی تو منزل کافی دور ہے ۔ جب تک قرضہ ختم نہ ہو جائے ہم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے "۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش نے بھی نرم لہجہ میں جواب دیا اور اس خط کے جواب کا ڈرافٹ لکھنے لگا۔ اُمیش خاموش بیٹھا اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ اُس کی نظریں راکیش کے چہرے پر جمی تھیں اور وہاں سے ارچنا کی پرچھائیاں نظر آ رہی تھیں۔

پارک کے سنسان گوشے میں ارچنا راکیش کی منتظر تھی۔ وہ تنہا کچھ خوفزدہ سی تھی اور جب راکیش نے چپکے چپکے پیچھے سے آکر اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے تو اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ راکیش نے جلدی سے ہاتھ ہٹا لئے اور اس کے سامنے آگیا۔

"او ئی ماں۔ آپ نے تو مجھے ڈرا دیا"

• "ڈرنے کی کیا بات ہے۔ میرے سوا کون تمہیں ہاتھ لگا سکتا ہے کس کی شامت آئی ہے" راکیش نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ آج بہت خوش تھا۔ خوشی اُس کے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"آج بہت خوش نظر آ رہے ہو۔ کوئی خاص بات ہے کیا؟"

"ہاں ارچنا۔ جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو۔ ہر قدم پر خوشیاں ہی خوشیاں ناچ رہی ہیں۔ آج ہماری فیکٹری کو ایک بہت بڑا آرڈر ملا ہے۔ اس کام میں ہمیں بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ بس یہ سمجھ لو۔ ایک ہی بار میں نکل چند کا سب قرض ادا ہو جائے گا۔"

راکیش نے ارچنا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کر لیا اور پھر اس نے محسوس کیا۔ وہ یہ سن کر اداس ہو گئی ہے۔

"کیا بات ہے تم اداس ہو گئی ہو؟ تمہیں تو یہ سن کر خوش ہونا چاہیئے۔ دراصل یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ کامیابی میرے قدم چوم رہی ہے"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

" یہ کہاں کی خوش نصیبی ہے کہ جس کو چاہتی ہوں اس کو دنیا کے سامنے اپنا نہیں کہہ سکتی ۔ جو میرا اپنا ہے وہ دنیا کے سامنے میرے لئے اجنبی ہے ۔"

" صرف چند دن کی بات اور ہے ارچنا ۔ اب وہ دن دور نہیں جب میں سماج کے سامنے سینہ پھلا کر کہوں گا کہ میں نے اپنا جیون ساتھی چن لیا ہے دیکھو یہ ہے وہ ہیرا جو میرے گھر کی زینت بن رہا ہے اور پھر سب حیرت زدہ رہ جائیں گے ۔ تم کیا جانو میں کس بے چینی سے اس دن کے انتظار میں ہوں ۔"

" نہ جانے وہ دن کب آئے گا ۔ اب میرے دل میں اتنی طاقت نہیں کبھی کبھی تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی ڈرامہ میں کوئی کردار ادا کر رہی ہوں ۔ جس کا انجام ٹریجک ہونے والا ہے ۔"

ارچنا نے راکیش کے سینے میں منہ چھپا لیا اور سسکیاں بھرنے لگی ۔ راکیش نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا ۔

" ہمت سے کام لو ارچنا ۔ میں تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا ۔ کہیں تمہارے یہ آنسو میرے قدم نہ ڈگمگا دیں ۔ چند روز اور صبر کرنے سے ہمارا سب پلان فیل ہو جائے گا ۔"

راکیش نے ارچنا کے گالوں سے آنسوؤں کے قطرے صاف کرتے ہوئے اسے گلے سے لگا لیا ۔

" مجھ سے اب صبر نہیں ہوتا راکیش ۔ اپنے ہی گھر میں ملازمہ کی حیثیت سے کب تک رہوں گی ۔ تم سے بات نہیں کر سکتی ، تمہارے کمرے میں نہیں جا سکتی ۔ ہر وقت ایک ڈر ۔ ہر لمحہ ایک خوف ۔ جیسے میں کوئی مجرم ہوں ۔"

ارچنا راکیش کی قمیص کے بٹن سے کھیلتی ہوئی کہتی رہی ۔

" اور اس دن تو میری جان ہی نکل گئی جب ناشتہ کی میز پر بڑے بھیا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نے میرا بندھن مجھے یہ کہہ کر دیا تھا کہ تم راکیش کے بستر پر پھول آئی تھیں۔ میں شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔ اُن کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔ جیسے انہوں نے مجھے کوئی جرم کرتے ہوئے پکڑ لیا ہو۔ میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہی تھی جیسے میں نے کوئی گناہ کیا ہو۔"

"گناہ کیسا۔۔۔۔؟ یہ تو ہمارے پاک جذبات اور اُن میٹھے سپنوں کا ملن تھا جو ہماری بیاہتا زندگی کی بنیاد ہیں۔"

"کہیں یہ سپنے، سپنے ہی بن کر نہ رہ جائیں۔"

"نہیں ارچنا۔ ایسا مت کہو۔ کل میں آگرہ جا رہا ہوں۔ دو چار روز میں لوٹ آؤں گا۔ بھگوان نے چاہا تو میرا یہ کام ضرور پورا ہو گا۔ جہاں تنا صبر کیا ہے وہاں دو مہینے اور سہی۔"

"... آنٹی کو کیا جواب دوں۔ وہ کشمیر لوٹ جانے کو بے چین ہیں۔"

"... جلد ہی ان کی بے چینیوں کو خوشیوں میں بدل دوں گا۔ اس وقت مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے۔ تمہارے حوصلے میرے ارادوں کو مضبوط بنائیں گے۔ میرے پاؤں میں منگل چند کے قرضے کی زنجیریں ہیں۔ یہ زنجیریں مجھے کاٹ لینے دو۔ مجھے آزاد ہو جانے دو۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مجھ سے الگ نہیں کر سکتی۔"

ارچنا نے زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ لا کر اُسے تسلی دی، لیکن اُس کا دل ابھی تک خوف سے دھڑک رہا تھا۔ اُس نے مضبوطی سے راکیش کا بازو تھام لیا۔ اور دونوں چپ چاپ مخملی گھاس پر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ پیڑوں کی سائیں سائیں ماحول میں عجیب سی موسیقی بکھیرے ہوئے تھی۔

•

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

۱۷

اُما ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھی کملا کی طرف بڑھی جو ایک آرام کرسی پر دراز تھی۔ اُس نے آہٹ پاکر پلٹ کر دیکھا۔ اُما نے نمستے کی اور اس کے قریب چلی آئی۔

"کیا بات ہے۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اُما نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"یوں ہی ذرا سردی کی شکایت ہے۔ اُس کی وجہ سے بخار ہو گیا ہے"

"ارچنا کہاں ہے؟" اُما نے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے پوچھا

"ڈاکٹر کے ہاں دوا لینے گئی ہے"

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا؟" اُما نے کرسی کملا کے قریب کھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سوچا تمہارا وعدہ تمہیں یاد دلادوں"

"مجھے اپنا وعدہ یاد ہے بہن۔ اب آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا کلگو ان کی دیا سے وہ دن اب دور نہیں جب ہم دنیا کے سامنے حقیقت پیش کرسکیں گے۔ ارچنا کا قدم راکیش کے نصیب کو بدل رہا ہے۔ گھر کے کھوئے ہوئے وقار کو واپس لا رہا ہے"

"اب یہ فیصلہ تمہارے ہی ہاتھوں میں ہے اُما۔ میں بھی کام معذور

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چھوڑ کر کب تک یہاں بیٹھ سکتی ہوں "۔

" مجھے اس کا پورا خیال ہے۔ جہاں اتنا صبر کیا ہے ڈیڑھ دو ماہ اور سہی "۔

" مجھ میں تو صبر کی تاب ہے، لیکن جب ارچنا کی تنہا زندگی کو سلگتا ہوا دیکھتی ہوں تو اداس ہو جاتی ہوں "۔

" لیکن جب یہ اداسیاں خوشیوں میں بدل جائیں گی تو سب دکھ بھول جائینگے صبر اور امید ہی عورت کا دوسرا نام ہے "۔

کچھ دیر کی بات چیت کے بعد جب اُما نے چلنے کی اجازت مانگی تو کملا بولی ——

" ٹھہرو۔ چائے تو پی لو۔ اور ابھی ارچنا بھی آتی ہو گی "۔

" نہیں بہن۔ آج وہ گھر پر نہیں ہیں۔ فیکٹری میں ڈبل شفٹ چل رہی ہے اور بابوجی اکیلے ہیں "۔

اس کی دلیل سُن کر کملا اُسے روک نہ سکی۔ اُما یہ کہہ کر کھڑی ہو گئی اور نمستے کر کے جلدی جلدی کمرے سے باہر نکل گئی۔ کملا پھر آنکھیں بند کر کے کرسی پر دراز ہو گئی جیسے اُما کے دیئے ہوئے دلاسے نے اس کی بے چینی کو کم کر دیا ہو۔

اچانک اُما زینہ اترتے اترتے ٹھٹھک کر رُک گئی۔ سامنے کی گلی میں اس کا شوہر للّی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا جا رہا تھا اور للّی اپنا سر بے پرواہی سے اُمیش کے کندھے پر رکھے ہوئے اس کے ساتھ قدم بڑھا رہی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اُما کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُس نے ان کی نگاہوں سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو ایک اندھیرے کونے میں چھپا لیا۔ ایک لمحہ کے لئے اُس کے دل میں آئی کہ سیدھے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جا کر ان کے سامنے کھڑی ہو جائے اور شوہر کے جھوٹ کو بے نقاب کر دے ، لیکن دوسرے ہی لمحے وہ یہ سوچ کر رک گئی کہ اگر کسی نے پوچھ لیا کہ وہ یہاں اس وقت کیا کرنے آئی تھی تو کیا جواب دے گی ۔ اُس نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو قابو میں کر لیا اور چپ چاپ اس لیے حیا جرانی کر دیکھتی رہی جو اس کے شوہر کو اس کی نگاہوں کے سامنے اس سے چھین کر دوزخ کی حدود میں لیئے جا رہی تھی ۔ اُس کے من مندر کا دیوتا آج اس کی نظروں سے گر گیا تھا ۔ اس نے اپنی ہی آنکھوں سے اپنے شوہر کا یہ گھناؤنا روپ دیکھ لیا تھا ۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آہستہ آہستہ ہوٹل سے باہر نکل گئی ۔

اُما جب گھر میں داخل ہوئی تو نیچے ہال میں ہی اس کا راکیش سے سامنا ہو گیا ۔ وہ راجہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اُسے جھولا جھلا رہا تھا ۔ اُما کو دیکھتے ہی وہ اس کی طرف لپکا اور چلا کر بولا ۔

" مبارک ہو بھابی ۔ ہمارا کام بن گیا ۔ دو مہینے کی سپلائی میں ہی پورا دو لاکھ کا منافع ہوا ہے "۔

" تب تو بڑی خوشی کی بات ہے " اُس نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا " شاید ہمارے دن پھرنے والے ہیں "۔

" ہاں بھابی ۔ ہر رات کے بعد سویرا ضرور ہوتا ہے "۔

" ہاں راکیش ۔ لیکن جب میں اس سویرے کے بعد دوبارہ رات کا تصور کرتی ہوں تو دل دہل جاتا ہے "۔

" کیا بات ہے بھابی ۔ آپ کسی چنتا میں ہیں ۔ کہاں سے آ رہی ہیں آپ ؟ "

" تمہاری کملا دیوی سے ملنے گئی تھی "۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"وہ کیوں ؟"

"انہوں نے بلایا تھا۔ میرا وعدہ دہرانے۔"

"تو کیا کہا آپ نے ؟"

"ڈیڑھ دو مہینے میں ان کے سینے کا بوجھ ہلکا کردوں گی۔ یہی وعدہ کیا ہے میں نے۔"

"تو اس میں اتنا سنجیدہ ہونے کی کیا بات ہے ؟" بتایئے نا کوئی اور بات تو نہیں ہوئی ؟"

"نہیں تو . . . . ."

"تو یہ چہرے کا رنگ کیوں اُڑا اُڑا سا ہے ..... نہیں بھابی آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں۔ کہئے نا ! آپ کو میری قسم جو دل کی بات منہ تک نہ لائیں۔"

اُما کی ہچکی بندھ گئی۔ ہچکیوں کے درمیان ہی اُس نے رُک رُک کر اُمیش کی بے حیائی کا قصّہ عیاں کردیا۔ بھابی کی حالت دیکھ کر راکیش کپکپا اٹھا اور غصّہ میں بڑبڑایا۔

"اوہ۔ تو وہ ضرور للّی ہوگی۔"

"للّی . . . . . تم کیسے جانتے ہو اُسے ؟"

"جانتا تو ہوں مدّت سے، لیکن اس درد کو سینے میں چھپائے بیٹھا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ بھیّا آپ کی نظروں سے گر جائیں۔ اور آپ کے بیاہتا جیون میں ہل چل مچ جائے۔"

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا راکیش !"

"گھبرائیے نہیں بھابی۔ جب قصّہ کُھل ہی گیا ہے تو خوف کیا۔ ابھی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جاکر اس کا فیصلہ کیئے دیتا ہوں "۔

راکیش غصّہ سے بھرا ہوا کمرے سے باہر جانے لگا، لیکن اُما نے جھپٹ کر اس کا راستہ روک لیا۔ وہ اس کے آگے گڑگڑانے لگی۔

"نہیں راکیش نہیں۔ میں تمہیں وہاں نہیں جانے دوں گی"۔

" ہٹ جا میری بھابی۔ بھیّا اس طرح آپ کی زندگی سے نہیں کھیل سکتے۔ آپ کیا جانیں کہ آج باپو جی کی بیماری سے فائدہ اٹھا کر بھیّا نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ انہوں نے اپنا سب کچھ بیچ کھایا ہے۔ اب جو عزّت کا ڈھانچہ بچا ہوا ہے میں اس کا نیلام نہ ہونے دوں گا"۔

"میرے اچھے بھیّا۔ تجھے میری قسم جو اُن سے جھگڑا کرے۔ میں تجھے نہیں جانے دوں گی۔ کہیں یہ آگ تمہاری اور ارچنا کی محبت کو اس لپیٹ میں نہ لے لے"۔

" مگر اس طرح ......"

" کچھ نہیں ..... ابھی ہمیں صبر اور عقل سے کام لینا ہوگا۔ نہیں تو ہمارا سب پلان فیل ہو جائے گا اور پھر باپو جی کی بیماری کا تو خیال کرو۔ اگر اب کی بار انھیں کوئی ذہنی صدمہ پہنچا تو وہ سنبھل نہ سکیں گے"۔

راکیش بھابی کے آنسوؤں اور گڑگڑاہٹ سے پگھل گیا۔ بھابی نے اپنے دل کی آتش کو کم کرنے کے لئے اُسے بچوں کی طرح اپنے سینے سے لگا لیا۔

للی نے اُمیش کا خالی گلاس پھر شراب سے بھر دیا اور اپنا گلاس اٹھا کر ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگی۔ اُمیش نے جھومتے ہوئے للی کا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ للی نے اپنا گلاس میز پر رکھا اور سپردگی کے انداز میں اس کی گود میں گر پڑی۔ اُمیش نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے چہرہ کے قریب کیا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور ایک کھنکتا ہوا قہقہہ لگا کر بولا

" آج ہم نے اپنی بیوی کو پھر بے وقوف بنا دیا کہ فیکٹری میں اوور ٹائم ہو رہا ہے ، اس لئے رات کو وہاں رُکنا پڑے گا ۔"

للی نے ایک انداز سے اُس کے ہاتھ جھٹک دیئے اور بولی

" مگر اس طرح چوری چھپے ہم کب تک ملتے رہیں گے ؟ مجھ سے یہ پہاڑ سی راتیں نہیں کاٹی جاتیں اور تمہیں میرا بالکل خیال نہیں ۔ مہینے میں صرف دو تین راتیں ہی تم میرے ساتھ گزارتے ہو ۔"

" ارے جو لطف انتظار میں ہے وہ وصال میں کہاں ۔"

" یہ شاعرانہ خیال ہے حقیقت نہیں ۔ جاؤ ہٹو ۔ زیادہ باتیں نہ بناؤ "

" ناراض ہو گئیں ۔ بس ڈارلنگ کچھ دن اور انتظار کرو ۔ پھر ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے ہو جائیں گے ۔"

اُمیش نے اپنا گلاس اُس کے لبوں سے لگا دیا اور زبردستی اس کے حلق میں دو گھونٹ شراب اتارتے ہوئے بولا ۔

" یہ خوبصورت رات شکوہ شکایت کے لئے نہیں للی ۔ رسیلی باتوں کیلئے ہے ۔" اُس نے کہا اور للی کو اپنی گود میں گرا لیا ۔ اُس نے للی کے گال میں اس زور سے چٹکی لی کہ وہ بلبلا اُٹھی ۔

اُسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا ۔ للی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اُچھل کر پیچھے ہٹ گئی ۔ اُس نے خوف زدہ نظروں سے اُمیش کی طرف دیکھا جو جلدی جلدی آنکھیں جھپکا کر دروازہ کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ دروازہ پہ ایک اجنبی کو دیکھ کر للی کی چیخ نکل گئی ۔ اُمیش کے ہاتھوں میں جام چھلک گیا ۔ کالے سوٹ میں ملبوس ایک لمبا تڑنگا شخص کمرے میں داخل ہو رہا تھا جس کے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہمراہ دو خوفناک صورتوں والے آدمی تھے ۔ ان کی مونچھیں بڑی بڑی اور لال تھیں ۔ وہ صورت سے ہی غنڈے معلوم ہوتے تھے ۔ سرٹ والے شخص نے پیچھے مڑ کر دروازہ بند کیا اور کونے میں سہمی کھڑی للی کی طرف بڑھا ۔ اُس نے للی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھینچا اور اس پر لاتوں اور گھونسوں کی بارش شروع کر دی ۔

" بدمعاش ۔ بے وفا ۔ آوارہ کُتیا ۔ آخر میں نے تجھے پکڑ ہی لیا ۔ مجھ سے مائیکے کا بہانہ کر کے تو یہاں رنگ رلیاں منا رہی ہے ۔"

وہ دونوں شخص کولہوں پر ہاتھ رکھے اُمیش کو گھور رہے تھے اور اُمیش کا سارا نشہ ہرن ہو چکا تھا ۔ للی اُس شخص کے آگے رو کر بولی :

" میں بے قصور ہوں ۔ مجھے یہ شخص بہکا کر لایا ہے " اُس نے اُمیش کی طرف اشارہ کر کے کہا اور وہ شخص اُمیش کی طرف مڑا ۔ اُمیش للی کی بات سن کر چونک پڑا ۔

وہ شخص اُمیش کے سامنے آ کھڑا ہوا اور شراب کے گلاس کو پاؤں کی ٹھوکر سے توڑتا ہوا بولا ۔

" تو یہ ہے وہ بدمعاش جو میری بیوی کو بھگا کر لایا ہے ۔ کمینے ۔ ذلیل کتے ۔ ابھی چکھاتا ہوں تجھے اس عیاشی کا مزہ ۔"

" بھگوان قسم ۔ . . . . میں تو جانتا بھی نہ تھا کہ یہ شادی شدہ ہے ۔ میں اُسے کہیں سے بھگا کر نہیں لایا ۔" اُمیش ڈر کر کھڑا ہو گیا ۔ اُس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں ۔ اُس کے جسم کا لہو جیسے کسی نے نچوڑ لیا تھا ۔

" شٹ اَپ ! " وہ شخص گرجا اور اُمیش پھر ڈر کر پلنگ پر گر گیا ۔ اُس شخص نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا ۔

" رام سنگھ ۔ تم پولیس کو جلد فون کرو کہ للی مل گئی ہے اور ہم نے اُس بدمعاش

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کو پکڑ رکھا ہے۔ جو اسے بھگا کر لایا ہے۔ تو را موقع دیا کر اس ذلیل کو گرفتار کرلے۔"

"نہیں۔ بھگوان کیلئے نہیں۔" اُمیش اس کے پیروں پر گر کر گڑگڑا یا۔

"آپ یقین مانیے۔ یہ خود ہی میری طرف جھکی تھی۔ میں کہیں سے بھگا کر نہیں لایا۔

..... میں ایک عزّت دار آدمی ہوں ..... وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی اس کی صورت بھی نہ دیکھوں گا ....."

"میری عزّت کا نیلام کرنے کے بعد .....؟"

"وہ میری غلطی تھی۔ میرا کمینہ پن تھا۔ اب میرے خاندان کی عزّت آپ کے ہاتھ ہے۔ اگر پولیس کیس ہو گیا تو میرے خاندان کی عزت مٹی میں مل جائے گی۔"

وہ بچوں کی طرح پھوٹ پڑا۔

"تو تمہیں اپنی عزّت بچانے کی قیمت چکانی پڑے گی۔"

"کیا؟" وہ للّی کے شوہر کے منہ سے یہ سن کر بڑبڑا اٹھا۔

"پچاس ہزار روپیہ"

اتنی بڑی رقم سن کر اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ وہ پھنسی پھنسی آواز میں چلاّیا۔

"پچاس ہزار.......؟"

"ہاں پچاس ہزار تمہاری عزت سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر پولیس کیس بن گیا تو عزّت بھی جائے گی اور رقم بھی۔"

اُمیش کی جان آفت میں آگئی۔ اُس نے اپنی عزت کے خوف سے ان کی مانگ منظور کر لی۔ مگر اتنی بڑی رقم چکانے کے لئے کچھ مہلت مانگی۔ للّی کے شوہر جان نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا اور اُمیش کو چوبیس گھنٹوں کی مہلت دے دی۔

اُمیش نے ذرا دم لیا اور ڈرتے ڈرتے اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بھی بھی نگاہوں سے للی کو دیکھا۔ رام سنگھ نے للی کے شوہر کے کان میں کچھ کہا۔ اُس نے فوراً اُمیش کو روک لیا اور اُسے پچاس ہزار روپے کا پرنوٹ لکھ کر دینے پر مجبور کر دیا اور ساتھ ہی میں اس بات سے بھی آگاہ کر دیا کہ اگر اس نے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو وہ زندہ نہ بچ سکے گا۔

امیش نے جلدی سے پرنوٹ لکھ دیا اور اپنا سا منہ لیئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ جانن نے اپنے شاگرد منگلو کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ وہ فوراً دروازے کی جانب لپکا اور اُسے معمولی سا کھول کر باہر کی جانب جھانکنے لگا۔ اُمیش تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے صدر ہال کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اُس نے فوراً دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اونچی آواز میں چلا کر بولا "BOSS! ——— وہ گیا؟"

للی جو ابھی تک کمرے کے دوسرے کونے میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی۔ جانن غصہ تھوک کر مسکرا رہا تھا۔ للی کے چہرے پر بھی رونق اُبھری۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن اس سے اٹھا نہ گیا۔ اس کا بدن درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ جانن تیزی سے اس کے قریب چلا آیا اور ہاتھ بڑھا کر بولا "——— come on ——— ڈارلنگ ——— جواب نہیں تمہاری ایکٹنگ کا۔"

"اور جواب نہیں تمہاری مار کا۔" اُف! ذرا مار تے وقت ہاتھ تو بچا لیا کرو۔ پسلیوں کا قیمہ بنا دیتے ہو!"

"ڈارلنگ ایکٹنگ میں کبھی کبھی ——— حقیقی رنگ بھی لانا پڑتا ہے تاکہ بنا بنایا کھیل نہ بگڑ جائے۔" جانن نے ایک ہی جھٹکے میں اُسے زمین پر کھڑا کر دیا اور اس کی کمر کو ہاتھوں کا سہارا دیتے ہوئے اپنے سینے سے بھینچ لیا۔

رام سنگھ اور منگلو نے بڑھ کر جلدی سے شراب کے چار جام بھر دیئے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور پھر سب نے ایک ایک جام اٹھا لیا۔

" Cheers - ہیو ڈارلنگ! آج کی کامیابی کا سہرا تمہارے سر ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں اُمیش! ہمیں چکمہ دے جائے۔" منگل بولا۔

" نہیں — He is a coward — impossible اپنی عزت کی نیلامی سے پہلے ہی وہ اس رقم کا بندوبست کرلے گا۔"

چاروں نے ایک ساتھ جام لبوں سے لگا لیئے۔ للّی نے شوہر کے ہاتھوں کا سہارا لیا اور اس کے بھدّے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ چپاں کر دیئے۔

سیٹھ منگل چند اپنی بیٹی ریتا کے ساتھ فلم کا آخری شو دیکھ کر لوٹے تو ڈرائنگ روم میں اُمیش کو بیٹھا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اتنی رات گئے اُسے وہاں دیکھ کر وہ چونکے اور بولے۔

" اُمیش تم ....؟"

" جی! ایک ضروری کام سے آیا تھا...!" اُمیش نے صوفے سے اُٹھتے ہوئے کہا " دو گھنٹے سے آپ کی راہ دیکھ رہا تھا۔"

" ایسا بھی کیا کام آن پڑا " وہ مشکوک انداز میں بولے۔

اُمیش نے ریتا کی جانب گھوم کر دیکھا۔ منگل چند ریتا کا ساتھ چھوڑ کر اسٹڈی روم کی جانب چل پڑے اور ریتا اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اُمیش منگل چند کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ منگل چند کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

" بولو اُمیش! ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنی رات گئے یہاں لے آئی۔"

" مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے " اُمیش کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"کیسی مصیبت ؟"

"مجھے پچاس ہزار روپے کی سخت ضرورت ہے۔ میری عزت خطرے میں ہے۔"

"پچاس ہزار ۔ ۔ ۔ ۔ ؟ اتنی بڑی رقم ۔ ۔ ۔ ۔ ؟"

"جی پچاس ہزار ۔ ۔ ۔ مجھے ابھی چاہئیں ورنہ میں کہیں کا نہ رہوں گا"

"مگر میں تمہیں اتنی بڑی رقم نہیں دے سکتا۔"

"نہیں سیٹھ جی۔ آپ انکار بھی نہیں کر سکتے۔ میں آپ سے خیرات نہیں قرض مانگ رہا ہوں۔"

"ہوں۔ قرض ۔ ۔ ۔ ۔ کیسا قرض ؟ تم تو مجھے زندگی بھر کے لیے غلام بنا لینا چاہتے ہو۔ اب تمہیں اپنا راستہ بدلنا ہوگا۔"

"واہ سیٹھ جی ! ابھی تو رینا کا بیاہ بھی نہیں ہوا۔ ابھی سے آنکھیں بدلنے لگے ؟"

"تو کیا زندگی بھر کے لئے اپنے آپ کو بیچ ڈالوں تمہارے ہاتھ ؟"

"زندگی بھر کیلئے نہیں۔ بلکہ اس وقت تک جب تک رینا کھنا کی تمام جائیداد اس کے بیاہ کے بعد آپ کے ہاتھ نہیں لگتی۔ یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اصلی رینا کی موت کے بعد آپ نے نقلی رینا کو پال پوس کر دنیا کو کتنا بڑا دھوکا دیا ہے کہ آپ کی بیٹی ابھی تک زندہ ہے۔"

"کیا بکتے ہو۔ آہستہ بولو۔"

"تو کیا دیکھئے یہ رقم۔ اتنی بڑی جائیداد ہاتھ لگے گی۔ اس کے لئے اتنی چھوٹی مانگ سے گھبرا گئے۔"

"میں تمہاری دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں" وہ گھبراہٹ چھپاتے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہوئے بولے۔

"چور کو چور سے کاٹا ہے کا ڈر سیٹھ جی! آپ شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ میری کچھ کمزوریاں آپ کے علم میں ہیں۔ اور آپ ان سے پردہ ہٹا دیں گے۔ اگر پچاس ہزار کا انتظام نہ ہوا تو خود ہی ان پر سے پردہ اٹھ جانے والا ہے۔ اور پھر مجھے آپ کو بے نقاب کرنے میں بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی"

منگل چند بے بسی کی حالت میں دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ اُمیش اُن کی نگاہوں کا سامنا کرتے ہوئے ایک زہریلی ہنسی ہونٹوں پر لے آیا۔ سیٹھ جی نے نگاہیں چرالیں اور سگار کے لمبے لمبے کش کھینچتے ہوئے بولے۔

"او کے اُمیش۔ کل صبح بینک کھلتے ہی اپنی رقم لے جانا"

اُمیش اپنی کامیابی پر مسکرایا اور سیٹھ جی کو نمستے کر کے باہر نکل گیا۔ سیٹھ جی میش کے رویہ سے کچھ پریشان سے ہو گئے تھے۔ وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے سگار کے لمبے لمبے کش کھینچ رہے تھے۔

رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا جب اُمیش اپنے گھر میں داخل ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اندر جانے لگا۔ اپنے کمرے میں روشنی دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اُما جاگ رہی تھی۔ دبے قدموں سے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اُما پلنگ پر لیٹی دروازے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور طنزیہ انداز میں بولی۔

"ارے آپ اتنی جلدی آ گئے۔ فیکٹری میں تو رات بھر کا کام تھا"

"ساڑھے بارہ بجے تک کی شفٹ تھی" اُمیش نے نظریں چراتے ہوئے اور اپنے کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ اُما آگے بڑھی اور اس کے کپڑے ہینگر میں ٹانگتے ہوئے کوٹ ہینگر میں ٹانگتے ہوئے اس نے ایک بڑھیا سینٹ کی مہک محسوس کی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُس نے کوٹ کی جیب سے جھانکتا ہوا رومال باہر نکال لیا اور اس پر لگے لپ سٹک کے دھبے غور سے دیکھنے لگی۔ اُمیش کنکھیوں سے اُس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔ اُما نے اچانک پلٹتے ہوئے شوہر سے نظریں ملائیں اور کہا۔

"آپ کی فیکٹری میں لپ اسٹک اور سینٹ بھی بنتا ہے کیا؟"

"کیا کہنا چاہتی ہو تم؟" اُمیش نے بے باکی سے پوچھا۔

"میں کہنا چاہتی ہوں کہ جو شخص اپنی پتی ورتا استری کے وشواس کو گھائل کرتا ہے اُس کو دیوتا بھی کبھی معاف نہیں کرتے۔"

"کیا بک رہی ہو۔ ہوش میں تو ہو۔"

"میں تو ہوں۔ پر شاید آپ نہیں۔"

اُمیش تلملا کر چپ ہو گیا اور کھڑکی میں رکھی ہوئی صراحی سے پانی پینے لگا اچانک برآمدے میں پڑے ہوئے راکیش کے سامان پر اُس کی نظر پڑی تو اس نے پوچھا۔

"راکیش لوٹ آیا کیا؟"

"جی۔ شام کو ہی آ گیا تھا۔"

"سو گیا کیا؟"

"ہاں۔"

اُمیش کمرے کی بتی بجھا کر اپنے پلنگ پر آ لیٹا۔ اُما اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے اپنے شوہر کو گھور رہی تھی۔ اور اُمیش آنکھیں بند کئے سوچ رہا تھا کیا راکیش نے اپنی بھابی کو سب کچھ بتا دیا؟ مگر چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے کوئی سوال نہ کر سکا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

۱۸

راکیش آج آگرہ جا رہا تھا۔ اُما نے جب اُس کے کمرے میں قدم رکھا تو وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ آج آگرہ پہنچتے ہی اُسے پورے ڈھائی لاکھ کی رقم مل جانے والی تھی۔ منگل چند کے قرض کی ادائیگی کا راستہ بن چکا تھا۔ اب اسے اگر کوئی فکر تھی تو بس اس بات کی کہ زینا کے رشتے سے انکار کرنے سے پہلے وہ اپنے بیاہ کا راز بابوجی اور بھیا سے کیسے کہے۔

بھابی کو دیکھتے ہی اُس کا چہرہ کھل اُٹھا۔ اُس نے اپنے کپڑے اُما کے ہاتھوں سے تھام لیے اور سوٹ کیس میں تہہ جماتے ہوئے بولا۔

"کتنا خیال رکھتی ہو تم اپنے دیور کا ....؟"

"دیور نہیں۔ بیٹا کہو۔ میری ایک آنکھ راجہ ہے اور دوسری تم۔"

"کاش بھیا بھی ایسا ہی سوچتے!"

"دل چھوٹا نہ کرو۔ وقت آنے پر وہ بھی ایسا ہی سوچیں گے۔ جانتے ہو جب میں بابوجی کو ناشتہ دے رہی تھی تو بابوجی کیا بولے؟"

"کیا؟"

"اُن کا دل منگل چند کے یہاں رشتہ کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ کہہ رہے تھے ہمارے بیٹے کو منگل چند ہم سے چھین نہ لے۔ اُسے اپنا کر ہمارا دشمن نہ بن جائے۔"

"تب تم نے کیا کہا؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"جی میں آیا اُن پر سچائی کھول دوں، لیکن کچھ ڈر گئی کہ کہیں یہ جلد بازی بنا بنایا کھیل نہ بگاڑ دے۔"

"کوئی بات نہیں۔ یہ رقم ملنے دو۔ قرضہ ختم ہوتے ہی اس گھر میں ایک نئی زندگی طلوع ہو جائے گی۔"

تبھی اُمیش اُس کے کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے وہ تمام دستخط شدہ کاغذات راکیش کو تھما دیئے۔ جن کی آگرہ میں اُسے ضرورت تھی۔ اُما نے جلدی سے اُس کا سوٹ کیس بند کرنا شروع کر دیا اور راکیش نے ان کاغذات پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے انہیں اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ اُمیش نے انہیں تاکید کی کہ وہ رقم ملنے سے پہلے اپنی کوئی رسید فرم کے حوالے نہ کرے۔

جب راکیش نے بھیا اور بھابی کے پاؤں چھوئے تو اُما نے اُسے راجہ کے جنم دن کی یاد دلائی اور وقت پر لوٹ آنے کی تاکید کی۔

"جنم دن تو سنیچر کا ہے اور میں شکر وار کی رات کو ہی یہاں پہنچ جاؤں گا" وہ جھٹ سے بولا۔

"لیکن کام ادھورا چھوڑ کر نہ آنا راکیش" اُمیش نے کہا۔

"میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں بھیا"۔

"تم سے یہی اُمید ہے مجھے۔"

"ایک بات پوچھوں بھیا؟"

"ہاں ہاں۔ کہو۔"

"یہ سب قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی کیا یہ ضروری ہوگا کہ میں رینا سے ہی شادی کروں؟"

"شادی۔۔۔ ہاں۔ لیکن تم نے ایسی بات کیوں سوچی؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"یوں ہی من میں آگیا تھا۔"

"ایسی بے تکی باتیں من میں لانا شریف آدمیوں کو شوبھا نہیں دیتا۔ یہ مت بھولو کہ ریتا کے پتا کے ہم پر بہت احسان ہیں اور پھر اتنے بڑے گھرانے سے رشتہ جوڑ نا تو ہماری خوش نصیبی ہوگی۔"

راکیش نے بات آگے نہ بڑھائی اور وقت کی کمی کا سہارا لے کر جانے کو تیار ہو گیا۔ اُما نے جب اسباب اُٹھانے کے لئے نوکر کو آواز دی تو راکیش نے روک دیا۔ وہ خود ہی اپنا اٹیچی اور بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اُمیش کو دفتر جانے کے لئے دیر ہو رہی تھی۔ اُما نے اُس سے تیار ہونے کو کہا اور خود راکیش کو گھر کے باہر تک چھوڑنے کو چلی آئی۔ راکیش نے موقع پا کر بھابی سے کہا ——

"دیکھ لیا بھیا کا مزاج۔ وہ ضرور کوئی مصیبت کھڑی کریں گے۔"

"تو کیوں چنتا کرتا ہے۔ میں جو ہوں۔ مثل چند کے فرضی کا ڈر نہ ہوتا تو ان سے ابھی حساب چکتا کر لیتی۔ خیر کچھ دن کی بات ہے۔ اب جلدی کا جا نہیں گاڑی نہ چھوٹ جائے۔"

"ابھی گاڑی چھوٹنے میں دو گھنٹے باقی ہیں۔"

"پھر اتنی جلدی . . . . "

"ارچنا جو اسٹیشن پر مل رہی ہے۔ کہہ رہی تھی صبح کا ناشتہ اسٹیشن پر کریں گے۔"

راکیش ٹیکسی میں بیٹھا اور چلا گیا۔ اُما صدر دروازے پر اس وقت تک کھڑی رہی جب تک ٹیکسی اس کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہ ہو گئی۔ وہ یہ سوچ کر مسکرا دی کہ ارچنا راکیش کو اسٹیشن پر مل رہی ہے۔ تبھی شاید اُس نے بھیا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کے ساتھ کار میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ نہ جانے کب تک بُت بنی راکیش اور رچنا کے بارے میں سوچتی رہتی کہ اُسے شوہر کی آواز نے چونکا دیا۔ اُمیش کی آواز سنتے ہی وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگی۔

اُمیش اپنا جوتا نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تھا۔ وہ کمرے کا ہر کونہ تلاش کر چکا تھا، مگر جوتے کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اُس نے چلّا چلّا کر تمام گھر کو اکھٹا کر لیا تھا۔ اُما بھی پریشان ہوئی گھر میں ہر جگہ تلاش کرنے لگی۔ لیکن اُسے بھی مایوسی ہوئی۔

تبھی راجہ اسکول سے لوٹ آیا اور گھر والوں کو پریشان دیکھ کر بولا۔

"کیوں ماں۔ کیا ہوا؟"

"تیرا سر.......!" اُمیش غصّہ سے بولا۔

"او۔ آئی سی۔ میں نے سوچا شاید آپ جوتے کے لئے پریشان ہیں"۔ راجہ نے اسکول کا بیگ میز پر رکھتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔ جوتے کا نام سنتے ہی اُمیش اور اُما بھڑک اُٹھے۔ دونوں ایک ساتھ گردن گھما کر راجہ کو دیکھنے لگے۔ جو آج وقت سے پہلے ہی اسکول سے لوٹ آیا تھا۔ اُما لپک کر اس کے پاس گئی اور بولی

"آج اتنی جلدی....؟"

"اسکول میں چھٹی ہو گئی۔ ماسٹر جی کا جنم دن تھا۔"

"تم نے ڈیڈی کے جوتے دیکھے ہیں کیا؟" وہ کھڑ بولی۔

"دیکھے کیا۔ ضرور اسی نے چھپائے ہوں گے۔" اُمیش پیشانی پر آئے پسینے کو غصّے سے پونچھتا ہوا بولا۔

"چھپائے نہیں ڈیڈی۔ بیچ ڈالے ہیں۔" راجہ نے بنا کسی جھجک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کے کہا۔

"کیا؟"

"ہاں ممی۔ ہمارے اسکول میں ایک لڑکا تھا۔ ماسٹر جی روزانہ اُسے کلاس سے باہر نکال دیتے تھے۔ اس کے پاس انگلش ریڈر نہ تھی۔"

"تب....؟"

"میں نے جوتے تین روپے میں بیچ دیئے اور اسے ریڈر لے دی۔"

"اور اسے ریڈر لے دی"..... منہ بناتے ہوئے اُمیش نے کہا اور جونہی اُسے مارنے کے لئے بڑھا راجہ ماں کی ٹانگوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

"ارے تجھے یوں ہی کمانا تھا تو مجھ سے تین روپے مانگ لئے ہوتے۔ میرے تیس روپے کے جوتے مفت میں دیدیئے۔"

"مفت میں نہیں ڈیڈی۔ بلکہ تین روپے میں۔"

"اُف۔ کس قدر گستاخ ہو گیا ہے۔" اُمیش غصے سے بولا۔

"راجہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ یہ بری بات ہے۔" اُما بولی۔

"نہیں ماں۔ ارچنا دیدی نے سکھایا ہے۔ جب کسی کی مدد کرو تو اپنی کمائی میں سے کرو، کسی سے مانگ کر نہیں۔"

اُما بیٹے کی بات سن کر کھلا اُٹھی۔ ارچنا کے نام پر اُمیش کا چہرہ بجھ سا گیا۔ اُسے ارچنا کا نام اپنے ذہن پر ایک ہتھوڑے کی طرح لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ راجہ کی بات کو طول دے کر تماشا کھڑا کرے، اُما نے بیٹے کو اشارہ کیا اور راجہ کمرے سے باہر بھاگ گیا۔

اُمیش جو ابھی تک غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ اُما کا سامنا کرتے ہی بول اٹھا۔

"ارچنا کی سنگت میں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ بدتمیز ہو گیا ہے۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"نہیں - بلکہ تمیز سیکھ لی ہے - اب تھوک کیجئے غصہ - اسی بہانے ایک نیا جوتہ لے آئیے گا - یوں بھی تو وہ آپ کے پاؤں کو کاٹتا تھا۔" اُوما نے مسکراتے ہوئے کہا اور فوراً الماری سے پرانا تو فرش نکال کر لے آئی - نتھنوں کو سکیڑتے ہوئے اُمیش نے چہرے کے کھنچاؤ کو کم کیا اور جوتہ پہننے لگا - اُما نے جھاڑن سے جوتا صاف کرنا چاہا تو وہ بولا

"رہنے دو۔"

"ابھی صاف ...... کرا لیجئے - کہیں جوتے کی میل دیکھ کر لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ سرکار رات بھر چلتے ہی رہے ہیں۔"

"چل ہٹ - تجھے بھی اب شرارتیں سوجھنے لگی ہیں۔"

"ساتھ جو ایسا ہے - ارچنا نے سب کچھ سکھا دیا ہے مجھے۔"

"کیا ؟"

"مرد کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیئے ورنہ وہ بہک کر دوسری عورتوں کے پیچھے لگ جاتا ہے۔"

"وہ نادان اور بے وقوف ہے جو تم سے ایسی باتیں کرتی ہے۔"

"تو سچ کیا ہے - مردوں کی ذات کا - آپ ہی بتا دیجئے نا - اُما دل کی بات کو چھپاتے ہوئے پوچھ بیٹھی - اُمیش اس کی بات پر چونکنا ہو گیا اور خوف زدہ ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا - اسے محسوس ہوا جیسے اُما اس کی گناہ آلود حرکتوں کو جان چکی ہے - اُما کی خاموش اور معنی خیز نگاہوں کو پڑھتے ہی اس کے بدن میں ایک لرزش سی دوڑ گئی - اُما نے اپنی سنجیدگی کو پھر مسکراہٹ میں چھپا لیا اور بولی

"آپ تو ڈر گئے - میں ذرا آپ کا دل ٹٹول رہی تھی - وہ اور کوئی ہوں گے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جو بہک جائیں۔ میرا سوامی ایسا نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ "

اُما نے بات ٹال دی اور کمرے کی بکھری چیزوں کو سنوارنے لگی۔ اُمبیق نے اطمینان کا سانس لیا اور چلنے کی تیاری کرنے لگا۔ اُما نے اُسے کوٹ پہنایا اور رُکتے رُکتے بولی۔

"ایک بات پوچھوں۔ بُرا تو نہ مانیے گا؟"

"نہیں تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" وہ ہڑبڑا کر بولا۔ اس کی سانس چلتے چلتے پھر رُک گئی۔

"آپ کرارچنا سے اس قدر چڑھ کیوں ہے؟"

"میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" وہ چونکا اور پھر سنبھلتے ہوئے فوراً کہہ اٹھا۔

"اس لئے کہ اس کی نیت صاف نہیں ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"وہ تمہارے دیور پر بُری نظر رکھتی ہے۔"

"عورت مرد پر ایک ہی نظر رکھتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پیار کی۔"

"یعنی؟"

"کچھ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" وہ کہتے کہتے ٹھٹک گئی اور پھر شوہر کی جھلملاتی ہوئی نگاہوں کا سامنا کرتے ہوئے کہہ اٹھی۔ میں کچھ اور ہی [illegible] رہی تھی۔"

"کیا؟"

"اگر راکیش کی بات سیٹھ جی کی بیٹی سے نہ ہوئی ہوتی تو میں ارچنا کو ہی اس گھرانے کی بہو بنا لیتی۔"

"شاید تم دیور بھابی دونوں کا دماغ چل گیا ہے۔"

"اوہو۔ آپ تو پھر بُرا مان گئے۔ میں نے یوں ہی دل کی بات کہی تھی۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُما یہ کہہ کر باہر چلی گئی اور وہ بُت بنا اس کی بے تُکی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ ایک بات دل ٹٹو لنے کی اور دوسری دل کی۔ اُس کی سمجھ میں یہ پہیلی بالکل نہ آئی۔

آج وہ دفتر میں دیر سے پہنچا۔ جونہی اُس نے اپنے کیبن میں قدم رکھا سیٹھ منگل چند کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ سیٹھ منگل چند کوئی آدھے گھنٹے سے بیٹھے اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ اُمیش ایک دم کسی سوچ میں ڈوب گیا اور پھر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اُسے خوش آمدید کہا۔ منگل چند نے اشارے سے اس کے آداب کا جواب دیا۔ اور اس کے بیٹھ جانے کا انتظار کرنے لگا۔

"راکیش آج آگرہ گیا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ بمبئی ایکسپریس سے۔"

"یعنی جانے سے پہلے آپ سے ملاقات ہو گئی ہے۔"

"اسٹیشن پر۔ میں اپنے ایک دوست کو چھوڑنے گیا تھا۔"

"او۔ آج وہ بے حد خوش تھا۔"

"وہ تو اُسے ہونا ہی چاہیئے تھا۔ اتنی بڑی رقم اُسے مفت میں جو مل رہی ہے۔" منگل چند نے ذرا طنزیہ انداز میں کہا۔ لیکن اُمیش نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ اُسی خیال میں کھویا ہوا بولا۔

"نہیں سیٹھ جی۔ ایسی بات نہیں۔ خوشی تو اسے اس بات کی ہے کہ وہ آپ کا داماد بن سکے گا۔ قرض اتر جانے کے بعد وہ فخر سے آپ سے نظریں ملا سکے گا۔"

"یہ ارچنا کون ہے اُمیش؟" منگل چند نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا کا نام سیٹھ جی کی زبان سے سنتے ہی اُمیش چمک پڑا ۔ اور الجھتی ہوئی نظروں سے اُن کے سنجیدہ چہرے کو پڑھنے لگا ۔ ابھی وہ ان کے سوال کو تول ہی رہا تھا کہ انھوں نے ان کی بات دہرائی ۔ اُمیش بوکھلایا ہوا بولا ۔

" میرے بچے کی ٹیوٹرس ۔ یعنی ٹیچر ۔"

" تو وہ اسٹیشن پہ راکیش کے ساتھ کیا کر رہی تھی ۔"

" اسٹیشن پہ ...... وہ معمولی ٹیوٹرس اور راکیش ..... کہیں آپ کو غلط فہمی تو نہیں ہوئی حضور ؟ "

" منگل چند کی آنکھیں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں ۔ وہ دونوں ریستوران میں ایک دوسرے کے اتنے قریب بیٹھے تھے کہ مجھے تم لوگوں کی نیت پر شک ہونے لگا ہے ..... کہیں ایسا تو نہیں مجھے امیدوں کے چراغ دکھائے رچار ہے ہوں اور یہاں ..... "

" نہیں سیٹھ جی ۔ میرے جیتے جی ایسا نہیں ہو سکتا ۔"

" تو ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔"

" میری نرمی اور اُما کی نادانی کی وجہ سے ۔ بےبس اور یتیم لڑکی پر رحم کھا کر اُسے گھر میں گھسنے کا موقع کیا دیا کہ وہ ہاتھ دھو کر میرے بھائی کے پیچھے پڑ گئی ہے ۔ اس بات کا ذکر راکیش نے بھی مجھ سے کیا تھا ۔ وہ اس لڑکی کا دل نہیں توڑنا چاہتا ورنہ وہ کب کا اُسے گھر سے باہر نکال دیتا ۔"

" اگر ایسی بات ہے تو وہ ریستوران میں اُس کے ہمراہ ..... "

" شاید اُسے چائے وغیرہ پلا کر سمجھا رہا ہو ۔ آپ مجھ پر بھروسہ رکھیئے ۔ راکیش اور رینا ہی ہم دونوں خاندانوں کی مسرت کا خزانہ ہیں ۔"

منگل چند دو ایک لمحے تک اُس کی آنکھوں میں جھانکتے رہے ۔ جیسے وہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اُن میں چھپی سچائی کو پرکھ رہے ہوں ۔ اُمیش نے فوراً بات بدلتے ہوئے کہا ۔

"اور ہاں ۔ اچھا یاد آیا ۔ آج میں اور اُما آپ کے یہاں آنے والے تھے ۔ اچھا ہوا آپ یہیں مل گئے "

" خیریت تو ہے ؟"

" میرے بچے کا جنم دن ہے ۔ اسی سنیچر کو ۔ شام کو ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی ہے ۔ بابوجی کی صحت یابی کے بعد یہ پہلی خوشی ہے ہمارے گھر "

" تو . . . . !"

" آپ کو اور ریتا کو ضرور آنا ہوگا "

" راکیش کا کیا پروگرام ہے ؟"

" اُمید تو ہے جب تک لوٹ آئے گا ، لیکن اگر پے منٹ میں دیر ہوگئی تو شاید وقت پر نہ پہنچ سکے "

" Oh I See " انہوں نے ٹھنڈی سانس بھری اور ذرا رُک کر پھر کہنے لگے ۔

" اگر وہ ہوتا تو ایک خوشی کے ساتھ دوسری خوشخبری بھی شامل کر دیتا "

" یعنی ؟ "

" ریتا اور راکیش کی سگائی "

" تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے ۔ موقع اور ماحول دونوں موافق ہیں "

" لیکن راکیش . . . . . "

" وہ آجائے گا ۔ اگر کسی وجہ سے نہ بھی آیا تو اُسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ قرض تو اتر گیا ۔ اپنی رضامندی بھی وہ دے چکا ہے ۔ باقی فیصلے تو

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہم لوگوں کو کرنے ہیں "۔

ریتا جو چند منٹ پہلے دفتر میں گھسی تھی اور راکیش کے بیاہ کا ذکر سن کر باہر ہی رُک گئی تھی، خوشی سے پھولی نہ سمائی۔ وہ غور سے دونوں کی باتیں سُن رہی تھی۔ اُن کا فیصلہ سُن کر اُس کے کانوں میں شہنائیاں سی بجنے لگیں۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اُس نے آگے بڑھنا چاہا، مگر قدم وہیں منجمد ہو گئے۔ وہ اسی کشمکش و پیچ میں اُلجھی ہوئی تھی کہ اس کے ڈیڈی کی آواز نے اُسے پھر اُس طرف متوجہ کر دیا۔

" لیکن ایک بات سے ڈر لگتا ہے "۔ منگل چند بولے۔

" کس سے ؟ "

" تمہاری نیت سے "۔

" وہ کیسے ؟ " اُمیش ذرا ٹھٹھک گیا۔

" کہیں راکیش کی شادی کے بعد تم مجھے زندگی بھر جکڑے نہ رکھو۔ ریتا پر حقیقت نہ ظاہر کر دو۔ تب تو وہ تم لوگوں کے قریب ہو گی "۔

" آپ مجھے اس قدر ذلیل سمجھ رہے ہیں کیا ؟ "

" سمجھتا تو نہیں، لیکن جائیداد اور پیسہ اچھے اچھوں کی نیت بدل دیتا ہے۔ دیوتاؤں کا ایمان ڈگمگا دیتا ہے "۔

" واہ سیٹھ جی۔ ڈر تو مجھے ہے کہیں آپ میرے بھائی کو گھر داماد بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہم سے نہ چھین لیں "۔

" نہیں اُمیش ایسا نہ ہو گا "۔

" تو مجھ پر بھی یقین رکھیئے۔ یہ راز راکیش تک کو پتہ نہ چلے گا کہ ریتا آپ کی اپنی بیٹی نہیں ہے "۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

" ذرا آہستہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " منگل چند چیک پڑا اور پھر دائیں بائیں جھانکتے ہوئے بولا " رینا میرے ساتھ ہی ہے ، ذرا shopping کو گئی ہے کبھی بھی آسکتی ہے "

" I am sorry "

رینا دروازے کے پیچھے کھڑی اپنی تقدیر کی سنہری ریکھاؤں کا تصور کر رہی تھی کہ اپنی زندگی کا یہ انوکھا راز سُن کر چونک پڑی ۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تھم گئیں ۔ بپھری سانسیں خاموش ہو گئیں ۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتی تھی کہ وہ سیٹھ جی کی اصلی بیٹی نہیں ہے ۔ بلکہ ان کی تقدیر کا ایک کچا چھٹا ہے ۔ جو شادی کے بعد کھلنے والا ہے ۔ یہ سن کر اُسے دھچکا سا لگا ۔ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور اس میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ڈیڈی کا سامنا کر سکے ۔ دل کے طوفان کو سمیٹے وہ دفتر سے باہر نکل گئی ۔

جب کافی دیر تک رینا اُمیش کے دفتر میں نہ آئی تو منگل چند کو فکر ہوئی انہوں نے اُمیش سے اجازت لی اور اُسے بازار میں تلاش کرنے نکل کھڑے ہوئے ۔

رینا ایک ریستوران میں تنہا بیٹھی کولڈ ڈرنک لے رہی تھی ۔ ڈیڈی کو اندر آتے دیکھ کر اُس نے اپنی سنجیدگی دور کی تاکہ انہیں اس پر کوئی شبہ نہ ہو وہ اس دوران میں اپنے دل میں فیصلہ کر چکی تھی کہ شادی کے بعد وہ اس جائیداد کو کبھی اپنے ہاتھوں سے نہ نکلنے دے گی ۔ ڈیڈی کی گھبراہٹ کا جائزہ لیتے ہوئے اُس نے ان کے بیٹھنے کے لئے ایک کرسی سرکا دی ۔

" تم تو اُمیش کے دفتر میں آنے والی تھیں ؟ " انہوں نے پیشانی پر جمع ہوئے پسینے کے قطرے رومال سے پونچھتے ہوئے پوچھا ۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"سوچا وہاں جا کر کیا کروں گی ۔ وہی پرانی باتیں ۔ کچھ کاروباری اور کچھ دنیا داری . . . ."

"اوہ ۔ پہلے کہہ دیا ہوتا تو میں تمہیں کھو جینے میں پریشان نہ ہوتا ۔"

"کوئی بات نہیں ڈیڈی ۔ پریشانی صحت کیلئے اچھی ہوتی ہے اور پھر آپ تو بیٹی والے ہیں ۔ پریشان تو ہونا ہی پڑتا ہے ۔ جب تک ڈولی نہ اٹھ جائے ۔ اُمیش بھیا تو آپ کو چھوڑنے والے نہیں ۔ کہئے کتنا مال دے کر آئے ہیں ؟"

ریتا کی انوکھی اور ٹیڑھی بات سن کر منگل چند جھینپ گئے ۔ آج اُن کی بیٹی اُن سے ایک نئے انداز سے مخاطب تھی ۔ وہ غور سے بیٹی کی طرف دیکھ کر بولے ۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ۔ میں نے تو اُمیش کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا ۔"

"تو سچ نکلے ہوں گے ۔ میرا تو اندازہ تھا ' وہ آپ سے ضرور کچھ اینٹھ لے گا ۔ نیت کا کھوٹا ہے ۔" اُس نے گلاس سے آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا ۔

"جواب نہیں تمہارا ۔ مجھے بھی اس پر یہی شک ہے ۔"

"کہیں ایسا تو نہیں ڈیڈی ۔ شادی کے بعد بھی وہ آپ کی دولت پر نظر رکھے ۔"

"یہ نا ممکن ہے ۔ تم اس گھرانے کی بہو نہیں بنو گی بلکہ راکیش اس گھر کا داماد بنے گا یہی میرا فیصلہ ہے ۔"

"اگر اس نے انکار کر دیا تو ؟"

"یہ تم سب مجھ پر چھوڑ دو ۔ مرد کی کمزوری دولت اور پیار ہے ۔ یہاں اُسے دونوں چیزیں ملیں گی ۔ دولت میں دوں گا اور پیار تم ۔ دیکھ لینا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چند مہینوں میں ہی گھر چھوڑ کر ہماری چوکھٹ پر آجائے گا یہ

"اگر ایسا نہ ہوا تو؟"

"منگل چند کبھی گولیاں نہیں کھیلا۔ میرا اٹھ ہاپا، اکلوتی بچی اور بھیرلا کھوں کی جائیداد ان سب کو بنا کسی planning کے یونہی چھوڑا جا سکتا ہے۔"

"oh I see, you are a gem Dad!"

اتنے میں بیرا ریتا کے لئے کچھ سینڈوچ لے آیا۔ سینڈوچ کو دانتوں سے کاٹتی ہوئی وہ لاپرواہی سے بولی:

"ڈیڈی۔ کیا لوگے۔ گرم یا ٹھنڈا؟"

"کچھ نہیں۔۔۔۔"

"او۔ نو۔ کچھ تو لینا ہی پڑے گا۔۔۔۔ بیرا۔ ایک کافی۔"

"نہیں۔ کافی نہیں۔"

"تو۔۔۔۔۔؟"

"soda with lime"

"بیرا۔ That's it"

"سمجھ گیا۔ ابھی لایا۔"

منگل چند تعجب سے بیٹی کے انداز دیکھ رہے تھے۔ آج سے پہلے کبھی اس نے یوں بے باکی سے بات نہ کی تھی۔۔ وہ ابھی تک اپنی گھبراہٹ کو قابو میں لانے کی ایک ناکام کوشش کر رہے تھے۔ ان کے دل میں ایک کھلبلی سی مچی ہوئی تھی انہوں نے غور سے بیٹی کے چہرے کو پڑھنا چاہا، جو لاپرواہی سے سینڈوچ کی پلیٹ صاف کئے جا رہی تھی۔

"ڈیڈی۔۔۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ریتا نے کہا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"ہوں۔"

"ایک بات پوچھوں ڈیڈی؟" وہ دلار میں بولی۔

"کہو۔"

"آپ کے پاس اس وقت دس بارہ لاکھ روپیہ تو ہوگا ہی؟"

"بس.....؟" وہ اس کے اس معمولی سے سوال پر مسکرا دیئے۔

"یعنی اس سے بھی زیادہ؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"زیادہ نہیں۔ بہت زیادہ۔ ہم یونہی تو لکھ پتی نہیں کہلاتے۔"

"تو کیا نانا کی جائیداد مل جانے کے بعد ہم کروڑ پتی ہو جائیں گے؟"

ریتا کے اس سوال نے ان کے چہرے کی کھلی چاندنی کو مدھم کر دیا اور وہ بیٹی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ ریتا نے ان کے دل کی بات پڑھ لی اور فوراً انداز بدلتی ہوئی کہہ اُٹھی۔

"آپ تو خواہ مخواہ سوچ میں پڑ گئے میں نے تو یوں ہی پوچھ لیا تھا۔"

"تمہارا خیال غلط نہیں، مگر اس منزل تک پہنچنے کے لئے ابھی ایک لمبا اور ٹیڑھا راستہ طے کرنا ہے۔"

"میری شادی کا؟"

"نہیں۔ بلکہ اس جائیداد میں کئی جھگڑے کھڑے ہونے کا امکان ہے۔ جب تک جائیداد تمہاری شادی کے بعد قانونی طور سے ہمارے ہاتھوں میں نہ آجائے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیئے کہ ہمارے ارادے کیا ہیں۔"

"راکیش کو بھی نہیں؟" ریتا نے ترچھی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔"

تبھی بیرا اُن کے لئے سوڈا لائم لے کر آ گیا اور دونوں پھر سے خاموش ہو گئے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آج پہلی بار منگل چند کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُن کے سامنے اُن کی بیٹی نہیں بلکہ کوئی اجنبی بیٹھا ہو۔

19

"آنٹی تمہیں چلنا ہی ہوگا۔" موٹر گاڑی رُکتے ہی ارچنا نے کہا۔

"نہیں ارچنا۔ تم تو جانتی ہو مجھے بھیڑ بھاڑ سے وحشت ہوتی ہے۔"

"لیکن یہ تو خوشی کا موقع ہے۔ اُما بھابی کے اکلوتے بچّے کی سالگرہ ہے۔ انہوں نے درخواست کی ہے کہ میں آپ کو ضرور لاؤں۔"

"نہیں ارچنا۔ ایسا ممکن نہیں۔ تم جاؤ۔ دراصل میں اس سیٹھ کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔ وہ اور اس کی بیٹی ضرور وہاں ہوں گے۔"

"تو کیا ہوا؟ ہونے دو۔ آپ کو دیکھ کر وہ جھنجھلا ہی تو جائیں گے۔"

"نہیں ارچنا۔ یہ موقع تمہاری خوشیوں کا ہے۔ میری بیٹی آرزوؤں کو ہوا دینے کا نہیں۔"

"تو . . . . . . !"

"تم پارٹی میں شامل ہو جاؤ۔ اور میں ذرا گھوم جاتی ہوں۔ واپسی میں گاڑی لئے تمہارا انتظار کروں گی۔"

ارچنا کملا کا انکار سن کر مایوس ہو گئی۔ کملا کی ضد کے سامنے اُس کی ایک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نہ چلی۔ مجبوراً وہ اکیلی ہی جانے کے لئے موٹر گاڑی سے اتر کر راکیش کے گھر کی جانب بڑھی۔ خوبصورت ریشمی ساڑھی میں ملبوس وہ ایک دلہن سی لگ رہی تھی۔ کملا کی نگاہیں اُس کی بلائیں لیتی رہیں۔ جب تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ اندر جانے سے پہلے وہ ایک پل کے لئے رُکی اور پلٹ کر آنٹی کی طرف دیکھا آنٹی اُسے دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چند مہمانوں کے ہمراہ اندر چلی گئی۔

ارچنا نے جب اُس مکان کے صدر ہال میں قدم رکھا تو اس کی سجاوٹ دیکھ کر اُس کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔ اس سجاوٹ میں اس کا اپنا بھی ہاتھ تھا۔ آج صبح سے ہی وہ یہاں تھی اور سجاوٹ کے کام میں ہاتھ بٹا رہی تھی۔ وہ مہمانوں کی بھیڑ دیکھ کر ذرا ٹھٹھکی۔ اُس نے محسوس کیا کہ ہال میں موجود ہر شخص اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ شاید اتنا قیمتی لباس اُس نے آج سے پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ اس موقع پر ایک امیر زادی لگنے کے لئے ہی شاید آنٹی نے اُسے اتنی بہترین ساڑھی پہنا دی تھی۔ اُس کے گلے میں ہیرے کا قیمتی ہار دیکھ کر تو کئی ایک کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

ارچنا سب کی نگاہوں کو پڑھتی ہوئی اُس جگہ تک جا پہنچی جہاں راجہ تحفوں کے انبار میں گھرا ان کی حفاظت کر رہا تھا اس نے بڑھ کر راجہ کو مبارکباد دی اور ہاتھوں میں پکڑا ہوا تحفہ اس کی نذر کر دیا۔ راجہ نے ارچنا کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور اس کے گالوں کو چوم لیا۔ پھر وہ دبی آواز میں اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر بولا۔

"راکیش انکل ابھی تک نہیں آئے۔"

راجہ کی بات سن کر وہ سہم گئی۔ اُس نے ایک پل کے لئے محسوس کیا جیسے وہ بھیڑ میں بھیڑ سے تنہا ہو گئی ہو۔ وہ بُت بنی کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر اچانک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ سامنے اُمیش بھیا کھڑے اُس کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ شاید اُن کی نگاہوں میں یہ قیمتی لباس اور ہیرے کا ہار کھٹک رہا تھا۔

ارچنا نے دبی آواز میں ان کو مبارکباد دی اور پلیٹ کر بھابی کی کھوج کرنے لگی۔ دائیں جانب بالوجی کی کرسی کے قریب منگل چند اور رینا کو بیٹھے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔ اُس نے ہاتھ باندھ کر اُنہیں نمسکار کیا اور بڑھ کر بالوجی کے قدم چھو لئے۔ دور کھڑا اُمیش ان کے ذرا اور قریب آ گیا۔

رگھوناتھ نے ارچنا کا تعارف منگل چند سے کرایا۔ رینا مسکراتے ہوئے ڈیڈی سے کہہ اُٹھی۔

"ڈیڈی! راجہ کی ٹیوٹرس۔ بچوں کی اُستانی ہے۔ سنا ہے چند مہینوں ہی میں راجہ کی تمام عادتیں بدل دی ہیں اس نے۔"

"او۔ That's a good credit۔" منگل چند نے ہونٹوں پر ایک بھدی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ارچنا نے ترچھی نگاہ سے رینا کے چمکیلے میک اپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

رگھوناتھ ان کی گفتگو کی گہرائی کو نہ سمجھتے ہوئے فوراً بولے۔

"بہو کی سہیلی کی لڑکی ہے۔ اس کا دنیا میں اپنا کوئی نہیں۔ نہایت سوشیل اور سمجھدار لڑکی ہے۔ نام کی ٹیوٹرس ہے ورنہ گھر میں ایک بیٹی کا درجہ پایا ہے اس نے۔ دیکھئے نا آج کی پارٹی کی شان۔ سبھی سجاوٹ اس کے ہاتھوں کی ہے۔"

"That's Wonderful"۔ تب تو داد دینی چاہیئے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور ہاں رتیا۔ انھیں اپنی شادی میں ضرور بلانا ۔ شاید ہماری محفل کی شان کو کچھ یہ دوبالا کر دیں۔"

منگل چند کی بات ارچنا کے دل کو چیر گئی ۔ اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اُس کے سینے پر زہریلی برچھی چلا دی ہو ، لیکن موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے وہ خاموش رہی ۔ اُس نے ان کو منہ لگانا مناسب نہ سمجھا ۔ اور اندر کی طرف جانے کو بڑھی ۔ رتیا جو اس کی ذلت سے خوش ہو رہی تھی ۔ اس کے سامنے آ گئی اور اُسے روک کر بولی ۔

" یہ ہار تو بہت خوبصورت ہے ۔ اصلی ہیرے کا ہے کیا ؟ "

" جی . . . . آپ کو اچھا لگا ؟ " اس نے گہری نظر سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ہوں . . . . تبھی تو نظر سے نہیں بچ سکا . . . . کافی قیمتی ہوگا "

" قیمت کا تو صحیح اندازہ نہیں ۔ دراصل یہ میرا اپنا نہیں ہے کسی سے مانگ کر لائی ہوں "

" اوہ ۔ آئی سی "

" آپ تو جانتی ہیں ہمارے ایسے نصیب کہاں ۔ میں ٹھہری ایک معمولی ٹیوٹوس اور آپ ہیروں کی ملکہ . . . . "

اُما جو ارچنا کو دیکھ کر اس طرف بڑھ آئی تھی ، تیزی سے اُن کے بیچ آ گئی اور بحث کی طوالت سے پہلے ہی ارچنا کو اپنے ہمراہ لے گئی ۔ رتیا اور منگل چند سنجیدگی سے اُسے دیکھنے لگے ۔ منگل چند کہہ اُٹھے ۔

" کافی تیز طرار لڑکی ہے ، رگھوناتھ یہ تمہاری ٹیوٹرس "

" نہ صرف تیز طرار ہی نہیں بلکہ بدتمیز بھی . . . . " امیش جو تھوڑی دور

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کھڑا اُن کی باتیں سُن رہا تھا۔ قریب آتے ہوئے بولا اور ایک گہری سانس کھینچتے ہوئے سیٹھ جی سے کہنے لگا "آپ کو ان چھوٹے لوگوں کی باتوں کا برا نہ ماننا چاہیئے سیٹھ جی۔ آخر ایک معمولی ٹیوٹرس ہی تو ہے"

"Forget it now۔ بھائی کچھ کھانے پینے کا بھی انتظام ہے یا صرف باتوں سے ہی پیٹ بھرنا ہوگا"

"کیوں نہیں۔ بس ذرا دیر اور۔ کیک کاٹنے کی رسم تک"

"راکیش کا انتظار رہے گا؟" منگل چند نے پوچھا۔

"جو پال ایکسپریس کے بعد تو اس کی امید نہیں رہی۔ شاید کام پورا نہ ہوا ہو۔ اب تو رات کی گاڑی سے ہی آسکتا ہے" اُمیش نے کہا۔

تبھی اُما اور ارچنا اندر سے ایک کیک اٹھائے ہال میں داخل ہوئیں۔ سب کی نگاہیں اس طرف لگی ہوئی تھیں۔ کیک ایک ایروپلین کی شکل کا بنایا گیا تھا۔ اُسے جوں ہی میز پر سجایا گیا، مہمان کھنچے ہوئے میز کے پاس چلے آئے۔ کیک نہایت نفیس اور خوبصورت بنا ہوا تھا۔ لوگوں نے جب اُس کی تعریف شروع کی تو اُما سے نہ رہا گیا اور اس نے کیک بنانے والے کا نام بتا دیا۔ یہ کیک ارچنا نے ہی بنایا ہے۔ اس کے نام پر ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ اس گونج نے جلیبے دنیا اور منگل چند کے کان چھید دیئے۔ اُما کے منہ سے ارچنا کی اس قدر تعریف سُن کر ان کا دل بیٹھ سا گیا۔

کیک کاٹنے کی رسم کے لئے راجہ اور رگھوناتھ جی کو میز کے قریب آنا پڑا۔ راجہ کے ایک جانب رگھوناتھ اور دوسری جانب اُما تھی۔ اُما کے پیچھے اُمیش اور اس کی بغل میں ارچنا۔ جو اُمیش کی تیکھی نظروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ اس رسم کو کامیاب دیکھنے کے لئے بے تاب تھی۔ رگھوناتھ کی دوسری طرف منگل چند

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور ریتا خاموش کھڑے کبھی اس کیک کو اور کبھی ارچنا کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔
جو ایک دیوالی کے چراغ کی طرح دمک رہا تھا۔

اُما کا اشارہ پاتے ہی ارچنا نے کیک پر لگی موم بتیاں سلگانی شروع کر دیں
موم بتیوں کی روشنی اس کی آنکھوں میں ستاروں کی طرح جھلملا رہی تھی۔ اُس کی
ان آنکھوں کو انتظار تھا تو بس راکیش کا جو اس کی سجائی ہوئی محفل کو نہ دیکھ سکا تھا۔

راجہ نے کیک کر جونہی روشن موم بتیوں کو پھونک سے بجھایا.....
Happy Birthday کے نغمہ کی آواز تمام ہال میں گونج گئی لوگوں
نے بڑھ کر راجہ کو بوسے دینے شروع کئے۔ جب کیک کاٹنے کی باری آئی
تو اُما نے دیکھا وہ چھُری لانا بھول گئی تھی۔ اُس نے ارچنا کو اشارہ کیا۔ اور
ارچنا اوپر والے کمرے کی طرف بھاگی۔ جہاں ابھی ابھی وہ چھُری پر ایک ربن
باندھ کر وہیں بھول آئی تھی۔

منگل چند نے جلدی سے اپنی جیب میں رکھا ہوا چاقو نکال کر دیا، لیکن
اُما نے اس کا ہاتھ روک دیا، اور بولی " صرف ایک منٹ۔ وہ ابھی لائی "۔
ابھی یہ بات اس کی زبان پر ہی تھی کہ ہال میں ایک دھماکہ ہوا۔ لوگوں کی ایک چیخ نکل گئی۔
انہوں نے پلٹ کر اُس زینہ کی طرف دیکھا جس پر ارچنا نے ابھی ابھی قدم رکھے
تھے اور لڑکھڑا کر دھڑام سے نیچے آگری تھی۔ شاید جلدی میں اُسے ٹھوکر لگ
گئی تھی۔ اُما اور دوسرے لوگ گھبرا کر اس کی طرف بڑھے۔ اُما نے جھک کر اُسے
سہارا دیا، لیکن وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ اس کی پیشانی پر چوٹ آنے سے تھوڑا
سا خون بہہ نکلا تھا۔ اُما یہ دیکھ کر مدد کے لئے چلائی۔

* اس پارٹی میں ان کا فیملی ڈاکٹر بھی موجود تھا۔ وہ فوراً مدد کے لئے بڑھا۔
اور اُمیش کی مدد سے بے ہوش ارچنا کو اٹھا کر ایک کنارے لے گیا۔ اُس نے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا کو ایک صوفے پر لٹا دیا اور لوگوں کی بھیڑ وہاں سے ہٹنے کو کہا۔ پھر اُمیش سے کہا کہ وہ اس کی موٹر سے دواؤں کا بکس اٹھا لائے۔

ڈاکٹر نے ارچنا کی نبض ہاتھوں میں لی اور اسے ہوش میں لانے کی ترکیب کرنے لگا۔ اُمیش اتنے میں اس کا بیگ لے کر آ گیا۔ ڈاکٹر نے جلدی سے ایک دوا نکال کر روئی میں اُنڈیلی اور اُسے ارچنا کی ناک تک لے گیا۔ کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد ہی اُسے ہوش آ گیا۔ اُس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے پہلے ڈاکٹر کو اور پھر اس بھیڑ کو دیکھا۔ اُما سے نہ رہا گیا۔ وہ فوراً بولی:

"کیوں کیا ہوا تھا؟"

"یوں ہی۔ کچھ چکر سا آ گیا تھا۔"

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ بچاؤ ہو گیا۔" ڈاکٹر نے اس کی پیشانی پر لگی چوٹ کو اسپرٹ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔ اسپرٹ لگتے ہی اُس نے پھریری سی لی۔ ڈاکٹر نے اُسے سہارا دیا اور کچھ دیر لیٹے رہنے کے لئے کہا۔

ارچنا کی طبیعت ابھی اچھی طرح نہیں سنبھلی تھی، لیکن وہ پارٹی خراب نہ کرنا چاہتی تھی، اس لئے بھابی کا سہارا لئے بابوجی کے کمرے میں چلی گئی اور آرام کرسی پر لیٹ گئی۔ بھابی نے اس کے ہاتھ پاؤں سہلاتے ہوئے پوچھا:

"کہو ٹھیک تو ہو نا؟"

"گھبراؤ نہیں۔ جاؤ سب لوگ تمہاری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔"

وہ رُکتے رُکتے بولی۔

اُما نے اُسے تکیہ کا سہارا دیا اور ہال میں لوٹ آئی۔ سب کے چہرے کا رنگ یوں اُڑا ہوا تھا جیسے کسی سنجیدہ کام کے شروع ہونے سے پہلے کوئی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بدشگونی ہو گئی ہو۔ اُما ڈاکٹر کے پاس گئی اور ڈاکٹر نے دبی آواز میں اُما اور اُمیش سے کہا

"ایسی حالت میں آپ کو ارچنا سے زیادہ کام نہ لینا چاہیئے تھا۔"

"کیسی حالت ؟" اُمیش چمکا۔

"کیا کوئی . . . . . ." اُما کے تھرتھراتے ہونٹوں نے بات کاٹ دی اور پھر وہ منگل چند کو قریب آتے دیکھ کر رُک گئی۔

"ارچنا ماں بننے والی ہے۔" ڈاکٹر نے بوجھل آواز میں اُنہیں آگاہ کیا۔

منگل چند کے کان تو جیسے گھوڑے کی مانند کھڑے ہو گئے۔ آنکھیں اُلو کی طرح چمکنے لگیں۔ اُس نے ذرا بلند آواز میں اس بات کو دہرایا۔

"کیا کہا ڈاکٹر . . . . . . یہ لڑکی ماں بننے والی ہے ؟"

"لیکن ڈیڈی۔ اس لڑکی کی تو شادی نہیں ہوئی۔"

"کیا کہا رتیا۔ یہ اُستانی کنواری ماں بن بیٹھی !"

"ہاں کُسم۔ ڈاکٹر تو یہی کہتے ہیں۔"

"تبھی تو۔ جب یہ ہال میں آئی تھی تو پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی تھی۔"

جتنے مُنہ اُتنی باتیں۔ ذراسی دیر میں تمام محفل میں یہ بات پھیل گئی اور ہر شخص اس واقعہ پر رائے زنی کرنے لگا۔ منگل چند اور رتیا نے تو اپنی ذلت کا بدلہ لینے کے لئے اُسے اور ننگا کرنا چاہا۔ اُما لوگوں کی بات سُن کر دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ رگھوناتھ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اُن کے خوشحال گھرانے کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ اِن کا سارا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اُمیش جو خاموش

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کھڑا کافی دیر سے اس بات کا چرچا سُن رہا تھا سٹ پٹا کر چلایا۔
"بند کرو ۔ یہ سب بکواس ۔ میں تو پہلے روز سے ہی جانتا تھا کہ اس لڑکی کا چال چلن اچھا نہیں "۔
" نہیں ایسا نہ کہیئے کسی پرائی لڑکی کو یوں دوش دینا ٹھیک نہیں "۔ اُما نے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ غصّے میں کھولتے ہوئے اُمیش نے بیوی کا شانہ جھنجھوڑ دیا اور اُسے جھٹک کر بڑبڑاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں ارچنا آرام کر رہی تھی ۔
رگھو ناتھ نے چلاّ کر بیٹے کو روکنا چاہا ، مگر پھر ارچنا کو دروازے میں کھڑا دیکھ کر یکایک چاروں طرف خاموشی چھا گئی ۔ وہ شور و غل سن کر کمرے سے باہر آ چکی تھی اور پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ہر ایک کو دیکھ رہی تھی ۔ اُسے لگ رہا تھا جیسے چاروں طرف سے بہت سے زہریلے ناگ پھن پھیلائے اس کی طرف بڑھ رہے ہوں ، لیکن وہ بے خوفی سے اُن کے سامنے چلی آئی جیسے آج اُسے کسی کا ڈر نہ ہو ۔
اُس کی ہمت اور تیور دیکھ کر مہمان ٹھٹھک گئے ۔ جیسے وہ اس معصوم صورت پر اتنا بڑا الزام دھرتے ہوئے ڈر رہے ہوں ۔ مگر اُمیش نے اُس کا سامنا کیا اور گرج کر بولا ۔
" ناگن ۔ ۔ ۔ نیچ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیچڑ اچھالنے کو بس ہمارا گھر ہی ملا تھا کیا ؟ "
اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دے پائے اُمیش نے زور سے اُس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا اور غصّہ سے اُسے باہر دھکیلنے کیلئے کھینچا ۔ اُما نے جھپٹ کر شوہر کا ہاتھ تھام لیا اور جھٹک کر بولی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"خبردار۔ جو اس سے کوئی ایسا ویسا سلوک کیا تو"

"اُما ......!" اُمیش سرخ آنکھوں سے گھورتا ہوا چلایا۔ اُما نے بڑھ کر ارچنا کو تھاما تو اُمیش پھر چلایا

"تم پاگل ہو گئی ہو ...... نہ جانے یہ کس کا پاپ لئے ہماری خوشیوں کو فنا کرنے چلی آئی ہے"

"یہ پاپ نہیں ہے۔ یہ نشانی ہے اس کے پوتر پریم کی۔ خبردار جو اسے ایسی ویسی بات کہی"

"کیا کہا؟"

"اس کا بیاہ ہو چکا ہے"

"تو کون ہے اس کا پتی؟" اُمیش نے گرج کر پوچھا۔

"تمہیں اس سے کیا؟ کوئی بھی ہو اس کا پتی۔ میں جانتی ہوں یہ ایک پتی ورتا استری ہے"

"تو کون ہے اس کا پتی۔ بتاتی کیوں نہیں؟"

"ہاں اُما بہن۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ یہ کیوں نہیں بتلاتی اپنے پتی کا نام ....؟" منگل چند نے ہونٹ چباتے ہوئے نفرت کے ساتھ ارچنا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ کبھی نہ بتا سکے گی"

اس آواز نے محفل کو چونکا دیا۔ یہ راکیش کی آواز تھی۔ سب نے پلٹ کر صدر دروازے کی طرف دیکھا جس سے ابھی ابھی راکیش اندر داخل ہوا تھا۔ ہر کوئی حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ آگرہ سے ابھی ابھی لوٹا تھا۔ اس نے اپنا اٹیچی بیگ فرش پر رکھ دیا اور آہستہ آہستہ ارچنا کی طرف بڑھا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ارچنا کی ڈبڈبائی آنکھوں کے ستارے یوں جھلملا اُٹھے جیسے دیے کی بتی بجھتے بجھتے پھر سانس لینے لگی ہو۔ اُسے دیکھ کر اُما کے تھرتھراتے ہونٹوں پر بھی مسکان کھل اُٹھی۔ چند لمحوں کی خاموشی کو اُمیش نے پھر توڑا۔

"لیکن راکیش ...."

"میں سب سن چکا ہوں بھیا۔ میں نے کہا نا۔ ہندو استریاں اپنے پتی کا نام لوگوں کے سامنے نہیں لیتیں۔"

"تو کون ہے وہ جس کی نشانی لئے یہ ہمارے گھر آ بیٹھی ہے۔"

"جاننا چاہتے ہو؟ وہ تمہارا بھائی ہے۔"

"راکیش ....!" وہ چیخ پڑا۔

"ہاں بھیا۔ میں ہی اس کا پتی ہوں اور یہ میری بیوی۔"

"یہ سب جھوٹ ہے۔"

"نہیں بھیا۔ یہ سب سچ ہے۔ بالکل سچ۔ ہم دونوں کی شادی ہو چکی ہے اور اس کی گواہ میری بھابی ہے۔"

اُمیش نے اُما کی طرف دیکھا۔ اُس کے جذبات آنسو بن کر گھل چکے تھے۔ وہ بول نہ سکی۔ صرف گردن ہلا کر راکیش کی بات کی تائید کر دی۔ رگھوناتھ جو بُت بنے ہوئے یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بیٹے کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔ راکیش نے بڑھ کر ارچنا کا ہاتھ تھاما اور دونوں نے آگے بڑھ کر بابوجی کے پاؤں چھو لئے۔

سیٹھ منگل چند کو یوں لگا جیسے ان کی زندگی میں زلزلہ آ گیا ہو۔ ریتا کبھی ڈیڈی کی طرف اور کبھی راکیش کی طرف ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔ رگھوناتھ نے جب بیٹے سے اس گستاخی کی وجہ پوچھی تو وہ منگل چند کی طرف کھسکتے ہوئے بولا۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"بس خوف تھا تو آپ کی بیماری کا۔ یا سیٹھ جی کے قرض کا، اس لئے حقیقت بیان نہ کر سکا۔"

"واہ خوب بدلہ دیا ہے تم باپ بیٹوں نے مل کر میری اس شرافت کا۔" سیٹھ منگل چند غصّے کی آگ میں جھلستے ہوئے بولے۔ رگھوناتھ نے لاچاری سے ان کی طرف دیکھا۔ امیش کے پاؤں تلے سے تو زمین ہی کھسک چکی تھی۔ اپنی عزت بچانے کا کوئی راستہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

راکیش نے فوراً جیب میں سے دو لاکھ روپے کا پوسٹ ڈیٹ چیک نکالے اور سیٹھ جی سے بولا۔

"گھبرائیے نہیں۔ آپ کی ایک ایک پائی چکا دی جائے گی۔ چند دنوں کی بات ہے۔ اعتبار نہ ہو تو چیک ابھی سے نام کر دوں۔"

"تم کیا چکاؤ گے قرض۔ شاید تمہارے دغاباز بھائی نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ یہ چیک بھی میرے ہی ہیں جو کسی وقت بھی کینسل کئے جا سکتے ہیں۔"

"نہیں۔ یہ تو میرے مال کے عوضانے میں ہیں۔" اس نے چیک سیٹھ جی کے سامنے رکھ دیئے۔

"بھلانی اینڈ کمپنی آگرہ۔ کیوں؟ یہ ایک چال تھی تمہارے بھائی کی مجھ سے روپیہ اینٹھنے کی۔ تاکہ تمہاری اور رینا کی شادی جلد ہو سکے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرے دوست رگھوناتھ نے مجھے پھنسانے کیلئے یہ جال پھیلایا ہے۔"

"نہیں سیٹھ۔ ایسا نہ کہو۔" رگھوناتھ کمزور آواز میں چلا کر بولے۔

"مجھے ایسا کوئی علم نہ تھا۔"

"تمہیں خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہو۔ زندگی بھر تمہارے آشیانے

کو قرض خواہوں سے بچا یا ۔ لیکن خیر ۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ۔ اب بھی ایسی دستاویزیں باقی ہیں کہ اگر میں نے تمہارے گھروندے کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دی تو منگل چند نام نہیں ۔"

"نہیں منگل چند ایسا نہ کرنا ۔ میری اولاد کی کمزوریوں کا مجھ سے بدلہ نہ لینا ۔"

رگھوناتھ نے کرسی بڑھا کر منگل چند کے پاؤں پکڑ لئے ۔ منگل چند نے غصے سے جھٹک کر اپنے پاؤں الگ کر لئے ۔ رگھوناتھ گرتے گرتے بچے ۔ راکیش نے بڑھ کر بابوجی کو تھام لیا ۔

اُمیش ابھی کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا ۔ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ آج اس گھرانے کو مقروض بنانے میں اس کا بھی ہاتھ ہے ۔ کہیں اس بحث میں وہ ننگا نہ ہو جائے ۔ اس لئے اس نے چپ سادھ لی تھی ۔

سیٹھ منگل چند نے بیٹی کو ہمراہ لیا اور جانے کے لئے مڑے ۔ اب اُمیش نے گڑگڑاتی آواز میں اُنہیں رک جانے کو کہا تو سیٹھ منگل چند نے ایک شیطان کی طرح چلا کر بھری محفل میں کہا ۔

"نہیں ۔ ہٹ جاؤ ۔ جانے دو مجھے ۔ میرے لئے اب اس گھر کا پانی بھی حرام ہے ۔ اب تو میں اس گھر کو شمشان ہی بنا کر چھوڑوں گا ۔"

یہ کہتے کہتے اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور قدم وہیں جم گئے ۔ ریتا کا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ہستی کو دیکھنے لگا ۔ جو آہستہ آہستہ بھیڑ کو چیرتے ہوئے اس کی جانب بڑھی چلی آ رہی تھی ۔

"نہیں منگل چند سیٹھ ۔ تم سے ایسا نہ ہو سکے گا ۔ اس گھر کو تم میرے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جلتے جی شمشان نہ بنا سکو گے۔ میں ابھی زندہ ہوں۔"

"تم ...... یعنی ...... کم ...... کملا ....." وہ ہانپتے ہوئے بولا۔

"پہچان لیا آج ..... اکثر تو سنا تھا کہ بیٹی والوں کا سر ہمیشہ کیلئے جھکا رہتا ہے، لیکن آج یہ بھی دیکھ لیا کہ کس طرح ایک ذلیل باپ اپنی بے بس بیٹی کا سودا کرتا ہے۔"

"کملا ..... !"

"ہاں۔ وہی کملا۔ جسے ایک دن تم نے پہچاننے سے انکار کر دیا تھا۔ جسے بیاہ کے بعد ٹھکرا دیا تھا تم نے، لیکن آج میں وہ باپ دوبارہ اپنی بیٹی کی زندگی میں دہرانے کا موقع نہ دوں گی تمہیں۔"

"آنٹی ..... !" ارچنا حیرت سے اس کے قریب آ گئی۔

"ہاں بیٹی۔ میں تجھے ہمیشہ کیلئے انا تھ رکھنے کی خود ذمہ دار ہوں۔ میں جیون بھر تجھ سے ڈرتی رہی کہ کہیں تو مجھ سے اپنے ڈیڈی کا نام نہ پوچھ لے۔"

"تو کیا ..... ؟"

"ہاں۔ آج مجھے اس کا کوئی ڈر نہیں۔ تیرا باپ تیرے سامنے کھڑا ہے۔ یہی سیٹھ منگل چند ..... اس شہر کا رئیسِ اعظم ..... جس نے تیری ماں سے کی ہوئی شادی کو بھری سبھا میں جھٹلا دیا تھا۔ اپنے پریم کی پوتر نشانی کو کسی غیر کا پاپ کہہ کر مجھے گاؤں سے باہر نکلوا دیا تھا۔"

ارچنا یہ سن کر ٹھکرا گئی۔ اُس نے ماں کا سہارا لیا اور آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں لیئے سیٹھ منگل چند کے جھکے ہوئے چہرے کو دیکھا جب

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ شرمسار ہوا زمین میں دھنسا جا رہا تھا تو کملا نے بیگ میں سے چیک بک نکالی اور قلم کھولتے ہوئے بولی ——

"کہیے سیٹھ جی ۔ کتنا لکھ دوں ...۔؟ دو لاکھ ... تین لاکھ؟ ایک ایک پائی جوڑ لیجیے اس گھر پر خرچنے کی تاکہ دل میں کوئی حسرت نہ رہ جائے"

منگل چند نے اپنے جھکے ہوئے چہرے کو اٹھایا ۔ کملا سے آنکھ ملانے کی ایک ناکام کوشش کی اور پھر گھوم کر رینا کو دیکھنے لگا ۔ جو چند لمحے پہلے ہی پارٹی چھوڑ کر جا چکی تھی ۔ اُسے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ بھی اپنے بوجھل قدموں سے اس محفل سے باہر چلا گیا ۔

محفل میں چند لمحے خاموشی طاری رہی اور پھر ارچنا "ماں" کہہ کر کملا کی باہوں میں آگری ۔ ماں نے بیٹی کو اپنے سینے سے لگا لیا ۔ اُسے محسوس ہوا ۔ آج برسوں کا پیاسا ساون اُس کی سوکھی زندگی کو جل تھل کر دے گا ۔

رگھوناتھ، اُما، اُمیش اور راکیش اس نظارے کو یوں چپ چاپ دیکھ رہے تھے جیسے اس انہونی گھٹنا نے ایک ہی دھچکے میں اُن کی زندگیوں کا رُخ موڑ دیا ہو ۔

۲۰

رات کے بارہ بجنے کو تھے ۔ ایک ایک کر کے ہوٹل کے بار روم کے گاہک

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ٹتے جار ہے تھے۔ ایک بیز پر سیٹھ منگل چند تنہا بیٹھے اپنے آپ کو شراب میں جلا رہے تھے۔ آج کملا نے آکر ان کی زندگی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اپنی اس شکست کے بعد وہ دنیا کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہے تھے۔ وہ اس وقت گھر جانے کی ہمت اپنے اندر نہ پا رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے جب وہ گھر پہنچیں تو رینا سو چکی ہو۔

جام خالی ہوا اور انہوں نے بیرے کی طرف دیکھا۔ بیرا نیا جام لانے کے لئے مڑا تو وہ لڑکھڑاتی آواز میں بولے۔

"سنگل نہیں۔ ڈبل۔"

بار روم کی بھیڑ چھٹ چکی تھی۔ انہوں نے دیکھا اسی شراب خانے کے ایک اندھیرے کونے میں اُمیش چپ چاپ بیٹھا جام پہ جام انڈھا رہا تھا۔ انہوں نے غم سے اس طرح دیکھا جس طرح ایک ہارا ہوا جواری اپنے دوسرے ہارے ہوئے ساتھی کو دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہے۔ وہ ایک زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر لے آئے۔

پھر نہ جانے کیا سوچ کر وہ اپنی میز سے اٹھ کر اس اندھیرے کونے کی جانب بڑھے۔ جونہی انہوں نے اپنے آپ کو اس کے سامنے والی کرسی پر گرایا، اُمیش کی ادھ کھلی آنکھوں نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا، مگر وہ کچھ شرمسار تھا، اس لئے خاموش رہا۔

"ہیلو۔ اُمیش۔ تم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔؟"

"اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہوں سیٹھ۔ ساری دنیا کو دشمن بنا لیا ہے میں نے۔ بیوی کو۔ باپ کو۔ بھائی کو۔ آپ کو۔"

"میری تم فکر نہ کرو۔ میں تمہاری طرح دغا باز نہیں۔ وعدے کا دھنی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہوں!"

"ایسا مت کہو سیٹھ۔ میں نے تمہیں کوئی دغا نہیں دی۔ اپنا وعدہ نبھایا۔"

"Damn it! ..... تم نے تو وعدہ خلافی کر کے آج میری تمام آرزوؤں کو مٹی میں ملا دیا ہے!"

"تمہیں اس جام کی قسم جھوٹ نہ کہو۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ راکیش کی شادی ہوگی تو بس تمہاری بیٹی سے۔ رینا ہو یا ارچنا....."
اُمیش نے لڑکھڑاتی آواز میں رُکتے رُکتے نہایت شان سے کہا۔

ارچنا کا نام سن کر سیٹھ منگل چند پھر خاموش ہو گئے۔ انہیں لگا جیسے ایک ہی جھٹکے میں ان کا تمام نشہ اتر گیا ہو۔ بیرے نے ان کا جام وہیں لا کر رکھ دیا۔ منگل چند نے پہلے جام کی طرف اور پھر اُمیش کی طرف دیکھا اور جام کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اُمیش اپنے بہکے انداز میں فوراً کہہ اٹھا۔

"یہ کیا سیٹھ۔ زندگی کی توہین کر رہے ہو؟"

"مجھے زندگی سے نفرت ہو گئی ہے!"

"تو دل چھوٹا کیوں کرتے ہو؟" اُمیش نے اُن کا جام بھی اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"راستہ جو کوئی نظر نہیں آتا۔"

"راستہ میں بتاتا ہوں!"

"کیا؟"

"اپنے آپ کو ختم کر دو۔ خودکشی کر لو۔" اُمیش پھُس پھُسی آواز میں بولا۔

"کیا بک رہے ہو؟"

"زندگی کی حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ اس سے منہ موڑنا بزدلی ہے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"لیکن میری جائیداد کا کیا ہوگا؟"

"سب اپنی بیٹی ریتا کے نام کر دو۔ بے چاری کا اس دنیا میں کوئی نہیں۔"

"نہیں۔" وہ بلند آواز میں چلائے۔

"تو ارچنا کے نام کر دو۔"

"یہ بھی ناممکن ہے۔" وہ پھر چلائے۔

"تو پھر اسے کملا کے قدموں پر نچھاور کر دو۔"

"اُسے میری دولت سے نفرت ہے۔"

"پھر تو ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے۔"

"کیا؟"

"تمام جائیداد۔ پیسہ تم میرے نام کر دو۔ میں چلاؤں گا تمہارا نام، تمہارے خاندان کا نام۔" اُمیش نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا اس کا نشہ گہرا ہو گیا تھا۔

"مجھے منظور ہے۔" منگل چند نے بھی بہکتے ہوئے کہا اور مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہو گئی بات پکی؟"

"پکی۔۔۔۔ شاید میں اس کے بعد ہی چین سے مر سکوں گا۔" منگل چند نے یہ کہتے ہی اپنا جام اُمیش کے سامنے سے کھینچا اور اُسے کھا جانے کی ناکام کوشش کی۔ اُمیش نے وہ جام دوبارہ کھینچ لیا اور آہستہ سے بولا۔

"نہیں سیٹھ۔ جس زندگی سے کنارہ کشی کر لی۔ اُسے پھر قریب لا نے کے بارے میں مت سوچو۔" اُمیش نے یہ کہہ کر ایک ہچکی لی اور وہ جام اٹھا کر پینا چاہا، لیکن اس کا ہاتھ وہیں کا وہیں رُک گیا۔ کسی نے سامنے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سے آکر اُس کے ہاتھ سے جام چھین لیا ۔ یہ راکیش تھا ۔ دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں تو وہ چمک کر بولا ۔

" یہ کیا ؟ کیوں اپنے آپ کو ختم کرنے کی ٹھان لی ہے بھیّا ؟ "

" کون ہو تم ..... مجھے یہ ...... ؟ "

" تمہارا چھوٹا بھائی ۔ چلو بھیّا ۔ تمام گھر والے تمہارے لئے پریشان ہو رہے ہیں ۔"

" وہ سب تو مجھ سے نفرت کرتے ہیں ۔ تمہاری بھابی ۔ تمہارے بابو جی ۔"

" نہیں ۔ اگر ایسا ہوتا تو میں تمہیں کھوجنے کیلئے یہاں وہاں نہ بھٹکا پھرتا ۔"

" نہیں راکیش ۔ اب میں اس گھر میں نہیں جاؤں گا ۔" وہ گڑگڑا کر بولا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔

راکیش نے زندگی میں پہلی بار ایک شرابی کی آنکھوں میں آنسو جھلملاتے دیکھے تھے ۔ اس نے بھائی کو زبردستی اٹھایا اور بولا ۔

" نہیں بھیّا ۔ تمہیں راجہ کی قسم جو انکار کرو ۔ اٹھو ۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں ۔ کیا تم اپنے چھوٹے بھائی کی اتنی سی بات نہ مانو گے ؟ "

" اس بھابی کی ۔ جس نے مجھے سب کے سامنے ذلیل کیا ۔"

" وہ میری بھول تھی ۔ جو بے قابو ہو گیا ۔ سچ بھیّا ! جان بوجھ کر میں نے وہ گستاخی نہیں کی ۔ اٹھو میرے ساتھ چلو ۔"

" تم مجھے نصیحت کرنے آئے ہو ؟ "

" یوں ہی سمجھ لو ۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"میں نہیں جاؤں گا۔" اُمیش نے سخت لہجے میں کہا اور جم کر بیٹھ گیا۔

"تو تم نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں"

"تو لو میں بھی بیٹھا ہوں تمہارے سنگ۔ آج میں بھی پیوں گا تب تک پیوں گا جب تک تم میرے ساتھ نہ چلو گے۔" یہ کہتے ہی راکیش اُمیش کی بغل والی کرسی پر بیٹھ گیا اور شراب کا وہ جام اپنے ہونٹوں سے لگانے لگا۔ اُمیش کی پتھرائی ہوئی آنکھوں نے اس چھلکتے جام کا جائزہ لیا اور راکیش کے ہونٹوں سے لگنے سے پہلے ہی اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ راکیش نے چھڑانے کی کوشش کی۔ دونوں اپنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کھینچا تانی میں ان کے ہاتھوں سے شراب کا جام پھسلا اور فرش پر گرتے ہی چکنا چور ہو گیا۔

اس آواز سے بار روم میں ایک لمحہ کیلئے سناٹا چھا گیا۔ بیرے اور ہوٹل کے دو ایک کرمچاری لپک کر ان کے پاس آئے۔ دونوں بھائیوں نے پہلے اس ٹوٹے ہوئے جام کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کی طرف۔ ایک برق سی ان کی آنکھوں کی پتلیوں میں لہرائی۔ پھر شفقت اور پیار کی دھارا ان کے آنسوؤں میں چمکنے لگی دوسرے ہی لمحے دونوں بھائی بغلگیر ہو گئے۔

جب راکیش اپنے بڑے بھائی کو شراب خانے سے باہر لے جا رہا تھا تو منگل چند نے ان دونوں کو دیکھا اور پھر اس بیرے سے کہا جو دیر سے بل لئے کھڑا تھا۔

"Put this in my bill"

کافی رات گئے جب سیٹھ منگل چند اپنے گھر پہنچے تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ریتا گھر پر نہیں تھی۔ انہوں نے گھر کے تمام کمرے چھان مارے۔ لیکن

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ کہیں دکھائی نہ دی۔ چوکیدار سے صرف اتنا پتہ چلا کہ وہ دو گھنٹے پہلے گاڑی لے کر اپنی کسی سہیلی کے یہاں چلی گئی ہے۔

مایوس ہو کر وہ اپنی خواب گاہ میں آ گئے۔ بتی جلاتے ہی وہ دھک سے رہ گئے۔ پھر وہ پاگلوں کی طرح اپنی اُس سیف کی جانب لپکے جس کی تالیاں اُس کے ساتھ لٹک رہی تھیں۔ انہوں نے جلدی سے سیف کھولی۔ سیف خالی تھی۔ اس میں رکھی تمام نقدی اور زیورات رتیا لے کر بھاگ گئی تھی۔ دوسری ہی نظر میں انہوں نے دیکھا کہ سیف میں رکھے ہوئے تمام سرکاری کاغذات اور دستاویزیں بھی ادھ جلی حالت میں آتش دان میں پڑی تھیں اور یہ دیکھ کر اُن کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

اسی ہڑبڑاہٹ میں وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھے تاکہ پولیس کو خبر کر سکیں۔ کمرے کی دھندلی روشنی میں اُن کی نظر ٹیلیفون کے نیچے دبے ہوئے اس کاغذ پر پڑی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھوں سے رلیسیور چھوٹ گیا۔ انہوں نے کاغذ کا وہ پرزہ کھینچا اور پڑھنے لگے۔

"ڈیڈی !

جن آرزوؤں اور اُمیدوں سے آپ نے مجھے پالا تھا۔ آج وہ سب ملیامیٹ ہو گئی ہیں۔ آپ کی اصلی بیٹی ارچنا مل گئی ہے اور نقلی بیٹی رتیا آپ سے دور جا رہی ہے۔ ہاں جاتے جاتے اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے کچھ سامان لے جا رہی ہے۔ مجبور ہے۔ زندہ رہی تو احسان چکا دے گی۔

ورنہ......؟

آپ کی نقلی بیٹی امید کرتی ہے کہ آپ اس کی اس گستاخی کو نظر انداز کر دیں گے۔ ایک چور دوسرے چور سے اور کیا مانگ سکتا ہے۔ بس دیا کی بھیک۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آپ کی نقلی بیٹی

رینا "

اس خط کو پڑھ کر منگل چند کا دل ڈوب گیا۔ انہوں نے خط کے پرزے پرزے کر کے انہیں اُسی آتشدان میں ڈال دیا اور خود اپنی اجڑی دنیا کا تماشا دیکھنے کے لئے پاؤں پھیلا کر آرام کرسی پر بیٹھ گئے۔ تبھی ان کے ذہن پر اُمیش کے کہے ہوئے الفاظ ہتھوڑوں کی طرح برسنے لگے۔

صبح طلوع ہونے جا رہی تھی۔

دہلی کے ڈیلیا ہوٹل کے باہر موٹر گاڑی میں کملا کا سامان رکھا جا رہا تھا۔ راکیش اور ارچنا اُما کے ہمراہ کملا کے ہوٹل سے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ کملا آج سری نگر لوٹ رہی تھی۔ اپنی زندگی کی سب سے اہم اور نازک ذمہ داری اتار کر۔

جوں ہی وہ ہوٹل سے باہر آئی۔ اُس نے اپنے بچوں کو آشیرواد دی اور اُما سے بولی۔

"اب میں اپنا بوجھ تم پر چھوڑے جا رہی ہوں اُما بہن۔"

"نہیں بہن۔ اسے بوجھ نہ کہو۔ ارچنا تو ہمارے گھر کی شوبھا ہے۔ سینے کا بوجھ تو آج ہلکا ہو گیا ہے میرا۔ اپنا وعدہ پورا کر کے۔"

ارچنا نے ماں کا بیگ ہاتھ میں تھام لیا اور اسے گاڑی میں رکھنے کے لئے بڑھی۔ راکیش اور اُما بھی ہمراہ تھے۔ دفعتاً یک کملا کے قدم ایک لمحہ کے لئے رُک گئے۔ اُس نے کچھ فاصلے پر منگل چند کو کھڑے دیکھا جو شاید کافی دیر سے ہوٹل کے لان میں بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ کملا کو محسوس ہوا جیسے ایک رات میں ہی وہ دس برس اور بوڑھے ہو گئے تھے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راکیش اور اُما دونوں کو خاموش دیکھ کر وہ گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔
ارچنا نے بھی باپ سے منہ موڑ لیا، لیکن کملا ان کی موجودگی سے ذرا بھی نہیں گھبرائی بلکہ ان کی افسردہ صورت دیکھ کر ایک لمحہ کیلئے اس کے دل کے کسی کونے میں رحم کا جذبہ اُبھرا۔ پھر فوراً ہی اُس نے گردن جھٹک کر ان سے پوچھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ منگل چند سلیٹھ؟"

"تمہارا انتظار ....."

"کیوں؟"

"اپنے گناہوں کا پراشچت کرنے کے لیے۔"

"لیکن تم سے کس نے کہا کہ تم گنہگار رہو۔"

"میرے ضمیر نے۔"

"تمہارا ضمیر بھی ہے؟ ..... نہیں منگل چند تمہارا ضمیر تو اُسی روز مر گیا تھا جب تم نے ایک بے بس اور بے سہارا لڑکی کو گھر سے نکال دیا تھا۔"

"آج میں اسی کے پیروں پر گرنے آیا ہوں۔"

"وہ تو کب کی مر گئی۔ میں تو کملا ہوں۔ ہوٹل سنولینڈ کی مالکن۔ اُس کے پرانے مالک شمشیر سنگھ کی اکلوتی وارث۔ جس نے کبھی اس مظلوم اور بے بس لڑکی کو پناہ دی تھی۔"

"تم اب میرا امتحان لینا چاہتی ہو کملا؟"

"کس بات کا؟"

"میری محبت کا۔"

محبت کے نام پر وہ پل بھر کے لئے ٹھٹھکی اور پھر بے باکی سے قہقہہ لگا کر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس کی طرف دیکھنے لگی ۔ جیسے محبت کا لفظ سیٹھ کی زبان پر اُسے ایک بہت بڑا مذاق لگا ہو ۔

"یقین کرو کملا ۔ میں اپنی کھوئی ہوئی محبت کی بھیک مانگنے آیا ہوں . تم سے ۔ تمہیں اور ارچنا کو اپنا نے آیا ہوں "

" نہیں منگل چند " وہ سنجیدگی سے بولی " ہمارا اور تمہارا ملن اس دنیا میں ممکن نہیں ۔ آج زندگی کا راز کھول کر میں نے اپنی ارچنا کو سماج میں جگہ دی ہے ، لیکن یہ مت سمجھنا کہ یہ سب کچھ میں نے اپنی زندگی کے لئے کیا ہے ۔ مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں "

"کملا . . . . . !"

• " میڈم کملا کہو اجنبی ! میں بے تکلفی پسند نہیں کرتی ۔ مجھے کل بھی تم سے نفرت تھی ۔ آج بھی ہے اور زندگی بھر رہے گی ۔ کیونکہ تم نے ایک ابلا کو ہی نہیں ٹھکرایا بلکہ ایک ماں کو بھی اس کی بیٹی سے اٹھارہ برس دور رکھا ہے ۔ اُس پیاسے ساون کی طرح جو دوسروں کی زندگی میں ہمیشہ ہریالی لاتا ہے ، مگر خود بہاروں کے لئے ترستا ہے "

کملا نے ایک ہی سانس میں یہ سب کچھ کہا اور رُخ بدل کر اپنی موٹر گاڑی کی جانب بڑھ گئی ۔ سیٹھ منگل چند پتھر کی مورت بنے اس کو دیکھتے رہے ۔ کملا کے الفاظ ان کے کانوں میں ابھی تک سنسنی پیدا کر رہے تھے ۔ کملا ایک شاہانہ اور باوقار چال سے اپنی کار کی طرف بڑھ رہی تھی ۔

کملا نے بیٹی اور اُما کو گلے لگایا اور راکیش کو الوداع کہتے ہوئے بولی ۔

• " یہ مت بھول جانا کہ ہوٹل سنولینڈ ہی بھارت کا وہ ہوٹل ہے جہاں پیار پرورش پاتا ہے "It is the best place for honey-moon."

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

یہ کہتے ہی اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور مسکراتے ہوئے سب کو الوداع کہی۔ ارچنا نے زندگی میں آج پہلی بار محسوس کیا کہ کملا کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔

موٹر گاڑی چل پڑی اور وہ لوگ اس سے الگ ہٹ گئے۔ وہ اپنی نگاہوں سے دور جاتی ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگے۔

دیر تک سیٹھ منگل چند ڈبڈبائی آنکھوں سے اُس گاڑی کو اپنے سے دور جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ اور انہیں ایسا لگا جیسے اب یہ سڑک کے فاصلے نہ تھے، دلوں کے فاصلے تھے آج یہ فاصلے زندگی کے اندھیروں میں ڈوب گئے تھے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com